اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

فروعی ونظریاتی شدید اختلاف کے باوجود

اسلافؒ کی باہمی محبتؒ کے حیرت انگیز واقعات

جو اصاغر کیلئے مشعل راہ ہیں

www.besturdubooks.net

ازافادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ

ودیگر اکابرین

مرتب

محمد اسحٰق ملتانی

(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

فروعی ونظریاتی شدید اختلاف کے باوجود

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

اسلافؒ کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات

جو اصاغر کیلئے مشعل راہ ہیں

www.besturdubooks.net

(ازافادات)

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

ودیگر اکابرین

مرتب
محمد اسحٰق ملتانی
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
0322-6180738, 061-4519240

www.besturdubooks.net

اسلاف کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات

تاریخ اشاعت............ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
ناشر.......................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.................. سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ
اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

قانونی مشیر
محمد اکبر ساجد
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان

مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.....لاہور — دارالاشاعت.......اُردو بازار.........کراچی
مکتبہ ملیہ...............اکوڑہ خٹک.......پشاور — مکتبہ رشیدیہ.......سرکی روڈ.....کوئٹہ
اسلامی کتاب گھر.....خیابان سرسید.....راولپنڈی — مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

www.besturdubooks.net

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن

امابعد! ادارہ کی جدید کتاب ''اسلاف کی باہمی محبت کے حیرت انگیز واقعات'' آپ کے سامنے ہے۔ جس میں خیر القرآن سے تاہنوز اکابر پاک وہند کے ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جس میں حسن سلوک، رواداری اور صبر وتحمل کی تلقین کے علاوہ فریق مخالف سے حکیمانہ برتاؤ کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس دین اسلام سے نوازا ہے اس نے تا قیامت اپنی اصلی شکل میں موجود رہنا ہے اس لیے دین کو تغیر وتبدیل اور گمراہ کن تحریفات وبدعات سے بچانے کے لیے ہر موقع سے متعلق احکام وآداب کیساتھ ساتھ ان کی حدود بھی واضح بتادی گئی ہیں، تاکہ دین اسلام اپنی اصلی شکل میں پوری آب وتاب کے ساتھ امت مسلمہ کی رہنمائی کر سکے۔

دین اسلام ہمیں محبت کا درس دیتا ہے تو یہ بھی واضح کرتا ہے کہ اس محبت کے حدود وآداب کیا ہیں۔ اگر کسی سے اختلاف ہو تو اس کے بھی حدود وآداب شریعت نے بتائے ہیں۔

زیر نظر کتاب کے حصہ اول میں اختلاف کے متعلق اہم دینی تعلیمات اور احکام وآداب ذکر کیے گئے ہیں جبکہ حصہ دوم میں اسلاف کے واقعات سے اس حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے کہ اگر کسی فرد یا جماعت کے ساتھ سیاسی، نظریاتی یا مسلکی اختلاف ہو تو ہمیں فریق مخالف کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ دور حاضر میں اسلاف کے واقعات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں کہ بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں کسی کو کسی کے ساتھ اختلاف ہو جائے تو اگرچہ وہ خود غلطی پر ہو مگر معمولی اختلاف کو مخالفت کا سبب بنالیا جاتا ہے اور کبھی اس طرف خیال بھی نہیں جاتا کہ امت مسلمہ میں اختلاف تو رحمت ہے لیکن مخالفت سم قاتل ہے۔ کسی جماعت یا فرد سے اختلاف ہو جانا گزیر ہے لیکن اختلاف کو مخالفت کا روپ دے دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سیاسی اختلاف ہو یا مسلکی فروعی اختلاف ہمارے ہاں اس کو جس طرح اچھالا جاتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ حالانکہ جس طرح محبت کے حدود وآداب ہیں اسی طرح

www.besturdubooks.net

شریعت نے ہمیں اختلاف کی صورت میں بھی اپنے مبارک احکام' آداب اور حدود سے نوازا ہے جن کی پاسداری ہی دینداری کا تقاضا ہے۔ کتاب ہذا میں درج واقعات اختلاف اور مخالفت کے فرق کو واضح کر کے رواداری کا درس دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اکابر میں جتنا بھی باہمی شدید اختلاف ہوتا لیکن باہمی محبت و تعلق ادب واحترام کا دامن نہ چھوڑتا۔ یقیناً ایسے واقعات اصاغر کیلئے مشعل راہ ہیں اور بتاتے ہیں کہ اکابر میں باہم جتنا بھی شدید اختلاف ہوتا لیکن باہمی محبت و تعلق اور ادب واحترام کا دامن نہ چھوٹتا۔

موجودہ دور میں جس طرح ہم شرعی اصول وہدایات کی رعایت نہ کر کے جگہ جگہ نقصان اٹھا رہے ہیں اسی طرح اختلاف کے باب میں بھی ہم جادہ اعتدال سے ہٹ چکے ہیں۔ مخالف کی غیبت کرنا' اسے بُرے الفاظ والقاب سے یاد کرنا' ہر موقع پر اسے نیچا دکھانے کی مذموم کوشش میں رہنا اور اس طرح کے رویہ کا اظہار کرنا جو اخلاق کی حدود سے متجاوز ہو' ہمارے ہاں فریق مخالف کے حق میں نہ صرف جائز بلکہ اسے جہاد سمجھا جاتا ہے اس طرح کا برتاؤ سیاسی مخالفین میں ہو تو بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ دنیا دار لوگ شرعی حدود وآداب کا کہاں خیال رکھتے ہیں۔ لیکن جب یہی رویہ علم دین سے منسوب شخصیات کی طرف سے ہو تو یہ واقعی قابل حیرت بات ہے۔ اسلاف کی سوانح اس سلسلہ میں ہماری رہنما ہیں کہ شدید سے شدید اختلاف پر بھی مخالفت کا شائبہ تک نہیں۔ کوشش کی ہے کہ اسلاف کی سوانح سے ایسے واقعات جمع کر دیئے جائیں جو ہمیں فریق مخالف کے بارہ میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حالت میں اعتدال کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس پُرفتن دور میں اپنے اسلاف واکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس جدید کاوش کو امت مسلمہ میں باہمی اتفاق ومحبت کا ذریعہ بنائے اور ہمیں ہر موقع پر اعتدال کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

صفر المظفر 1436ھ بمطابق دسمبر 2014ء

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

فہرست عنوانات

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

Best Urdu Books
www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

www.besturdubooks.net

حصہ اول

مضامین ومقالات

Best Urdu Books

اختلاف کے باوجود باہمی ادب ورواداری کی تعلیم ...اختلاف کے محمود یا مذموم ہونے کی تحقیق ...اختلاف سے بچنے کیلئے دوستی دشمنی میں اعتدال کی ضرورت ...باہمی تعاون کیلئے حق کو بنیاد بنانے کی ضرورت ...دوسروں کے مزاج ومذاق کی رعایت ...امت میں افتراق واختلاف کے اسباب ...سیاسی اور دینی اختلاف کا حل ...باہمی اتفاق کی ضرورت اور تصادم واختلاف کی مذمت... اختلاف سے بچنے کیلئے عوام اور مقتدیان امت کی ذمہ داریاں ...اہل علم میں اختلاف کی صورت میں عوام کیلئے لائحہ عمل

www.besturdubooks.net

ادب اور اختلاف رائے

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا ایک اصلاح افروز خطاب

Best Urdu Books

شعائر اللہ کا ادب

دین کیلئے ادب ایک بنیادی چیز ہے جس حد تک ادب اور تادب بڑھتا جائے گا.... اسی حد تک انسان کا دین قوی ہوتا جائے گا اور جس قدر بے ادبی' گستاخی' جرأت و جسارت اور بے باکی بڑھتی جائے گی.... انسان دین سے ہٹتا جائے گا.... خواہ علم ہو یا عمل ان میں شریعت نے آداب کی رعایت رکھی ہے.... مثلاً قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا کہ

اے ایمان والو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھ کر بلند آواز سے گفتگو مت کرو.... اپنی آوازوں کو پست کرو اور ایسی آواز نہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بڑھ جائے.... ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں گے.... نہ اس پر اجر مرتب ہوگا نہ ثواب....

حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلقی طور پر بلند آواز اور جہری الصوت تھے.... آواز ہی اس طرح بلند تھی کہ آہستہ بولتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ زور سے بول رہے ہیں.... لیکن اس آیت کے اترنے کے بعد اتنا آہستہ بولنے لگے کہ بعض دفعہ کان لگا کر سننا پڑتا اور فرماتے مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں میری آواز بلند ہو جائے اور میرے اعمال حبط نہ

www.besturdubooks.net

ہوجائیں.... اس سے مسئلہ نکل آیا کہ ادب سب سے بڑی چیز ہے.... حقیقتاً تو ادب حق تعالیٰ شانہ کا ہے.... عظمت والی ذات اللہ ہی کی ہے.... اس واسطے کہ اس کی بارگاہ میں ادب اور تواضع چاہئے پھر جس جس کو اللہ سے نسبت ہوتی جائے گی اس کا ادب قائم ہوتا جائے گا.... مثلاً قرآن کریم کا ادب قائم کیا گیا کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ اگر حالت جنابت تک نجاست پہنچ گئی تو تلاوت بھی ناجائز ہوگئی.... گویا زبان بھی پاک نہ رہی.... یہ قرآن کا ادب سکھلایا گیا کہ اس کلام کی نسبت اللہ کی طرف ہے.... جس کا نام کلام اللہ ہے.... اللہ کا ادب ضروری ہے تو اللہ کے کلام کا ادب بھی ضروری ٹھہرا.... حالانکہ قرآن کریم جو ہمارے ہی ہاتھوں میں ہے یہ کلام اللہ نہیں ہے.... یہ تو کاغذوں کا مجموعہ ہے.... جو حروف ونقوش لکھے ہیں یہ کلام کی علامات ہیں.... کلام وہ ہے جس کا تکلم کیا جائے.... پھر وہ حروف اور نقوش جن کاغذات میں درج ہیں انہیں بھی بے وضو ہاتھ لگانے سے منع کیا گیا وہ کاغذات جس جلد میں سی لئے جائیں وہ بھی واجب التعظیم بن جاتی ہے.... حقیقت میں یہ کلام کا ادب بتلایا گیا لیکن جو چیزیں اس کی طرف منسوب ہوتی گئیں.... ان کا ادب بھی واجب ہوتا چلا گیا.... کلام کی وجہ سے نقوش اور نقوش کی وجہ سے کاغذ اور جلد درجہ بدرجہ سب کی تعظیم ضروری ٹھہرتی گئی.... اگر ادنیٰ درجہ بھی گستاخی ان میں سے کسی چیز کی کی جائے تو اعمال کے ضبط وحبط ہونے کا اندیشہ ہے.... اس لئے کہ بے ادبی کے ساتھ دین قائم رہ نہیں سکتا....

اسی طرح جب اللہ کا ادب واجب ہے تو بیت اللہ کا ادب بھی واجب ہوگیا.... اللہ کا گھر یہ نسبت جب آگئی تو ادب لازم ٹھہرا.... حالانکہ حق تعالیٰ چیز اور جسم ومکان سے بری ہیں.... لیکن نسبت جب آتی ہے کہ وہ تجلیات ربانی کا مرکز ہے تو اس گھر کا ادب ضروری ہوگیا....

جب بیت اللہ کا ادب واجب ہوا تو جس مسجد حرام میں بیت اللہ واقع ہے وہ مسجد بھی واجب التعظیم ہوگئی اور اس درجہ بابرکت بن گئی کہ اگر ایک نماز یہاں پڑھی جائے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے یہ اس نسبت کی برکت ہے....

مسجد حرام جس محل میں واقع ہے وہ مکہ مکرمہ ہے تو مکہ مکرمہ بھی واجب التعظیم ہوگیا اور اس کا ادب ضروری ہوگیا اور مکہ مکرمہ واقعہ حجاز میں ہے اور حجاز اور سارے عرب کا

www.besturdubooks.net

ادب واجب ہوگیا.... حدیث میں فرمایا گیا حب العرب من الایمان وبغض العرب من النفاق.... عرب سے محبت کرنا ایمان اور بغض رکھنا' نفاق کی علامت ہے....غرض درجہ بدرجہ سارے آداب واجب ہوتے چلے گئے اگر بے ادبی اور گستاخی کسی ایک میں بھی آگئی تو دین کا باقی رہنا مشکل ہو جائے گا....

غیر اختیاری کمالات کا ادب

اس لئے تادب اور توقیر وتعظیم لازم قرار دی گئی....حدیث میں فرمایا گیا....

جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا....اکابر کی تعظیم وتوقیر واجب قرار دی گئی اور دھمکی دی گئی کہ اگر اسے نہ انجام دو گے ہماری جماعت میں شمار نہیں ہوگا اور یہ توقیر وادب عمر کی بڑائی کی وجہ سے ہے اگر کوئی علم رکھتا ہے تو علم کی وجہ سے ادب ہوگا....

علم کے ساتھ زہد وقناعت کے جذبات اور اخلاق رکھتا ہے تو ان کا ادب واجب ہوگا لیکن اگر کوئی بھی کمال نہ ہو صرف عمر کی بڑائی ہو....اس وجہ سے بھی اس کا ادب ضروری ہوگا....

حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے بوڑھا ہونے کی وجہ سے کرے تو وہ اس سے پہلے نہیں مرے گا کہ حق تعالیٰ اس کیلئے چھوٹے پیدا کردیں گے جو اس کی تعظیم کریں گے....

حدیث میں فرمایا کہ جو شخص سفید ڈاڑھی والا ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتا ہے....حق تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے حیا آتی ہے کہ اسے خالی واپس کردوں تو یہ اس کی ڈاڑھی کا عنداللہ وقار ہے جو محض عمر کی بڑائی کی وجہ سے اسے حاصل ہوگیا ہے اگر اس بڑائی کے تحت اور بڑائیاں بھی جمع ہو جائیں....علم' اخلاق تو ادب بھی بڑھتا جائے گا لیکن اگر کوئی ہنر نہ ہو تو خلقی کمال پر بھی ادب کی تلقین کی گئی ہے....مثلاً حدیث میں ارشاد ہے....یوم القوم اقرأھم لکتاب اللہ امامت کرنے کا حق اس کا ہے جو سب سے صحیح قرآن پڑھے....سب سے زیادہ قرآن کا عالم ہو....فان کانوا فی القراءۃ سواء فاعلمھم بالسنۃ (پھر) جو سنت کا علم زیادہ

Best Urdu Books
www.besturdubooks.net

رکھتا ہو اسے بڑھایا جائے.... اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو مسائل صلوۃ سے جو زیادہ واقف ہو اسے آگے بڑھاؤ.... اگر اس میں بھی سب برابر ہیں.... فرمایا کہ جو خوبصورت ہو اسے آگے بڑھاؤ.... اگر سارے کے سارے حسین و جمیل جمع ہوں.... فرمایا جس کا نسب اونچا ہو اسے آگے کرو تو کوئی خصوصیت مقدم کرنی چاہئے کہ مقتدیوں کو عار لاحق نہ ہو.... اگر بڑے بڑے اہل کمال جمع ہیں اور کسی جاہل کو امامت کیلئے بڑھایا انہیں عار لاحق ہوگا کہ کیسے بڑھا دیا؟ اگر سب حسین و جمیل ہوں اور کسی اندھے بہرے کو بڑھا دیا انہیں حقارت پیدا ہوگی کہ یہ کہاں سے آگے بڑھ گیا؟

جب اور کمالات میں سب برابر ہوں پھر خوبصورتی کو آگے رکھا گیا حالانکہ یہ کوئی اختیاری کمال نہیں.... خدا کی بنائی ہوئی چیز ہے لیکن غیر اختیاری چیز بھی بعض اوقات خصوصیت کا سبب بن جاتی ہے.... تقدم و تقدیم کیلئے آداب کی ضرورت ہے اور ان آداب میں بعض دفعہ تکوینی چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں.... باوجودیکہ عمر یا حسن اللہ کی دی ہوئی چیز ہے مگر اس کے باوجود فرمایا اس کا ادب کرو.... حاصل یہ نکلا ہر بڑھائی تعظیم کی مستحق ہے.... خواہ وہ تکوینی ہو یا تشریعی' اختیاری ہو یا غیر اختیاری اگر توقیر نہ کی گئی تو فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے اعمال اور دین پر اثر پڑے جائے....

نسبت کا ادب

یہاں تک کہ نسبتوں کا ادب سکھلایا گیا یہ جو اللہ والوں کے ہاں نسبتوں کی توقیر کی جاتی ہے کہ شیخ کی عظمت کرتے ہیں.... شیخ کی اولاد اور وطن کا بھی نسبت کی وجہ سے ادب کرتے ہیں.... حدیث میں فرمایا فاطمة بضعة منى من اذا ها فقد اذانى فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا.... اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توقیر کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی توقیر کی.... یہ توقیر شرف صحابیت کی وجہ سے نہیں سکھلائی گئی تو یہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے کی جو نسبت ہے اسی کا ادب سکھلایا گیا....

www.besturdubooks.net

اس لئے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جگر گوشہ ہے.... یہ نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل ہے.... صحابیت کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی جمع ہوگئیں جو اولادرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے کہ یہ جز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو جب قلب میں رسول کا ادب ہوگا تو اولادرسول کا بھی ہوگا....

میں نے اپنے بزرگوں سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق سنا کہ ان کی عادات میں ادب کا لحاظ بے حد ہوتا.... سادات کا کوئی نابالغ بچہ بھی آجاتا تو سرہانہ چھوڑ کر پائنتی کی طرف بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ دنیا مخدوم زادوں کی عزت کرتی ہے.... یہ سارے عالم کے مخدوم زادے ہیں.... سارے عالم پر ان کی تعظیم واجب ہے.... حالانکہ بچہ نابالغ ہے مگر فرماتے ہیں یہ مخدوم زادہ ہے یہ اولادرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا سبق آموز واقعہ

ایک دفعہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ مرادآباد تشریف لے گئے اور جانا آگے تھا.... مرادآباد بھی ٹھہرے.... پروگرام میں حضرت نے صرف ایک دن رکھا تھا.... لوگوں نے اصرار کیا مگر آپ نے انکار فرمادیا تو علماء کا طبقہ جمع ہو کر آگیا کہ ٹھہر جائیں انکار کردیا کہ نہیں ٹھہروں گا.... پھر بعض امراجمع ہو کر آگئے.... امرا سے کہا کہ جب علماء کی نہ سنی تو آپ کی کیسے مانوں؟ مرادآباد کے لوگوں کے دل میں ٹھن گئی کہ کسی نہ کسی طرح ٹھہراؤ تو ایک نے مشورہ دیا کہ ان کو ٹھہرانے کی ایک ہی صورت ہے.... فلاں دفتر میں ایک کلرک لڑکا چودہ پندرہ سال کا ہے اسے بلا لاؤ وہ ٹھہرا سکے گا جب وہ آیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ ادب سے اپنی مسند چھوڑ کر کھڑے ہوگئے جھک کر مصافحہ کیا اور اپنی جگہ پر اس کو بٹھادیا.... خود مؤدب ہو کر سامنے بیٹھ گئے.... اس نے کہا کہ حضرت جی چاہتا ہے کہ کچھ ٹھہر جائیں فرمایا بہت اچھا ٹھہر گئے اور اتنے ٹھہرے کہ ایک ہفتہ تک ٹھہر گئے.... لوگوں نے سوچا کہ حضرت اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک وہ لڑکا نہیں کہے گا.... تب آکر اس نے اجازت دی....

www.besturdubooks.net

وہ بات کیا تھی؟ بات یہ تھی کہ حضرت کے شیخ حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تھے اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کے شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ تھے اور یہ لڑکا میاں جی مرحوم کا نواسہ لگتا تھا تو شیخ کی نسبت کا اتنا ادب تھا کہ ان کے حکم کی وجہ سے وہیں رک گئے.... کسی کا حکم نہ مانا.... یہ نسبت کا اتنا ادب تھا شیخ کے بھی نہیں شیخ الشیخ کے نواسے تھے اور یہ ادب تب ہوتا ہے جب اصل شیخ کا ادب دل میں ہو.... حتیٰ کہ وطن کی نسبت کی وجہ سے شیخ کے وطن کے ساتھ شریف لگاتے ہیں.... دیوبند شریف' نانوتہ شریف' مکہ شریف تو وہ شریف کا لفظ تعظیم کی وجہ سے لگاتے تھے نسبت کا ادب اور عظمت یہ کوئی غیر شرعی چیز نہیں....

اہل اللہ نے نسبتوں کا اس درجہ ادب کیا ہے کہ شیخ کی اولاد اگر جاہل اور کندنا تراش بھی ہوتی پھر بھی حد درجہ ادب کیا.... حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ جو مشائخ چشتیہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں.... ان کے پوتے ہیں شاہ ابو سعید صاحب' جو سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں سے ہیں.... شاہ ابو سعید رحمہ اللہ کا ابتدائی زمانہ بہت آزادی کا تھا.... نہ نماز' نہ روزہ' نہ پابندی' لباس کے شوقین' ہر وقت مکلف کپڑے' بس اسی میں لگے رہتے' نہ علم سیکھنے کی طرف توجہ' نہ اعمال کی اصلاح کی طرف جوانی کا زمانہ تھا.... رنگ رلیوں میں پڑے رہتے.... وہ ایک دن گنگوہ میں کسی گلی میں جا رہے تھے بھنگن نے ٹوکرہ کباڑ کا کہیں پھینکا اور سارا گرد ان کے کپڑوں کو لگ گیا تو غضبناک ہو گئے اور کہا حرام زادی' بے حیا' تجھے شرم نہیں آتی.... یہ بھنگن تھی بوڑھی اور اس نے حضرت شیخ عبدالقدوس کا زمانہ پایا تھا تو اس نے تان کر کہا کہ کس برتے پر اکڑتا ہے؟ دادا کی میراث کمائی تھی جو آج اتنے فخر سے بولتا ہے؟ بس وہ دن تھا.... اسی وقت واپس ہوئے اور گھر میں آ کر والدہ سے کہا کہ اب میں گنگوہ اس وقت تک نہیں آؤں گا جب تک کہ دادا کی میراث نہ سنبھال لوں اور پوچھا کہ اس وقت حضرت شیخ کے خلفاء میں سے کون کون سے لوگ ہیں؟ معلوم ہوا کہ اجلہ خلفاء میں سے شیخ نظام الدین بلخی رحمہ اللہ ہیں.... انہوں نے خلافت لے کر بلخ کا سفر کیا تو بتلایا گیا کہ بلخ میں بڑی خانقاہ ہے.... لاکھوں کی اصلاح اور افادہ ہو رہا ہے.... تو شیخ نظام الدین کو اطلاع دی کہ میں آ رہا ہوں.... شیخ کو صاحبزادے کے پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو جو پہنچنے کا دن تھا.... اس زمانے میں موٹر کاریں تو نہ تھیں.... مہینہ دو مہینہ قطع

www.besturdubooks.net

مسافت کے بعد کہیں جا کر پہنچے.....اگرچہ صاحبزادہ جاہل ہیں.....نہ علم' نہ ہنر اور شیخ وقت کے ہزاروں متوسل ہزاروں مرید اور ہزاروں کو علم اور دین کا فائدہ پہنچ رہا ہے... مگر اسی نسبت کے ادب کی وجہ سے کئی میل آگے جا کر استقبال کیا اور جب شیخ نکلے تو تمام بلخ' امراء بلخ' حتی کہ شاہ بلخ بھی ساتھ نکلے .....دور سے دیکھا کہ صاحبزادے گھوڑے پر آرہے ہیں تو حضرت نظام الدین رحمہ اللہ آگے بڑھے اور قدموں پر ہاتھ رکھا.....صاحبزادے گھوڑے سے اترنے لگے فرمایا نہیں آپ نہ اتریں اوپر رہیں اب اس شان سے صاحبزادے چلے آرہے ہیں کہ گھوڑے پر سوار ہیں اور قدموں پر شیخ نے ہاتھ رکھا ہے اور جب شیخ نے ہاتھ رکھا تو دوسری رکاب پر خود شاہ بلخ نے ہاتھ رکھا.....اس شان سے بلخ آئے مہمانداری بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوئی تمام علماء و مشائخ اور امراء کو صاحبزادے کے احترام میں دعوتیں دیں.....جب تین دن گزر گئے اور شیخ کا یہ عالم کہ دوزانو بیٹھے ہیں.....صاحبزادہ کو مسند پر بٹھا رکھا ہے پھر پوچھا صاحبزادے اتنا لمبا چوڑا سفر کیسے کیا؟ کہاں ہندوستان اور کہاں بلخ کیا ضرورت پیش آئی؟ صاحبزادے نے کہا کہ دادا کی میراث لینے آیا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں اور یہ وہ نسبت اور تعلق مع اللہ کی میراث ہے.....فرمایا اچھا یہ غرض ہے کہا جی ہاں فرمایا کہ وہاں جوتیوں میں جا کر بیٹھ جاؤ اور خود جا کر مسند پر بیٹھ گئے اب نہ وہ ادب ہے نہ وہ تعظیم اور بیعت کر کے تزکیہ نفس کیلئے کچھ اعمال بتلائے..... خدمت یہ سپرد کی کہ مسجد میں بیٹھ کر استنجا کیلئے ڈھیلے توڑیں تاکہ نمازی آئیں تو تکلیف نہ ہو..... سال بھر اسی حالت میں گزر گیا کہ کوئی پرسان حال نہیں یا تو شاہ بلخ رکاب تھامے آئے تھے یا آج صاحبزادے کو کوئی پوچھنے والا نہیں.....

جب ایک برس گزر گیا تو شیخ نے امتحان لینا چاہا کہ کس حد تک نفس کی اصلاح ہوئی.....کبر' غرور رفع ہوا یا نہیں.....تواضع' للّٰہیت پیدا ہوئی یا نہیں' نفسانیت ختم ہوگئی یا نہیں تو بھنگن کو حکم دیا کہ کوڑا کباڑ کا ٹوکرہ لا کر صاحبزادے کے قریب ڈال دے تاکہ تھوڑا سا گردہ صاحبزادے کے اوپر پڑ جائے اور جو کچھ کہے وہ ہم سے آ کر کہہ دے.....بھنگن نے جا کر ٹوکرا زور سے ڈال دیا تو سارا گردہ صاحبزادے پر پڑا تو اس نے آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ بے حیا نہ ہوا گنگوہ کہ تجھے بتلاتا اس نے آ کر شیخ سے عرض کیا کہ وراثت نہیں ملی.....ابھی نفسانیت کافی موجود

www.besturdubooks.net

ہے.... اگلے دن پھر حکم ہوا، استنجے کے ڈھیلے توڑنا تو خیر ہے ہی مگر نمازی نماز پڑھ کر نکلیں تو جوتے سامنے رکھو.... ان کی حفاظت بھی کرتے رہو.... اب اس خدمت پر لگ گئے جب ایک برس گزر گیا تو بھنگن کو پھر حکم دیا کہ قریب ہی نہیں بلکہ جا کر صاحبزادے کے اوپر سارا کوڑا کرکٹ ڈال دو.... اس نے سارا ٹوکرہ جا کر ڈال دیا تو صاحبزادے نے کہا ارے بی! کیوں اس کباڑ کو تو نے مجھ پر ڈال دیا.... یہ مجھ سے زیادہ افضل ہے تو نے اس کباڑ کو بھی عیب لگایا میں ایسی ناپاک ہستی ہوں کہ یہ کباڑ بھی میرے اوپر گرنے سے ناپاک ہو گیا.... میرے اندر تو کوئی خوبی نہیں....

بھنگن نے جا کر شیخ سے یہ سب کچھ عرض کیا فرمایا اب دادا کی وراثت مل چکی ہے.... اس کے بعد اگلے دن شیخ نے حکم دیا کہ ہم شکار کیلئے جائیں گے.... صاحبزادہ سے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو شیخ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور حکم دیا کہ تم رکاب تھام کے چلو جب وہ آئے تھے تو شیخ نے رکاب تھامی تھی اور اب حالت یہ ہے کہ گرتے پڑتے شیخ کے ساتھ دوڑتے جا رہے ہیں لہولہان ہو گئے پیروں میں زخم آئے خون نکل آیا مگر کیا مجال کہ یہ رکاب سے الگ ہو جائیں.... یہ ہو سکتا ہے کہ شیخ حکم دیں اور اطاعت نہ کی جائے؟ اسی شان سے سارا دن بسر ہوا شام کو واپس پہنچے تو صاحبزادے کو حکم دیا کہ غسل کرو، صاحبزادے نے غسل کیا کپڑے وغیرہ بدلوائے.... اسکے بعد مجمع کیا اور بھرے مجمع میں صاحبزادے کو کھڑے کر کے جوتا ہاتھ میں دیا اور فرمایا یہ غلام حاضر ہے، سر حاضر ہے، یہ جوتا ہے.... میں اسی طرح خانہ زاد غلام ہوں.... دادا کی میراث مل نہیں سکتی تھی اگر یہ محنت اور ریاضت نہ ہوتی.... نفس کا کبر رفع نہ ہوتا.... اب تمہیں دادا کی میراث مبارک ہو.... خلافت دی اور پگڑی سر کے اوپر باندھی.... وہ گویا بے ادبی نہیں تھی بلکہ مجاہدہ تھا کہ اس کے بغیر نفس کی اصلاح نہیں ہو سکتی تھی تو ریاضات اور مجاہدے اس لئے ہوتے ہیں کہ ادب کا مضمون قلب میں پیدا ہو جائے تو اللہ اور اسکے نیک بندوں کا بھی ادب کرو.... ہر بڑی چیز کا ادب کرو جس میں کوئی بڑائی اور خوبی ہو....

من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا فلیس منا

جو ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے.... اس کا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں....

Best Urdu Books
www.besturdubooks.net

ادب میں محتملات کا لحاظ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ کا میں نے واقعہ اپنے بزرگوں سے سنا کہ کلیر شریف جب کبھی حاضر ہوتے عرس وغیرہ سے یہ حضرات بچتے تھے کہ بدعات ہیں.... لیکن بہر حال اللہ والوں کی قبروں پر جاتے تھے استفادہ بھی کرتے تھے.... کلیر شریف حاضر ہوتے تو کلیر شریف رڑکی سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے.... نہر کے کنارے کنارے راستہ جاتا ہے تو چلتے وقت جوتے نکال دیتے تھے ننگے پیر چھ میل کا فاصلہ طے کرتے.... یہ محض ادب کا غلبہ حال تھا.... آپ اگر پوچھیں کہ کیا شرعاً ایسا کرنا ضروری تھا؟ تو شرعاً تو ضروری نہیں ہے کسی جگہ حکم نہیں ہے کہ جاؤ تو ننگے پیر جایا کرو.... لیکن ادب جب غلبہ حال کے درجہ میں آتا ہے تو ادب و تادب کے وہ وہ محتملات سامنے آتے ہیں کہ ظواہر شریعت میں نشان بھی نہیں ہوتا مگر قلب شہادت دیتا ہے کہ یہ بھی ادب ہے اور اس پر عمل ضروری ہے.... وہ قانونی عمل نہیں ہوتا وہ اخلاقی عمل ہوتا ہے قانون کی رو سے اسے واجب یا مستحب نہیں کہا جاسکتا لیکن قلب اور محبت کے قانون کے لحاظ سے وہ واجب ہوتا ہے....

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ جب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عمر بھر سیاہ جوتا نہیں پہنا' سرخ یا زرد رنگ کا پہنا کرتے تھے فرمایا سیاہ رنگ کا جوتا ممنوع نہیں مگر بیت اللہ کا غلاف سیاہ ہے تو پاؤں میں اس رنگ کا جوتا کیسے پہنوں؟ اس ادب کی وجہ سے سیاہ رنگ کا جوتا پہننا چھوڑ دیا پگڑی تو باندھتے سیاہ رنگ کی کہ یہ تو ادب کا مقام ہے مگر قدموں میں نہیں....

اب اگر آپ یوں کہیں کہ صاحب! کسی روایت کسی حدیث میں تو نہیں آیا تو حدیث میں تو ادب کا حکم آیا ہے لیکن ادب جب رچ کر غلبہ حال کے درجہ میں آجاتا ہے تو بعید سے بعید چیز بھی ادب کے درجہ میں آتی ہو.... انسان اس کا لحاظ رکھتا ہے اور عمل کرتا ہے.... جیسے فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض چیزیں بڑی محتملات ہوتی ہیں لیکن آداب شرعیہ کے لحاظ سے وہ ضروری قرار پا جاتی ہیں....

الغرض اس طرح سے یہ آداب سکھائے گئے کہ اس کے بغیر دین کا تحفظ نہیں

www.besturdubooks.net

ہوسکتا...اگر دل میں ذرا سا بھی ان چیزوں کیلئے تمسخر استہزاء کا مادہ موجود ہے تو دین اس کا صحیح سالم نہیں ہوسکتا...اس واسطے ضروری ہے کہ قلب کے اندر سنجیدگی وقار اور احترام ہو.... آیات اور روایات کا اور ان شخصیتوں کا جن سے آیات وروایات اور دین کا تعلق ہے جن کا ادب واحترام ضروری ہے جس کے بغیر دین محفوظ نہیں رہ سکتا....

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا غایت درجہ ادب

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حرم مکہ میں سیلاب آیا اور حرم شریف میں پانی بھر گیا تو مقام ابراہیم یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کی تھی بیت اللہ کی' وہ اب بھی محفوظ ہے اور اس پر ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے....اس کیلئے ایک چھوٹی سی عمارت بنی ہے.... اس کے اندر وہ نشان محفوظ ہے....(اب نقشہ بدل چکا ہے) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى** جب طواف کر کے دوگانہ ادا کرتے ہیں تو مقام ابراہیم کو بیچ میں لینا مسنون ہے....الغرض سیلاب جو آیا تو مقام ابراہیم پر بنی ہوئی عمارت کا برج گر پڑا اور وہ مقام ابراہیم کے اوپر آ گیا تو اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا اور وہ کنارہ اسی وقت شریف مکہ کے خزانے میں پہنچا دیا گیا....وہ چیز مقدس تھی....شریف مکہ' علماء ومشائخ کو وقتاً فوقتاً اس پتھر کی زیارت کراتے تھے....خدا جانے کیا صورت پیش آئی کہ اس کے دو تین ٹکڑے ہو گئے....اس میں سے ایک چھوٹا ٹکڑا شریف مکہ نے ہدیہ کے طور پر بعض مشائخ کو دیا اور وہ کسی نہ کسی طرح منتقل ہوکر حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس پہنچ گیا....مولانا کی عادت یہ تھی کہ اس مقام ابراہیم کے ٹکڑے کو نکال کر پانی میں ڈالتے اور وہ پانی اہل مجلس میں تقسیم کیا جاتا....اس ٹکڑے میں سے کچھ ریزے گر گئے....حضرت نے فوراً ریزوں کو جمع کر کے آنکھوں کے سرمہ میں شامل کر لیا....جب آنکھوں میں سرمہ لگاتے تو وہ حل کیا ہوا پتھر بھی آنکھوں میں جاتا تو یہ ادب کی بات تھی طبی اصول پر دیکھا جائے تو آنکھوں کے اندر مٹی یا پتھر کا ریزہ ڈالنا بینائی کیلئے نقصان دہ ہے مگر اس چیز کی پرواہ نہ تھی....

www.besturdubooks.net

بینائی کیا چیز ہے؟ اس شرف کے مقابلہ میں جو مقام ابراہیم کی مجاورت اور قرب سے نصیب ہوتا ہے.... بہر حال دین کی بنیاد ادب و توقیر اور تعظیم کے اوپر ہے.... اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم' بیت اللہ' کتاب اللہ' اہل اللہ کی تعظیم' غرض جو بھی اللہ کی طرف منسوب ہو جائے.... اس کی عظمت و توقیر کرنا یہ دین کی بنیاد ہے....

اختلاف رائے

مشائخ لکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی شیخ سے بیعت ہو اور فرض کیجئے کہ اس کی سنت کے خلاف کوئی بات دیکھے اور ارادہ کیا کہ کسی متبع سنت سے بیعت ہو جائے تو مشائخ بالا جماع لکھتے ہیں کہ اس شیخ سے بیعت ترک کر دینی چاہئے جس سے سنت کے خلاف اعمال ظاہر ہوتے ہیں لیکن بے ادبی کا کلمہ کبھی نہیں کہنا چاہئے.... گستاخی کا کلمہ کبھی نہ کہے.... اس کے حق میں کبھی جائز نہیں کہ اس کی بے ادبی کرتا پھرے.... ورنہ معنویت اور روحانیت کو نقصان پہنچے گا.... یہ وہی احترام کی بنیاد ہے.... کسی عالم سے فرض کیجئے کہ آپ کسی مسئلہ میں مختلف ہو جائیں یا دوسرا عالم آپ سے مختلف ہو جائے تو مسئلہ میں اختلاف کرنا تو جائز ہے.... جب اپنے کو دیانۃً علی التحقیق سمجھے لیکن بے ادبی اور تمسخر کرنا کسی حالت میں جائز نہیں ہے کیونکہ بے ادبی اور تمسخر کرنا دین کا نقصان ہے اور اختلاف کرنا محبت سے یہ عین دین ہے.... دین جائز ہے اور خلاف دین جائز نہیں.... اختلاف رائے کا حق حاصل ہے حتی کہ اگر ذاتی رائے اور مشورہ ہو تو انبیاء علیہم السلام سے بھی آدمی رائے میں مختلف ہو سکتا ہے.... احکام اور اوامر کا جہاں تک تعلق ہے اختلاف اور رائے زنی جائز نہیں.... حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (کسی مومن اور مومنہ کیلئے جائز نہیں ہے کہ جب حکم آجائے اللہ اور رسول کا تو پھر اس کے سامنے چون و چرا کی جائے) تو جہاں تک احکام دین کا تعلق ہے رسول تبلیغ فرمادیں تو تامل بھی جائز نہیں چہ جائیکہ قبول نہ کرے لیکن اگر رسول یہ فرمائیں کہ میری ذاتی رائے یہ ہے اگر آدمی نہ مانے تو اس پر کوئی الزام و ملامت نہیں....

www.besturdubooks.net

حدیث میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان ہوا.... یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں.... حضرت مغیث رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا گیا.... یہ بھی صحابی رضی اللہ عنہ ہیں.... بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت تھیں اور مغیث رضی اللہ عنہ بدصورت' حضرت مغیث رضی اللہ عنہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سوجان سے عاشق تھے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو نفرت تھی.... اس دوران میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور مسئلہ شرعی یہ ہے کہ باندی اور منکوحہ اگر آزاد ہو جائے تو نکاح کا باقی رکھنا نہ رکھنا اس کے اختیار میں ہو جاتا ہے اگر وہ چاہے کہ فلاں شخص غلام ہے تو جائز ہے کہ نکاح فسخ کر دے.... اب حضرت مغیث رضی اللہ عنہ پریشان ہیں وہ سوجان سے عاشق اور بریرہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت کو مناسبت نہیں اور بات آ گئی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ تو لکھا ہے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں' رو رہے ہیں' آنسو ڈاڑھی پر گر رہے ہیں اور ہر ایک کے پاس جاتے ہیں کہ تم سفارش کر دو کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نکاح کو فسخ نہ کرے.... آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمائیں کہ وہ نکاح نہ توڑے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے بریرہ رضی اللہ عنہا! نکاح کو فسخ مت کرو.... مغیث کا برا حال ہے.... اسے محبت اور تعلق ہے مگر بریرہ رضی اللہ عنہا بہت دانش مند تھی.... عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حکم شرعی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے ہے؟ فرمایا نہیں مشورہ ہے.... حکم شرعی نہیں.... عرض کیا میں تو نہیں مانتی.... فرمایا تجھے ماننے نہ ماننے کا حق ہے.... اس سے اندازہ ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی ذاتی رائے سے بھی اختلاف کا حق ہے.... یعنی کوئی ملامت اس میں نہیں.... نہ انبیاء کی نہ شریعت کی یہ الگ چیز ہے کہ ادب کی وجہ سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو بھی سو حکموں سے زیادہ سمجھیں گے.... بریرہ رضی اللہ عنہا نے پہلے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حکم خداوندی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی رائے؟ جب معلوم ہوا فرمایا کہ میں نہیں مانتی.... ذرہ بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گرانی نہیں ہوئی.... لیکن رائے کے نہ ماننے

Best Urdu Books
www.besturdubooks.net

کی وجہ سے کیا یہ جائز تھا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ ادنیٰ درجہ کی شان رسالت میں بے ادبی کرے.... اگر ذرہ بھی بے ادبی ہوتی.... دین ختم ہو جاتا.... ادب اور عظمت کو اسی طرح برقرار رکھا.... لیکن شریعت نے جو حق دیا اس کو استعمال کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو نہیں مانتی.... یہ میرا خانگی معاملہ ہے اور اگر حکم شرعی ہے تو سر جھکا ہوا ہے.... اس سے اندازہ ہوا کہ اختلاف رائے اگر اہل اللہ اور علماء میں ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن بے ادبی یا تذلیل کسی حالت میں جائز نہ ہوگی اس لئے کہ وہ بہر حال عالم دین ہے جس سے آپ اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس کا مقام و منصب بطور نائب رسول کے ہے.... اس کی عظمت واجب ہوگی....

ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں.... امام شافعی رحمہ اللہ پچاسیوں مسئلوں میں ان سے اختلاف کرتے ہیں مگر ادنیٰ درجہ کی بے ادبی قلب میں امام شافعی رحمہ اللہ کی نہیں آتی اور جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ واجب التعظیم ہیں.... ویسے ہی امام شافعی رحمہ اللہ بھی.... دونوں ماہتاب و آفتاب ہیں.... دونوں سے نور اور برکت حاصل ہو رہی ہے.... کسی طرح جائز نہیں کہ ادنیٰ درجہ کی گستاخی دل میں آ جائے....

گستاخی جہالت کی علامت ہے

گستاخی و استہزا کرنا جہالت کی بھی علامت ہے.... موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کو نصیحت کی اور فرمایا کہ فلاں مقتول زندہ ہو جائے گا اگر بقرہ (گائے) کو ذبح کر کے اس کا گوشت میت سے ملا دیا جائے بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ اتتخذنا هزوا آپ کیا مذاق کرتے ہیں؟ اس بات میں کیا تعلق ہے کہ گوشت کو مردہ سے ملا دیا جائے.... موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اعوذ باللہ ان اکون من الجھلین میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں شامل ہو جاؤں....

یعنی دل لگی، تمسخر جاہلوں کا کام ہے عالموں کو مناسب نہیں کہ تمسخر کریں.... اس لئے کہ یہ ادب کے خلاف ہے تو ایک ہے رائے کا اختلاف اور کسی عالم سے مسلک کا اختلاف اور ایک ہے بے ادبی، بے ادبی کسی حالت میں جائز نہیں.... اختلاف جائز ہے....

www.besturdubooks.net

مولانا تھانوی رحمہ اللہ اور مولانا احمد رضا خاں مرحوم

میں نے مولانا تھانوی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں.... قیام عرس' میلاد وغیرہ مسائل میں اختلاف رہا مگر جب مجلس میں ذکر آیا تو فرماتے.... مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے احمد رضا کہہ دیا حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ عالم تو ہیں اگر چہ اختلاف رائے ہے.... تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو کس طرح جائز ہے؟ رائے کا اختلاف اور چیز ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کو خطا پر سمجھتے ہیں اور صحیح نہیں سمجھتے مگر ان کی توہین اور بے ادبی کرنے کا کیا مطلب؟ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے مولانا نہ کہنے پر برا مانا حالانکہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے مقابل جو مولانا تھے وہ انتہائی گستاخی کیا کرتے تھے.... مگر مولانا تھانوی رحمہ اللہ اہل علم میں سے تھے.... وہ تو نام بھی کسی کا آیا تو ادب ضروری سمجھتے تھے چاہے بالکل معاند ہی کیوں نہ ہو مگر ادب کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہئے....

کفر کا فتویٰ لگانے والوں کیساتھ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا سلوک

میں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ سنا کہ دہلی کا قیام تھا.... حضرت کے خدام میں سے چند مخصوص تلامذہ ساتھ تھے.... حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دوسرے شاگرد مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ' حاجی امیر شاہ خاں صاحب مرحوم' یہ بھی وہاں موجود تھے.... مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا کہ بھئی لال کنویں کی مسجد کے جو امام ہیں ان کی قرأت بہت اچھی ہے.... کل صبح کی نماز ان کے پیچھے پڑھ لیں تو شیخ الہند رحمہ اللہ نے غصے میں آ کر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی بے غیرت.... وہ ہمارے حضرت کی تکفیر کرتا ہے.... ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور بڑا سخت لہجہ اختیار کیا.... یہ جملے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے کان میں پہنچے.... اگلے دن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ ان سب شاگردوں کو لے کر اسی مسجد میں صبح کی نماز پڑھنے کی خاطر پہنچے.... اس امام کے پیچھے جا کر نماز پڑھی.... سلام پھیرا' چونکہ یہ اجنبی تھے نمازیوں نے دیکھا کہ ہیں تو علماء صورت' تو پوچھا کون ہیں؟

www.besturdubooks.net

معلوم ہوا کہ یہ مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ ہیں اور وہ ان کے شاگرد شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور یہ مولانا احمد حسن محدث امروہی ان کے تلمیذ ہیں.... امام کو سخت حیرت ہوئی کہ میں رات دن انہیں کافر کہتا ہوں اور یہ نماز کیلئے میرے پیچھے آ گئے.... امام نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت میں آپ کی تکفیر کرتا تھا.... میں آج شرمندہ ہوں.... آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی.... حالانکہ میں آپ کو کافر کہتا رہا.... حضرت نے فرمایا کوئی بات نہیں.... میرے دل میں آپ کے اس جذبے کی قدر ہے اور زیادہ عزت دل میں بڑھ گئی ہے.... کیوں؟ اس واسطے کہ آپ کو جو روایت پہنچی کہ میں توہین رسول کرتا ہوں.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین.. تو آپ کی غیرت ایمانی کا یہی تقاضا تھا.... ہاں البتہ شکایت اس کی ہے کہ روایت کی تحقیق کرنی چاہئے تھی.... مگر بہر حال تکفیر کی بنیاد توہین رسول ہے اور توہین رسول جو مسلمان کرے گا تکفیر واجب ہوگی.... دائرہ اسلام سے خارج ہوگا تو فرمایا کہ میرے دل میں آپ کی غیرت ایمانی کی قدر ہے.... ہاں شکایت اس لئے ہے کہ ایک بار تحقیق کر لیتے کہ خبر صحیح ہے یا غلط تو میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے اور میں خود اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو ادنیٰ درجہ میں بھی نبی کی توہین کرے اور اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر ابھی اسلام قبول کرتا ہوں....

اشهد ان لا اله الا الله الخ اب امام بے چارہ قدموں پر گر پڑا بچھا جاتا ہے....

تو بات صرف یہ تھی کہ ان حضرات کے دلوں میں تواضع للہ اور ادب مع اللہ اس درجہ رچا ہوا تھا کہ نفسانیت کا شائبہ نہ رہا تھا.... استہزاء اور تمسخر تو بجائے خود ہے اپنے معاندوں کی بھی بے قدری نہیں کرتے تھے بلکہ صحیح محمل پر اتار کر یہ کہتے ہیں کہ جو ہمیں کافر کہتے ہیں.... یہ ان کی قوت ایمانی کی دلیل ہے.... البتہ یہ تحقیق کر لینی چاہئے کہ واقعہ میں ہم توہین رسول کرتے ہیں؟ ہم معاذ اللہ دشمنان رسول ہیں یا دوستان رسول ہیں؟ اس کی تحقیق ان کو واجب تھی.... بلا تحقیق حکم نہیں لگانا چاہئے.... تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ادب اور تادب دین کی بنیاد ہے جس کو عارف رومی رحمہ اللہ نے کہا ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم گشت از فضل رب

حق تعالیٰ شانہ کے ہاں اس کا کوئی مقام نہیں جو گستاخ اور بے ادب ہے....

www.besturdubooks.net

بے ادبی کی وجہ سے علمی فیض سے محرومی

بہت سے ایسے فضلاء ہماری نگاہوں میں ہیں جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی.... اچھے ذی استعداد تھے مگر اساتذہ سے بے ادبی کا معاملہ تھا.... وہاں سے فارغ ہونے کے بعد علم کی خدمت سے محروم رہے.... کوئی دکانداری کر رہا ہے کوئی گاڑی چلا رہا ہے.... یہ نصیب نہیں ہوا کہ محدث یا مفسر بن کر بیٹھیں اور ایسے بھی ہماری نگاہوں میں ہیں کہ استعداد اور علمی قوت بہت محدود تھی.... لیکن تادب اور خدمت اتنی تھی کہ رات دن اساتذہ کی خدمت میں ادب کے ساتھ لگے رہتے.... اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اتنی خدمت کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے ذی استعداد فضلا اتنی نہیں کر رہے ہے تو مقبولیت ان کے اندر ادب کی وجہ سے پیدا ہوگئی....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے تادب کا دوسرا واقعہ

حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے ایک رسالہ خود لکھا اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کو جو ان کے مرید ہیں دیا کہ اس کی نقل کر کے لاؤ.... اس کے اندر ایک جگہ املاء کی غلطی تھی عین کی بجائے ہمزہ لکھا ہوا تھا.... حضرت مولانا رحمہ اللہ نے از خود صحیح نہیں لکھا بلکہ وہ جگہ چھوڑ دی اور حضرت سے آ کر کہا کہ یہ لفظ سمجھ میں نہیں آتا یہ کیا ہے؟ تو اشتباہ کا راستہ اختیار کیا تلقین کا راستہ اختیار نہیں کیا کہ شیخ کو جا کر یوں کہیں کہ آپ نے غلط لکھا.... یہ جرأت نہ تھی کہ یوں کہیں کہ یہ غلطی ہوگئی.... گویا صورتاً بھی بے ادبی نہ کر سکے حقیقۃً بے ادبی کیا کرتے؟

ادب سے غفلت برتنے کا نتیجہ

بہرحال دین کا دارومدار تادبات اور آداب پر ہے.... یہ شریعت کا مستقل باب ہے جہاں احکام ہیں وہاں اس کے ساتھ کچھ آداب ہیں ادبیات پر اگر آدمی قادر نہ ہو تو وہ اصل احکام سے بھی کورا اور محروم رہ جاتا ہے.... اس لئے آداب کی ضرورت ہے.... حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے غالباً ایک حدیث نقل کی ہے اس کے الفاظ پوری طرح یاد نہیں، نقل کئے دیتا ہوں.... تفسیر فتح العزیز میں ہے....

www.besturdubooks.net

جس نے آداب پر عمل کرنے میں سستی دکھلائی' وہ سنت سے محروم ہو گیا جس نے سنت پر عمل سے سستی کی وہ واجبات سے محروم ہو جائے گا اور جس نے واجبات پر عمل سے سستی دکھلائی وہ فرائض پر عمل سے محروم ہو جائے گا اور جس نے فرائض کی ادائیگی میں سستی کی وہ اللہ کی پہچان سے محروم ہو گیا....

فرائض پر عمل کرلے گا تو معرفت بڑھے گی....اس واسطے سنتوں کو مکمل فرائض کہا گیا تو جس نے آج سنتیں چھوڑ دیں' صرف فرائض کو پڑھ لیا کل وہ بھی نہ پڑھے گا....رفتہ رفتہ محروم ہو جائیگا....

سد ذرائع اور اس کی امثلہ

شریعت میں احکام کی دو قسمیں ہیں.... مامورات یعنی کرنے کی چیزیں اس کے لئے آداب رکھے گئے کہ انہیں کرو گے تب جا کر مامورات پر عمل کرنا نصیب ہوگا اور ایک منہیات ہیں روکنے کی چیزوں میں مکروہات رکھے گئے کہ مکروہات سے بچو گے تب حرام سے بچنا نصیب ہوگا اور اگر مکروہات میں ڈوبے رہو گے تو ایک نہ ایک دن حرام میں پڑ جاؤ گے اور اس چیز کو شریعت کی اصطلاح میں سد ذرائع کہا جاتا ہے....یعنی ذرائع اور وسائل کو روک دو تا کہ مقاصد تک آدمی نہ پہنچ سکے تو منہی اور ممنوع چیزوں میں وسائل سے بچانا تا کہ اصل ممنوع سے بچ جائے اور واجبات میں وسائل کو اختیار کرنا تا کہ فرائض پر عمل نصیب ہو اسے کہتے ہیں سد ذرائع....

مثلاً حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ

جس چیز کے زیادہ حصہ میں نشہ ہو اس کا کم حصہ بھی ناجائز ہے....

شراب کے ایک گھونٹ میں نشہ ہے ایک قطرہ میں تو نہیں لیکن قطرہ پینا بھی اسی طرح حرام ہے....جس طرح گھونٹ پینا حرام ہے حالانکہ حرمت تو سکر کی وجہ سے ہے اور ایک قطرہ میں ظاہر ہے کہ سکر نہیں مگر سد ذرائع کیلئے ایسا کیا گیا کہ جو ایک قطرہ شراب پی لے گا....کل کو ایک گھونٹ پیئے گا.... پرسوں پورا جام پیئے گا اور شرابی بن جائے گا تو شرابی بننے سے بچانے کیلئے قطرہ کو حرام کیا گیا تا کہ وہاں تک پہنچنے نہ پائے جیسا کہ حدیث میں ہے....

www.besturdubooks.net

جو کسی جادوگر یا کاہن کے پاس گیا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ کفر کیا....
حالانکہ جادوگر کے پاس سے جانے سے توحید و رسالت اور قیامت کا انکار نہیں ہوتا کوئی عقائد کی تبدیلی نہیں ہوتی مگر پھر بھی فرماتے ہیں کہ اس نے شریعت اسلام کے ساتھ کفر کیا....اس لئے کہ آج جادوگر کے پاس گیا تو سحر کی برائی اس کے دل سے نکل گئی....تو کل کو اس کا سحر سیکھے گا اور پرسوں پورا جادوگر بن جائے گا تو اسی جادو کے کفر سے بچانے کیلئے جادوگر کے پاس جانے سے ممانعت کر دی گئی....اس کو کہتے ہیں سد ذرائع....اصل مقصود کو کبیرہ گناہ کہتے ہیں اور وسائل کو صغیرہ گناہ تو وسائل سے روکتے ہیں تا کہ کبیرہ تک نہ پہنچنے پائے....
مثلاً چوری کرنا گناہ کبیرہ ہے کہ کسی کے مال معصوم کو آدمی بلا اسی کی مرضی کے اٹھا لائے لیکن یہ تو ہے اصل خرابی مگر اس کی وجہ سے کسی کے مال کو تاک جھانک کرنا' نقب لگانا' دیوار سے جھانکنا یہ سب صغائر ہیں اور اسی لئے ناجائز ہیں کہ جب یہ کر لے گا تو ایک دن اصل بھی کر بیٹھے گا گو اپنی ذات سے کسی کے سامان کو دیکھنا' کسی کی دیوار کو تاک لگانا ممنوع چیز نہیں مگر اس لئے ممنوع ہوئے کہ یہ چوری کا وسیلہ بنتے ہیں یا مثلاً زنا کے سلسلہ میں اصل ممنوع وہ فعل (حرام) ہے....مگر اس سے بچانے کیلئے نامحرم عورت سے تخلیہ کرنا' اس پر نگاہ ڈالنا اس کی آواز پر کان دھرنا' ہاتھ سے چھونا سب ممنوع قرار دیا گیا....اس لئے کہ یہ چیزیں اصل حرام فعل کے ذرائع بنتی ہیں تو شریعت نے چاہا کہ گناہ سے بچنے کیلئے دواعی سے بھی بچو....یہ سب شریعت کے آداب ہیں....

عبادات کے وسائل بھی عبادت ہیں

مامورات میں نماز فرض ہے....اس فرض کو بجا لانے کیلئے کچھ چیزوں کا اہتمام کیا گیا کہ اذان جب سنو تو اس کا جواب دو تا کہ اذان سنتے ہی فکر پیدا ہو جائے کہ اب مجھے نماز کو جانا ہے....اس کے بعد وضو کا اہتمام کرو....پھر ترغیب دی گئی کہ مسجد میں جاؤ گے تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک بدی مٹا دی جائے گی....حالانکہ قدم رکھنا اپنی ذات سے کوئی عبادت نہیں لیکن نماز کیلئے قدم رکھنا عبادت قرار دے دیا گیا....اس لئے کہ یہ قدم نماز پڑھنے کا ذریعہ بنے گا تو اذان کا جواب دینا' قدم اٹھانا' وضو' استنجا اور طہارت وغیرہ کی فضیلت آئی....

www.besturdubooks.net

اہل اللہ کو نیکی کی حرص

حتی کہ بعض اہل اللہ کی یہ شان سنی.... حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کا واقعہ، اپنے بزرگوں سے سنا کہ اگر مسجد کے دو راستے ہوں.... ایک ذرا لمبا راستہ اور ایک مختصر راستہ تو لمبا راستہ اختیار کرتے اور فرماتے' جتنے قدم زیادہ پڑیں گے.... اتنی بدیاں مٹیں گی تو کیوں ہم محروم رہیں اور ساتھ میں قدم بھی چھوٹے چھوٹے رکھتے.... یعنی بالطبع چال سے کم چال سے چلتے کیونکہ قدم اٹھانے پر اجر کا وعدہ ہے تو یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ جتنے چاہیں قدم رکھیں.... تا کہ نیکیاں اتنی لکھی جائیں.... سو قدم سے اگر مسجد تک پہنچتے تو آہستہ آہستہ چل کر انہیں دو سو قدم بنا دیتے اور یہ حضرات نیکیوں پر حریص ہوتے ہیں جیسے دنیا والے دنیا کے بارہ میں کہ انہیں سو مل جائے تو ہزار اور ہزار مل جائے تو لاکھ اور لاکھ مل جائے تو کروڑ کی تمنا اور حرص ہوتی ہے.... اللہ والے دین کے بارے میں ایسے ہوتے ہیں اگر ایک ثواب ملتا ہے تو اس پر قناعت نہیں.... دو مل جائیں تو تیسرے کی خواہش....

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا واقعہ

امام ابوداؤد بہت بڑے محدث ہیں.... وہ دریا کے کنارے کھڑے تھے اور کنارے پر پانی کم تھا.... ایک جہاز دو تین سو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا کنارے تک آ نہیں سکتا تھا.... جہاز میں ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اور اتنے زور سے کہا کہ ان کے کان میں آواز آئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اس کا جواب یرحمک اللہ کہہ کر دینا چاہئے مگر یہ مسئلہ مجلس سے متعلق ہے.... یہ نہیں کہ اگر کوئی بازار میں الحمد للہ کہے تو تم گھر سے جواب دینے جاؤ.... امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے کان میں الحمد للہ کی آواز پڑی.... یہ لوگ چونکہ نیکیوں کے حریص تھے.... چھوٹی سی نیکی ملنے کا امکان ہو تو چھوڑنا نہیں چاہتے.... نیکی اور خیر کی ہوس پیدا ہو جاتی ہے.... جہاز دور تھا.... آواز پہنچ نہیں سکتی تھی تین درہم میں کشتی کرایہ پر لی.... اس میں بیٹھ کر جہاز کے اوپر چڑھے.... وہاں جا کر کہا یرحمک اللہ ترجمہ نگار لکھتے ہیں کہ غیب سے آواز کان میں آئی کہ اے ابی داؤد! آج تین درہم میں تو نے جنت کو خرید لیا.... حالانکہ امام کتنے بڑے محدث' کتنی

www.besturdubooks.net

حدیثیں لکھیں، کتنے تہجد پڑھے، کتنے جہاد کئے ہوں گے، مگر جنت کی خریداری میں بڑے بڑے اعمال کا ذکر نہیں بلکہ ذکر آیا تو یرحمک اللہ کہنے کا جو بظاہر بہت چھوٹا اور معمولی سا عمل تھا مگر کیوں آیا؟ اس لئے کہ ایسے اخلاص سے عمل کیا کہ اس چھوٹے سے عمل میں اتنا وزن پیدا ہوا کہ بڑے سے بڑے عمل میں اتنا نہ ہوگا اور اللہ کے ہاں عمل کی صورت نہیں وزن دیکھا جاتا ہے کشتی لے کر جہاز پر جا کر یرحمک اللہ کہنا نہ فرض تھا نہ واجب مگر یہ لوگ آداب پر عمل کے حریص ہوتے ہیں تا کہ فرائض پر عمل میں کوتاہی نہ آئے ....تو تادب مع اللہ اتنا ضروری ہے....

اس زمانے میں چونکہ بے ادبی اور گستاخی کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں.... فرقہ بندی زیادہ ہوگئی ایک دوسرے کے حق میں زبان طعن و ملامت اور زبان تضحیک کھولنا بہت معمولی بات بن گئی.... اس واسطے میں نے یہ سمع خراشی آپ لوگوں کی کی کہ اگر بالفرض کسی عالم سے اختلاف آ بھی جائے تو اگر آپ خود عالم ہیں تب آپ پر فرض ہے کہ دوسرے کا احترام کریں اور اگر آپ متبع ہیں اور وہ اقتدا کر رہا ہے دوسرے عالم کی تو عمل اپنے مقتدی و متبوع کی تحقیق پر کریں مگر دوسرے کے ساتھ تمسخر کرنا آپ کے حق میں بالکل جائز نہیں.... بلکہ آپ یہ تاویل کریں کہ اس کے ہاتھ میں بھی حجت ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی جو وہ کہتا ہے عند اللہ وہ بھی مقبول ہے.... ہر مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی اگر خطا ہو جائے تو بھی اسے اجر ملتا ہے اور آپ اس پر عقاب اور عذاب بھیجنے لگیں یہ تو خدا کا مقابلہ ہوگیا.... حق تعالیٰ کے ہاں اجتہاد کی خطا پر بھی ملامت نہیں.... آج کل فروعی اختلاف کی وجہ سے مسخرہ پن بڑھ گیا ہے.... یہ دین کے منافی ہے.... بے شک آدمی عمل اپنی تحقیق پر کرے اور دوسرے کو معذور رکھے ادب اور احترام میں کمی نہ آنے دے یہ دانائی کی بات ہے....

ائمہ مجتہدین کا باہمی طرز عمل

ائمہ مجتہدین کا بھی یہی طریقہ ہے کہ ایک دوسرے سے ظاہری اختلاف رکھتے ہیں لیکن ادب اور عظمت میں کمی نہیں کرتے.... جب امام شافعی رحمہ اللہ بغداد تشریف لائے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو امام کا مسلک ہے نماز میں فاتحہ کے بعد آمین آہستہ سے

www.besturdubooks.net

کہنا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں زور سے کہنا افضل واولیٰ ہے.... مگر جب امام شافعی رحمہ اللہ نے مزار والی مسجد میں نماز پڑھی تو آمین کو آہستہ سے پڑھا اور فرمایا مجھے حیا آتی ہے اس صاحب مزار سے کہ اس کے قریب آ کر اس کے اجتہاد سے خلاف کروں.... یہ ادب اور تادب ہے.... یعنی جس حد تک گنجائش ہو.... ایک تو حرام وحلال اور جائز و ناجائز کا فرق ہے کہ ایک کے ہاں جائز' دوسرے کے ہاں حرام' اس میں تو دوسرے کے مسلک پر عمل نہیں کر سکتے مگر جہاں اولیٰ اور غیر اولیٰ کا فرق ہے وہاں ادب ملحوظ رکھا جا سکتا ہے.... امام شافعی رحمہ اللہ نے افضل پر عمل ترک کر دیا اور غیر افضل پر عمل کیا.... امام کی رعایت سے حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس وقت مزار میں ہیں سامنے نہیں ہیں مگر یہ ادب کا عالم تھا اور یہ ادب اور تادب کی بات تھی....

مسائل اور جذبات نفسانی

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی اختلافات تھے.... آئمہ مجتہدین میں اجتہادی مسائل میں جو اختلافات ہیں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی تھے لیکن باوجود اس کے ادب و احترام اور عظمت و تعظیم میں ذرہ برابر کمی نہ کی.... اس لئے کہ ہمارے ہاں جھگڑوں کی وجہ کیلئے مسائل کی خاصیت نہیں ہے بلکہ ہمارے نفسانی جذبات ہیں.... ہم نے اپنے جذبات کو نکالنے کیلئے مسائل کو آڑ بنا رکھا ہے.... اگر یہ مسائل کی خاصیت ہوتی تو سب سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم لڑتے.... کیونکہ ان کے ہاں بھی اختلاف تھا.... اس کے بعد آئمہ مجتہدین کے ہاں لاٹھی چلتی پھر علماء ربانیین آپس میں لڑتے مگر اختلاف بھی ہے اور ادب بھی یہ دراصل اختلاف رائے کے نام سے ہم اپنے جذبات نکالتے ہیں اور میں کہا کرتا ہوں کہ لڑنے کی چیز اصل میں جائیداد ہے مکان ہے جاگیر ہے.... جب مسلمانوں کے پاس یہ چیزیں نہ رہیں.... نہ جائیداد نہ مکان' نہ سلطنت' سوچا کہ بھئی! دین کو لڑنے کا ذریعہ بناؤ اور مسائل کو آڑ بناؤ تو یہ مسائل کی خاصیت نہیں.... اختلاف کرنے کی گنجائش ہے مگر لڑنے جھگڑے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا....

مسلمانوں کے فروعی اختلاف پر عیسائی جج کا طنز

ایک عرصہ پہلے یورپین عیسائی کلکٹر تھا.... اس کے زمانہ میں احناف اور اہل حدیث

www.besturdubooks.net

میں لڑائی ہوئی اور لڑائی آمین کہنے پر ہوئی.... حنفیوں نے آہستہ پڑھی اہل حدیث نے زور سے کہی تو لاٹھی چل گئی بہت لوگوں کا سر ٹوٹ گیا مقدمہ کلکٹر کے ہاں گیا.... فریقین کے وکلا نے کلکٹر کو مقدمہ سمجھایا تو اس نے کہا کہ بھئی آمین کوئی جائیداد ہے یا بلڈنگ ہے کہ اس پر لڑتے ہیں؟ وکلا نے کہا نہیں آمین ایک قول ہے جو زبان سے نکالتے ہیں یہ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر سے حدیث آئی ہے کہ آمین زور سے پڑھو.... دوسرے کہتے ہیں کہ حدیث آئی ہے آہستہ پڑھو.... اس نے کہا جس کو جو حدیث معلوم ہے اس پر عمل کرے تم لڑتے کیوں ہو.... اور اس کی سمجھ میں بات نہ آئی اور سمجھ میں آنے کی بات بھی نہ تھی....

بہر حال اس نے بڑا دانشمندانہ فیصلہ لکھا کہ میں مقدمہ کی مثل دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاں آمین کی تین قسمیں ہیں.... ایک آمین بالجہر' زور سے پڑھنا ایک آمین بالسر آہستہ پڑھنا اور ایک آمین بالشر یعنی جھگڑنے' لڑنے کیلئے پڑھنا.... اس لئے کہ پہلے دونوں کے بارہ میں حدیث موجود ہے ایک کو ایک امام نے دوسرے کو دوسرے امام نے اختیار کر لیا.... اس میں لڑائی کی بنیاد ہی نہیں.... یہ آمین بالشر کی لڑائی ہے.... لہٰذا میں دونوں کو سزا دیتا ہوں گویا اس نے بتایا کہ اختلافی مسائل نہ لڑائی کیلئے ہوتے ہیں نہ باہمی نزاع کیلئے وہ دیانۃً حجت سے رائے قائم کرنے کیلئے ہوتے ہیں تو یہ ہمارے قلوب کا فساد ہے کہ ہم نے مسائل کو اپنے دل کے جذبات نکالنے کیلئے آڑ بنا لیا ہے اور ہر دین کا مسئلہ جھگڑا ڈالنے اور گروہ بندیوں کیلئے رہ گیا ہے....

اختلافی مسائل میں راہ صواب

اگر اجتہادی مسئلہ ہے تو اسے بیان کرو مگر لڑنا کیوں ہے؟ وہ اپنی قبر میں جائے گا اور تم اپنی قبر میں جاؤ گے کیونکر اس سے مسخرہ کرو اور اسے کیا حق ہے کہ تمہارا استہزاء کرے.... آپ نے بیان کیا امر بالمعروف کا حق ادا ہو گیا.... اب اگر کوئی نہیں مانتا نہ مانے.... اگر اس کے پاس کوئی حجت ہے تو وہ عنداللہ جواب دے گا.... تم ذمہ دار نہیں نہ تم سے آخرت میں پوچھا جائے گا اور پھر دین منوانا (یعنی اصول دین پر کسی کو مجبور کرنا بھی ضروری نہیں.... چہ

www.besturdubooks.net

جائیکہ فروعی اور اجتہادی مسائل کا منوانا بھی ضروری ہو..... بہر حال آج کل ذرا ذرا سے اختلافی مسائل پر لوگ نزاع کا دروازہ کھول دیتے ہیں.... اس سے مسلمانوں میں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی قوت زائل ہو رہی ہے....

شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ علیہ کی نصیحت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے اپنے ایک مرید کو خلافت دی اور فرمایا کہ فلاں مقام پر جا کر دین کی تبلیغ واشاعت کرو چلتے چلتے مرید نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمایئے مجھے شیخ نے فرمایا کہ دو باتوں کی نصیحت کرتا ہوں کہ خدائی کا دعویٰ مت کرو اور نبوت کا دعویٰ مت کرو....

وہ حیران ہوا کہ حضرت میں برسہا برس آپ کی صحبت میں رہا.... کیا اب بھی یہ احتمال اور خطرہ تھا کہ میں خدائی اور نبوت کا دعویٰ کروں گا.... فرمایا کہ خدائی اور نبوت کے دعوی کا مطلب سمجھ لو.... پھر بات کرو.... خدا کی ذات وہ ہے کہ وہ جو کہہ دے وہی اٹل ہو.... اس سے اختلاف کبھی نہیں ہو سکتا جو انسان اپنی رائے کو اس درجہ میں پیش کرے کہ وہ اٹل ہو.... اس کے خلاف نہ ہو سکے کوئی بندہ اپنی رائے پر اتنا اصرار کرے تو اس سے بڑھ کر خدائی کا دعوی کیا ہوگا؟

اور نبی وہ ہے کہ جو زبان سے فرمائے وہ سچی بات ہے کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتا جو شخص اپنے قول کے بارے میں کہے کہ یہ اتنی سچی بات ہے کہ اس کے خلاف ہو نہیں سکتا وہ در پردہ گویا نبوت کا مدعی ہے کہ میری بات غلط نہیں ہو سکتی.... حالانکہ اس کی رائے ہے....

فساد یا اصلاح؟

تو ایک شخص اجتہادی رائے کے بارے میں اتنا جمود کرے کہ کسی کو معذور بھی نہ سمجھ سکے.... یہ درحقیقت عوام کی اصلاح نہیں فساد ہے تو ایک چیز کو چلانے کی ضرورت نہیں کہ بار بار کہے.... بس ہو گیا ایک مسئلہ کا اعلان' ماننے والے مانیں گے.... تم ذمہ دار اور خدائی ٹھیکہ

www.besturdubooks.net

دار نہیں ہوا ایک مسئلہ کا ضد اور اصرار کے ساتھ پیش کرتے رہنا اور چباتے رہنا.... اس سے خواہ مخواہ عوام میں نزاعات پیدا ہوتے ہیں.... کہنے والا تو بچ گیا اور مصیبت عوام پر آ گئی....

تبلیغی اور ترجیحی مسائل میں فرق

ہاں ایک ہیں دین کے اصول' نماز فرض ہے.... روزہ رکھنا' زکوۃ دینا فرض ہے.... آپ زور سے کہہ سکتے ہیں لیکن فروعی اور اجتہادی چیزوں میں آپ زور دیں.... تو یہ تبلیغی چیزیں ہی نہیں آپ زور کہاں سے دیتے ہیں.... مثلاً حنفی مسائل ہیں جو تبلیغی مذاہب ہی نہیں آپ سٹیج پر کھڑے ہو کر کہیں کہ لوگو! تم حنفی بن جاؤ اور شافعی مت بنو یا شافعی کہے کہ لوگو! شافعی بن جاؤ حنفی مت بنو یہ ترجیحی مذاہب ہیں' تبلیغی نہیں.... اس کا مطلب یہ ہے کہ فلاں عمل واجب یا افضل ہے اور فلاں عمل نہیں تو ترجیحی مذاہب کو تبلیغی مذاہب مت بناؤ کہ اگر کسی عالم کو کوئی جزئی تحقیق ہو.... خواہ مخواہ اس کی تبلیغ پر ضد اور اصرار کیا جائے....

بہر حال آج کل یہ چیز پیدا ہو گئی ہے.... بہت گستاخی' جسارت اور جرأت ہو رہی ہے.... اس واسطے یہ چند باتیں عرض کر دیں.... اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین.... (خطبات حکیم الاسلام جلد سوم)

www.besturdubooks.net

باہمی اختلاف سے متعلق

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات

ہر اختلاف بُرا نہیں

فساد کے معنی ہیں حالت کا اعتدال شرعی سے نکل جانا اور یہ افتراق ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کبھی اتفاق سے بھی فساد ہوتا ہے پس ایسا اتفاق بھی مذموم ہے....

قرآن کا ایک لقب فرقان بھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ قرآن ہمیشہ جوڑتا ہی نہیں بلکہ کبھی جوڑتا ہے اور کبھی توڑتا ہے جو لوگ حق پر ہوں ان کے ساتھ وصل کا حکم ہے اور جو باطل پر ہوں ان کے ساتھ فصل کا حکم ہے....نا اتفاقی اس واسطے مذموم ہے کہ یہ دین کو مضر ہے اور اگر دین کو مفید ہو گو دنیا کو مضر ہو تو وہ مذموم نہیں چنانچہ ایک نا اتفاقی وہ ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار فرمایا تھا کیا اس نا اتفاقی کو کوئی مذموم کہہ سکتا ہے....

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں جو کفار تھے ان میں باہم اتفاق واتحاد کامل تھا مگر کیا اس اتفاق کو کوئی محمود کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اس اتفاق کی بنیادیں اکھاڑ کر پھینک دی تھیں کیونکہ یہ خلاف حق پر تھا....(ملفوظات کمالات اشرفیہ)

اختلاف کے محمود مذموم ہونے کا معیار

خوب سمجھ لو کہ اتفاق صرف اسی وقت مطلوب ومحمود ہے جبکہ دین کو مفید ہو....اور اگر اتفاق دین کو مضر ہو اور نا اتفاقی دین کو مفید ہو تو اس وقت نا اتفاقی ہی مطلوب ہوگی....

(ملفوظات کمالات اشرفیہ)

www.besturdubooks.net

اختلاف کی وجہ سے فریقین اور پوری جماعت سے بدگمان ہونا صحیح نہیں

میں یہ نہیں کہتا کہ اس اختلاف میں مولویوں کی خطا نہیں بلکہ ضرور ہے.... مگر آپ کی اتنی شکایت ضرور کروں گا کہ اس اختلاف کی وجہ سے سب کو چھوڑ دینا بے ترتیب اور غلط رائے ہے.... بعض لوگ علماء کو رائے دیتے ہیں کہ سب مولویوں کو متفق ہو جانا چاہئے.... نا اتفاقی بری چیز ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا نا اتفاقی علی الاطلاق جرم ہے یا اس کے لئے کوئی قید بھی ہے.... اگر نا اتفاقی علی الاطلاق جرم ہے اور اس کی وجہ ہر فریق مجرم ہو جاتا ہے تو عدالت کو چاہئے کہ جب اس کے پاس کوئی مدعی دعویٰ پیش کرے تو تحقیق مقدمہ کے قبل ہی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں کو سزا دیا کرے کیونکہ دعویٰ اور انکار سے دونوں میں نا اتفاقی کا ہونا ثابت ہو گیا اور نا اتفاقی علی الاطلاق جرم ہے تو مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں مجرم ہوئے.... اگر عدالت ایسا کرے تو سب سے پہلے آپ ہی مخالف ہوں گے.... اور شور غل مچائیں گے کہ یہ کون سا انصاف ہے....

پس علماء کی باہم نا اتفاقی اور اختلاف سے آپ کا سب کو مجرم بنانا اور ہر فریق سے یہ کہنا کہ دوسرے سے اتفاق کر لو غلط رائے ہے.... بلکہ اول آپ کو تحقیق کرنا چاہئے کہ حق پر کون ہے.... ناحق پر کون ہے؟ پھر جو ناحق پر ہو اسے مجرم بنایئے اور اس کو اہل حق کے ساتھ اتفاق کرنے پر مجبور کیجئے ورنہ اہل حق کو دوسروں کے ساتھ مجبور کرنے کے تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ حق کو چھوڑ کر ناحق طریق اختیار کر لیں اور اس کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا.... مولویوں کی شکایت ہم کو بھی ہے مگر صرف ان کی جو ناحق پر ہیں.... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

حق کا تقاضا

فرمایا کہ مقتضائے حق یہی ہے کہ جب دو جماعتوں یا دو شخصوں میں اختلاف ہو تو اول یہ معلوم کیا جائے کہ حق پر کون اور ناحق پر کون، جب حق متعین ہو جائے تو صاحب حق سے کچھ نہ کہا جائے اور صاحب باطل کو اس کی مخالفت سے روکا جائے.... چنانچہ نص ہے.... فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ.... (التبلیغ اسباب الفتنہ، ملفوظات کمالات اشرفیہ)

www.besturdubooks.net

فیصلہ کرنے اور صلح کرانے کا طریقہ

فرمایا اصلاح کے معنی یہ ہیں کہ حکم الٰہی کے موافق فیصلہ کیا جائے اور یقیناً (مجبوراً) صاحب حق کو دبانا حکم الٰہی کے خلاف ہے.... پس صلح کرانے کا طریقہ یہ نہیں جو آج کل رائج ہے.... کہ دونوں فریق کو کچھ کچھ دبایا جاتا ہے.... یہاں تک کہ جس کا حق ہوتا ہے اس کو بھی دبایا جاتا ہے بلکہ صلح کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو ناحق پر ہو اس کو دبایا جائے کیونکہ صاحب حق کو دبانا اضرار نقصان پہنچانا اور غیر صاحب حق کو دبانا اضرار نہیں بلکہ اس میں تو اس کو اضرار سے روکنا ہے.... چنانچہ ارشاد ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا.... الآیۃ.... مطلب یہ ہے کہ بنیاد پر صلح کراؤ اور اگر اس پر راضی نہ ہو تو سب مل کر غلط بنیاد کو ڈھا دو.... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

اگر مدرسہ میں اختلاف ہو جائے تو کیا کریں؟

ارشاد فرمایا کہ جب کسی معاملہ میں لوگ تم سے جھگڑا کریں تو تم رطب یابس سب اس کے حوالہ کر کے خود علیحدہ ہو جاؤ.... حضرتؒ نے فرمایا میرا عمر بھر کا یہی معمول ہے.... حضرتؒ نے اپنے معمول پر ایک حدیث سے بھی استدلال فرمایا ہے جو جامع صغیر میں رزین سے مرفوعاً روایت کی گئی ہے....

نعم الرجل الفقیہ ، ان احتیج الیہ نفع، وان استغنی عنہ اغنی نفسہ

(بہت اچھا وہ مرد فقیہ ہے کہ اگر لوگ اس کی ضرورت محسوس کریں تو ان کو نفع پہنچائے اور اگر لوگ اس سے استغناء برتیں تو یہ بھی ان سے استغناء کا معاملہ کرلے....

اور فرمایا کہ اسی لئے آج کل دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی سے بھی استعفاء دیدیا ہے.... مجھے جھگڑوں اور سوال جواب میں پڑنے کی کہاں فرصت ہے.... (مجالس حکیم الامت)

اگر مخالفین مدرسہ خالی کروانا چاہیں

فرمایا اس زمانہ میں یہاں بھی تجویز ہوئی تھی کہ ان سے خانقاہ و مدرسہ خالی کرانا چاہئے اور میں ہر وقت اس پر تیار تھا کہ اگر ایک بچہ نے بھی آ کر مجھ سے کہا میں فوراً بلا مزاحمت خانقاہ خالی کر دوں گا.... احباب کو یہ سوچ تھی کہ پھر یہ مجمع کہاں رہے گا.... خدا

www.besturdubooks.net

کی قدرت اسی زمانہ میں یہ عجیب قصہ پیش آیا کہ فلاں جگہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس شخص نے چار ہزار کی رقم کے متعلق وصیت کی کہ یہ رقم تھانہ بھون کے فلاں خانقاہ و مدرسہ کو بھیج دی جائے چنانچہ اس رقم کی یہاں اطلاع آئی اور وہ رقم اتنی تھی کہ اگر خانقاہ از سرنو تعمیر کراتا تب بھی اس سے ممکن تھا.... چنانچہ میں نے ایک جگہ بھی تجویز کر لی تھی مگر بفضلہ تعالیٰ سب کی گردنیں نیچی رہیں.... بعد میں ان کے بعض سرغنہ آ کر درخواست کرنے لگے کہ یہاں سے نہ جائیے ورنہ ہماری بڑی رسوائی ہوگی.... میں نے اس وقت یہ کہنا مناسب سمجھا کہ میں تو حضرت حاجی صاحبؒ کا بٹھلایا ہوں کیسے جاسکتا ہوں.... ہم نے اس حالت میں بھی عدالتوں میں کسی طور پر بھی جانا پسند نہیں کیا.... (القول الجلیل)

اگر مدرسہ میں ہنگامہ اور اسٹرائک کی نوبت آجائے

آج کل مدرسہ دیوبند میں ایک شور برپا ہے سخت شورش ہو رہی ہے اور اس شورش کے رفع کرنے میں مہتمم مدرسہ اور اراکین سب کوشاں ہیں مگر میں نے مہتمم صاحب کو لکھ دیا ہے کہ تم اسی وقت سے ہر نتیجہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ... یہ تجویز ذہن میں نہ کرو کہ مدرسہ رہے یا تمہارے ہاتھ میں رہے.... بلکہ اگر مدرسہ ٹوٹ جائے تو تم ابھی سے اس پر راضی ہو جاؤ... اور خدا پر نظر کر کے قوت کے ساتھ اپنے اصول پر قائم رہو اور یہ قوت بدون تفویض کے پیدا نہیں ہوسکتی اس کا یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ کرو کیونکہ تفویض ترک تدبیر کا نام نہیں ہے... تفویض یہ ہے کہ تدبیر کرو.... مگر اس پر نظر نہ کرو اور اپنی تجویز سے کوئی شق نتیجہ کی متعین نہ کرو کہ یوں ہونا چاہئے میرے اس لکھنے کا یہ اثر ہوا کہ مہتمم صاحب بڑے مضبوط ہو گئے اور لکھتے ہیں کہ تیری وجہ سے ہمیں بہت قوت ہوگئی.... (بدائع بدیعہ)

مولانا گنگوہیؒ کی تحریر ہے جس کو مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا دیوبندی رحمتہ اللہ علیہما کے نام تحریر فرمایا تھا جب کہ وہ مخالفین کی وجہ سے کچھ پریشان تھے.... اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا کہ میرے عزیزو تم کیوں پریشان ہوتے ہو.... مدرسہ مقصود نہیں حق تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہے اور اس کے بہت سے طرق ہیں منجملہ ان کے ایک مدرسہ بھی ہے.... اگر مدرسہ رہے کام کئے جاؤ اور اگر نہ رہے کسی اور جگہ بیٹھ کر کام کر لینا.... (ملفوظات)

www.besturdubooks.net

شورش ہنگامہ ختم کرنے کی ایک عجیب تدبیر

فرمایا میں نے شورش کے زمانے میں حضرات مدرسہ دیوبند کو لکھا کہ اب تک تو آپ تدبیرات میں رہے اب ترک تدبیر کر کے بھی دیکھ لیا جائے یہ نسخہ بھی بڑا مجرب ہے.... اور اس ترک تدبیر میں اگر نقصان بھی ہوا تو اتنا نہ ہوگا جتنا تدبیرات میں ہوا ہے مگر اکثر لوگ تدبیرات ہی میں لگے رہتے ہیں.... (الکلام الحسن)

مدارس کی تباہی اور فتنہ وفساد کے اسباب

آج کل مدارس میں فتنہ وفساد اور بے برکتی ہو رہی ہے اس کا سبب میں چندوں میں قلت احتیاط کو سمجھتا ہوں.... اس چندہ کے باب میں آج کل ایسی گڑبڑ ہو رہی ہے کہ جائز ناجائز کو بھی بہت کم دیکھا جاتا ہے.... چنانچہ بدون طیب خاطر (دلی رضامندی کے بغیر) کسی سے وصول کرنا بالکل ناجائز ہے اور اس سے احتیاط شاذ ونادر کی جاتی ہے.... (الافاضات الیومیہ)

عمومی مرض

بعض باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں مگر اس لئے ظاہر کئے دیتا ہوں کہ شاید اس کو سن کر لوگ اپنی حالت درست کر لیں.... اس وقت لوگوں میں یہ مرض بہت شدت سے پھیل رہا ہے کوئی تو خاص اصلی گناہ ہی میں مبتلا ہے.... اور کوئی اس کے مقدمات یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا حدیث میں ہے اللسان یزنی الخ اس میں ہاتھ لگانا بری نگاہ سے دیکھنا سب داخل ہے.... یہاں تک کہ جی خوش کرنے کیلئے کسی حسین لڑکے یا لڑکی سے باتیں کرنا یہ بھی زنا اور لواطت میں داخل ہے اور قلب کا زنا سوچنا ہے جس سے لذت حاصل ہو جیسے زنا میں تفصیل ہے ایسے ہی لواطت میں بھی.... اس بلا میں اکثر لوگ مبتلا ہیں.... شاید ہزار میں ایک اس سے بچا ہو.... ورنہ ابتلاء عام ہے....

جب تھانہ بھون میں طاعون پھیلا تو طاعون کے قبل ایک روز اخیر شب میں بیٹھا ہوا تھا نیند کا سا غلبہ ہوا اور قلب میں یہ آیت آئی.... اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ.... جو کہ قوم لوط پر عذاب کے ذکر میں آئی ہے....

www.besturdubooks.net

اس پر میں نے لوگوں کو آگاہ کیا اور میں جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں لواطت کا مرض لوگوں میں زیادہ ہے اس سے توبہ کرو، ورنہ عذاب کا اندیشہ ہے.... میں نے اس کو وعظ میں بیان کیا مگر لوگوں نے توجہ نہ کی آخر کار عذاب آ ہی گیا اور بہت طاعون پھیلا، غرض ایک سبب وہ بھی نکلا جو قوم لوط میں تھا....(حسن العزیز، دعوات عبدیت، الاتعاظ بالغیر)

اختلافات کی جڑ و بنیاد

فرمایا ہمارے حضرت مرشدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اختلاف و منافرت کی بنیاد کبر ہے.... اختلاف ہمیشہ نفسانیت اور ترفع سے ہوا کرتا ہے....(مجالس حکیم الامت، حسن العزیز)

اتحاد و اتفاق کس طرح باقی رہ سکتا ہے

حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے اتفاق کی جڑ تواضع ہے.... دو متکبروں میں کبھی اتفاق نہیں ہوتا.... کیونکہ جب کسی شخص میں تواضع ہوتی ہے تو اس کو یہ مشکل نہیں معلوم ہوتا کہ اپنے آپ کو دوسرے کا تابع بنادے.... اور اپنی رائے کو دوسرے کی رائے کے مقابلہ میں اصرار نہ کرے اور متکبر سے یہ کام کبھی نہیں ہوتا....(تجارت آخرت)

اتفاق کی جڑ تواضع ہے جو لوگ متواضع ہوں گے.... آپس میں نزاع ہو ہی نہیں سکتا اور بدون تواضع کے کبھی اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا....(محاسن الاسلام، ماخوذ وصیۃ العرفان)

مدارس میں انجمن بازی کی خرابی

فرمایا میں متعارف انجمن بازی کے خلاف ہوں خصوصاً مدارس دینیہ میں کیونکہ اس سے حریت پیدا ہوتی ہے جو مدارس کے واسطے زہر ہو جاتی ہے....

ایک مولوی صاحب نے یہ کیا کہ پڑھنے والے لڑکوں کی انجمن بنائی.... کسی طالب علم سے قصور ہو جاتا تو طلبہ سے مشورہ لیتے کہ کیا سزا دینا چاہئے.... نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن سب طلبہ نے متفق ہو کر کسی بات میں مولوی صاحب کی مخالفت کی آخر مولوی صاحب کو علیحدہ ہونا پڑا.... یہ اثر ہے آزادی کا....

دوسری بات یہ ہے کہ ایسی انجمنوں میں تقریر بھی لازم ہے اور تقریر کی فکر میں درسیات

www.besturdubooks.net

کا مطالعہ نہیں کرتے مضمون ہی تلاش کرتے رہ جاتے ہیں تعلیم مقصود چوپٹ ہوجاتی ہے.....
اس لئے میں نے اپنے یہاں یہ انتظام کیا ہے کہ اگر کوئی کافیہ پڑھنے والا ہے تو کافیہ ہی کا کوئی مضمون دے دیا کہ اس کی تقریر کرو اور اگر مشکوٰۃ پڑھ چکا ہے تو کوئی حدیث دے دی کہ اس کی تقریر کرو اس سے زبان بھی کھل جاتی ہے یعنی بولنے کا عادی بھی ہوجاتا ہے اور پڑھانے کا ڈھنگ بھی آجاتا ہے اور تعلیم کا نقصان بھی نہیں ہوتا.....(الکلمۃ الحسن)

آج کل کے جلسے اور انجمنیں بالکل رسم بلا معنی ہیں اور صورت بھی ٹھیک نہیں اور لوگوں نے ان کو محض رسم سمجھ کر اختیار کیا ہے نفع پہنچانا ہرگز مقصود نہیں.....(تجارت آخرت)

آپس کے اختلافات گروہ بندیاں اور ان کی مذمت

باوجود اس کے کہ سب مدارس اسلامیہ کی غرض متحد ہے مگر پھر بھی ان میں سے بعض میں باہم تزاحم وتصادم ہوتا ہے کہیں علانیہ کہ ہر مدرسہ کی طرف سے دوسرے مدرسہ کے خلاف تحریراً و تقریراً سعی ہوتی ہے.....اشتہارات میں دوسرے کو گھٹایا جاتا ہے.....اہل چندہ کو دوسری جگہ اعانت کرنے سے منع کیا جاتا ہے اور کہیں خفیہ طور پر کہ عوام کو تو اطلاع نہ ہو مگر کارکن لوگ اور دوسرے اہل فہم بھی سمجھ جاتے ہیں پھر شدہ شدہ عوام پر بھی اس کا ظہور ہوجاتا ہے.....اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عوام یہ گمان کرتے ہیں کہ بس یہ مدارس اسی غرض سے قائم کیے گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے مال وجاہ حاصل کریں.....پھر یہ تزاحم یہاں تک ترقی کرتا ہے کہ اہل چندہ سے متجاوز ہوکر طالب علموں تک کو ہر مدرسہ اپنی طرف کھینچتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات طالب علموں کی اطاعت کی جاتی ہے یہ سب دلیل ہے عدم خلوص اور عدم للّٰہیت کی.....(حقوق العلم)

مولویوں کو برا بھلا کہنا اور ان کی برائی سننا

"دوسرے مولویوں کو برا بھلا کہنا" کے علاوہ اس کے بعض اوقات معصیت بھی ہوجاتی ہے .....عوام پر برا اثر ہوتا ہے وہ سب سے بدگمان ہوجاتے ہیں.....اگر کسی صاحب کو باطل کے شر سے بچانا ہی ضروری ہو تو تہذیب کے ساتھ اطلاع کردینا کافی ہے اور جس طرح خود اس میں مشغول ہونا مضر ہے.....اسی طرح کسی دوسرے مشغول کے ساتھ شریک ہوجانا یعنی کسی دوسرے شکایت کرنے والے سے مولویوں کی شکایت سن لینا بھی ایسا ہی مضر ہے.....(حقوق العلم تجدید تعلیم)

www.besturdubooks.net

دوستی و دشمنی میں اعتدال

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے دوست سے دھیرے دھیرے محبت کرو.... یعنی اعتدال سے کرو' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تمہارا وہ دوست کسی دن تمہارا دشمن بن جائے اور مبغوض بن جائے اور جس شخص سے تمہیں دشمنی اور بغض ہے' اس کے ساتھ بغض اور دشمنی بھی دھیرے دھیرے کرو' کیا پتہ کہ وہ دشمن کسی دن تمہارا محبوب اور دوست بن جائے....

اس حدیث میں یہ عجیب تعلیم ارشاد فرمائی کہ دوست سے دوستی اور محبت بھی اعتدال کے ساتھ کرو اور جس سے دشمنی ہو تو اس کے ساتھ دشمنی بھی اعتدال کے ساتھ ہو.... یاد رکھو' دنیا کی دوستیاں اور محبتیں بھی پائیدار نہیں ہوتیں' اور دنیا کی دشمنیاں اور بغض بھی پائیدار نہیں ہوتا.... ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جائے اس لئے اعتدال سے آگے نہ بڑھو....

ہماری دوستی کا حال

اس حدیث میں ان لوگوں کو خاص طور پر زرین تعلیم عطا فرمائی جن کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب ان کی دوستی کسی سے ہو جاتی ہے یا کسی سے تعلق ہو جاتا ہے اور محبت ہو جاتی ہے تو اس دوستی اور محبت میں بے دھڑک آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں کہ پھر ان کو کسی حد کی پرواہ نہیں ہوتی' بس جن سے محبت اور تعلق قائم ہو گیا اب ان کے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا اور اب دن رات کھانا پینا ان کے ساتھ ہے' اٹھنا بیٹھنا ان کے ساتھ ہے' چلنا پھرنا ان کے ساتھ ہے' ہر کام ان کے ساتھ ہے' اور دن رات ان کی رفاقت اور صحبت حاصل ہے اور ان کی تعریف کے گن گائے جا رہے ہیں.... لیکن اچانک معلوم ہوا کہ دوستی ٹوٹ گئی' اب وہ دوستی ایسی ٹوٹی کہ اب ایک دوسرے کی شکل و صورت دیکھنے کے روادار نہیں' ایک دوسرے کا

www.besturdubooks.net

نام سننے کے روادار نہیں، اب ان کے اندر ایک اچھائی بھی نظر نہیں آتی بلکہ اب ان کی برائیاں شروع ہو گئیں.... یہ انتہا پسندی اور یہ اعتدال سے باہر جانا شریعت کا تقاضہ نہیں.... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، بلکہ یہ تعلیم دی ہے کہ محبت بھی اعتدال سے کرو اور اگر بغض ہے تو وہ بھی اعتدال سے رکھو، کسی بھی چیز کو حد سے آگے نہ بڑھاؤ....

دوستی کے لائق ایک ذات

یاد رکھو! اول تو دوستی اور محبت جس چیز کا نام ہے، یہ دنیا کی مخلوق میں حقیقی اور صحیح معنی میں تو ہے ہی نہیں، اصل دوستی اور محبت کے لائق تو صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ جل جلالہ کی ذات ہے.... دل میں بٹھانے کے لائق کہ جس کی محبت دل میں گھس جائے وہ تو ایک ہی ذات ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں جو دل بنایا ہے وہ صرف اپنے لئے ہی بنایا ہے، یہ انہی کی تجلی گاہ ہے اور انہی کے لئے بنا ہے.... اب اس دل میں کسی اور کو اس طرح بٹھانا کہ وہ دل پر قبضہ جمالے، یہ کسی مؤمن کے لئے مناسب نہیں، کیونکہ دوستی کے لائق تو ایک ہی ہے....

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک سچے دوست

اگر اس کائنات میں کوئی شخص کسی کا سچا دوست ہو سکتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا تھا.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی کا تعلق جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبھایا اس کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی.... کوئی دوسرا شخص یہ دعویٰ ہی نہیں کر سکتا کہ میں ان جیسی دوستی کر سکتا ہوں.... ہر ہر مرحلے پر آپ کو آزمایا گیا مگر آپ کھرے نکلے.... پہلے دن سے جب آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر ایمان لائے تھے، ساری عمر اس تصدیق اور ایمان میں ذرہ برابر کبھی تزلزل نہیں آیا....

غارِ ثور کا واقعہ

غارِ ثور میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جس کو قرآن کریم میں اس

www.besturdubooks.net

طرح بیان فرمایا: اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

یعنی وہ دونوں غار میں تھے تو وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ آپ غم نہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں، جب غار کے اندر داخل ہونے لگے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے داخل ہوئے تاکہ غار کو صاف فرمائیں اور غار کے اندر سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کے جو بل ہیں ان کو بند فرمائیں.... چنانچہ آپ نے کپڑے کاٹ کر ان سوراخوں کو بند فرمایا اور جب کپڑے ختم ہو گئے اور سوراخ باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑھی سے سوراخوں کو بند فرمایا....

ہجرت کا واقعہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سفر میں تھے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور پر بھوک کے آثار دیکھے، آپ کہیں سے دودھ لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کیا.... حالانکہ اس وقت آپ خود بھی بھوک سے تھے.... روایات میں آتا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی لیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعد میں اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دودھ پیا کہ میں سیراب ہو گیا.... یعنی دودھ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا لیکن سیراب میں ہو گیا.... لہٰذا دوستی اور ایثار و قربانی کا جو مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیش کیا وہ دنیا میں کوئی دوسرا شخص پیش نہیں کر سکتا....

دوستی اللہ کے ساتھ خاص ہے

لیکن اس کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلاً (بخاری شریف)

یعنی اگر میں اس دنیا میں کسی کو سچا دوست بناتا تو "ابوبکر" کو بناتا.... مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی دوست بنایا نہیں، اس لئے کہ اس دنیا میں حقیقی معنی کا دوست بننے کے لائق کوئی نہیں ہے، یہ دوستی تو صرف اللہ جل شانہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ ایسی دوستی جو

www.besturdubooks.net

انسان کے دل پر قبضہ جمالے کہ جو وہ کہے وہ کرے اور پھر انسان کا دل اس کے تابع ہو جائے' یہ دوستی اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ زیبا نہیں....

دوستی اللہ کی دوستی کے تابع ہونی چاہیے

البتہ دنیا کے اندر جو دوستی ہوگی وہ اللہ کی محبت اور دوستی کے تابع ہوگی.... چنانچہ دوست کے کہنے کی وجہ سے گناہ نہیں کیا جائے گا' دوستی کی مد میں معصیت اور نافرمانی نہیں ہوگی....لہٰذا پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دنیا میں تمام دوستیاں اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی کے تابع ہونی چاہئیں....

مخلص دوستوں کا فقدان

دوسری بات یہ ہے کہ اس دنیا میں ایسا دوست ملتا ہی کہاں ہے جس کی دوستی اللہ کی دوستی کے تابع ہو' تلاش کرنے اور ڈھونڈنے کے باوجود بھی ایسا دوست نہیں ملتا جس کو صحیح معنی میں دوست کہہ سکیں اور جس کی دوستی اللہ کی دوستی کے تابع ہو اور جو کڑی آزمائش کے وقت پکا نکلے....ایسا دوست بڑی مشکل سے ملتا ہے' قسمت والے کو ہی ایسا دوست ملتا ہے....میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب میرے دوسرے بڑے بھائی صاحبان اپنے دوستوں کا ذکر کرتے تو والد صاحب ان سے فرماتے کہ تمہارے دنیا میں بہت دوست ہیں' ساٹھ سال عمر ہوگئی ہمیں تو کوئی دوست نہیں ملا' ساری عمر میں صرف ڈیڑھ دوست ملا' ایک پورا اور ایک آدھا' مگر تمہیں بہت دوست مل جاتے ہیں....لہٰذا دوستی کے معیار پر پورا اترنے والا جو کٹھن آزمائش میں بھی پکا اور کھرا ثابت ہو' ایسا دوست بہت کم ملتا ہے....

بہر حال! اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا کر بھی دوست بناؤ تو اس دوستی کے اندر بھی اس بات کا اہتمام کرو کہ وہ دوستی حدود سے تجاوز نہ کرے' بس وہ دوستی ایک حد کے اندر رہے' یہ نہ ہو کہ جب دوستی ہوگئی تو اب صبح سے لے کر شام تک ہر وقت اسی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے' اور اسی کے ساتھ کھانا پینا ہے' اور اب اپنے راز بھی اس پر ظاہر کئے جا رہے ہیں' اپنی ہر بات

www.besturdubooks.net

اس سے کہی جارہی ہے' اگر کل کو دوستی ختم ہوگئی تو چونکہ تم نے اپنے سارے راز اس پر ظاہر کر دیئے ہیں' اب وہ تمہارے راز ہر جگہ اچھالے گا اور تمہارے لئے نقصان دہ ثابت ہوگا.... اس لئے دوستی اعتدال کے ساتھ ہونی چاہیے' یہ نہ ہو کہ آدمی حدود سے تجاوز کر جائے....

دشمنی میں اعتدال

اسی طرح اگر کسی کے ساتھ دشمنی ہے اور کسی سے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو یہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ تعلقات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اندر ہر وقت کیڑے نکالے جارہے ہیں' اس کے ہر کام میں عیب تلاش کئے جارہے ہیں....ارے بھائی اگر کوئی آدمی برا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اچھائی بھی رکھی ہوگی' ایسا نہ ہو کہ عداوت کی وجہ سے تم اس کی اچھائیوں کو بھی نظر انداز کرتے چلے جاؤ....قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (سورۃ المائدہ:۸)

یعنی کسی قوم کے ساتھ عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو.... بیشک اس کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے' لیکن اس دشمنی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب اس کی اچھائی کا بھی اعتراف نہ کیا جائے' بلکہ اگر وہ کوئی اچھا کام کرے تو اس کی اچھائی کا اعتراف کرنا چاہیے....لیکن چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام طور پر ہمارے پیش نظر نہیں رہتا' اس لئے محبتوں میں بھی حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے' اور بغض اور عداوت میں بھی حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے....

حجاج بن یوسف کی غیبت

آج حجاج بن یوسف کو کون مسلمان نہیں جانتا' جس نے بے شمار ظلم کئے' کتنے علماء کو شہید کیا' کتنے حافظوں کو قتل کیا' حتیٰ کہ اس نے کعبہ شریف پر حملہ کر دیا....یہ سارے بُرے کام کئے اور جو مسلمان بھی اس کے ان بُرے افعال کو پڑھتا ہے تو اس کے دل میں اس کی طرف سے کراہیت پیدا ہوتی ہے لیکن ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے حجاج بن یوسف کی بُرائی شروع کر دی اور اس بُرائی کے اندر اس کی غیبت

www.besturdubooks.net

کی، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فوراً ٹوکا اور فرمایا: کہ یہ مت سمجھنا کہ اگر حجاج بن یوسف ظالم ہے تو اب اس کی غیبت حلال ہوگئی یا اس پر بہتان باندھنا حلال ہوگیا.... یادرکھو، جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجاج بن یوسف سے اس کے ناحق قتل اور ظلم اور خون کا بدلہ لیں گے تو تم اس کی جو غیبت کر رہے ہو یا بہتان باندھ رہے ہو تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ تم سے لیں گے.... یہ نہیں کہ جو شخص بدنام ہوگیا تو اس کی بدنامی کے نتیجے میں اس پر جو چاہو الزام عائد کرتے چلے جاؤ، اس پر بہتان باندھتے چلے جاؤ اور اس کی غیبت کرتے چلے جاؤ.... لہٰذا عداوت اور دشمنی بھی اعتدال کے ساتھ کرو اور محبت بھی اعتدال کے ساتھ کرو....

ہمارے ملک کی سیاسی فضا کا حال

آج کل ہمارے یہاں جو سیاسی فضا ہے، اس سیاسی فضا کا حال یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ تعلق ہوگیا اور اس کے ساتھ سیاسی وابستگی ہوگئی تو اس کو اس طرح بانس پر چڑھاتے ہیں کہ اب اس کے اندر کوئی عیب نظر نہیں آتا، اور اگر دوسرا شخص کوئی عیب بیان کرے تو اس کا سننا گوارہ نہیں ہوتا، اور اس کے بارے میں یہ رائے قائم کر لی جاتی ہے کہ یہ معصوم عن الخطاء ہے.... اور جب اس سے سیاسی دشمنی ہو جاتی ہے تو اب اس کے اندر کوئی اچھائی ہی نظر نہیں آتی.... دونوں جگہ پر حدود سے تجاوز ہو رہا ہے، اس طریقے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے.... جیسا کہ بار بار عرض کرتا رہتا ہوں کہ صرف نماز روزے کا نام دین نہیں ہے.... بلکہ یہ بھی دین کا حصہ ہے کہ محبت کرو تو اعتدال کے ساتھ کرو اور بغض رکھو تو اعتدال کے ساتھ رکھو.... جو اللہ کے بندے ہیں وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں.... یہ حکمران، یہ سیاسی لیڈر اور رہنما جو ہیں، ان کے ساتھ تعلق بھی باعزت فاصلے کے ساتھ ہو، یہ نہ ہو کہ جب ان کے ساتھ تعلق ہوگیا تو آدمی حد سے متجاوز ہو رہا ہے....

قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا سبق آموز واقعہ

ایک قاضی گزرے ہیں قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ، یہ بڑے درجے کے محدثین میں سے ہیں.... دینی مدارس میں حدیث کی کتاب "طحاوی شریف" پڑھائی جاتی ہے اس کے مصنف

www.besturdubooks.net

ہیں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ ان کے استاذ ہیں.... ان کے زمانے میں جو بادشاہ تھا وہ ان پر مہربان ہو گیا' اور ایسا مہربان ہو گیا کہ ہر معاملے میں ان سے صلاح اور مشورہ ہو رہا ہے' ہر معاملے میں ان کو بلایا جا رہا ہے' ہر دعوت میں ان کو بلایا جا رہا ہے' حتیٰ کہ ان کو پورے ملک کا قاضی بنا دیا.... اور اب سارے فیصلے ان کے پاس آ رہے ہیں' دن رات بادشاہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے' جو سفارش کرتے ہیں بادشاہ ان کی سفارش کو قبول کر لیتا ہے.... ایک عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا.... یہ اپنا قضا کا کام بھی کرتے رہے اور جو مناسب مشورہ ہوتا وہ بادشاہ کو دے دیا کرتے تھے....

چونکہ وہ تو عالم اور قاضی تھے' بادشاہ کے غلام تو نہیں تھے' تو ایک مرتبہ بادشاہ نے غلط کام کر دیا' قاضی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ بادشاہ کا یہ کام غلط ہے' اور درست نہیں ہے' اور یہ کام شریعت کے خلاف ہے.... اب بادشاہ سلامت ناراض ہو گئے کہ ہم اتنے عرصے تک ان کو کھلاتے پلاتے رہے' ان کو ہدیے تحفے دیتے رہے اور ان کی سفارش قبول کرتے رہے اور اب انہوں نے ہمارے خلاف ہی فتویٰ دے دیا.... چنانچہ فوراً ان کو قاضی کے عہدے سے معزول کر دیا.... یہ دنیاوی بادشاہ بڑے تنگ ظرف ہوتے ہیں' دیکھنے میں بڑے سخی نظر آتے ہیں لیکن کم ظرف ہوتے ہیں' تو صرف یہ نہیں کیا کہ ان کو قضا کے عہدے سے معزول کر دیا بلکہ ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ جا کر ان سے کہو کہ ہم نے آج تک تمہیں جتنے ہدیے تحفے دیئے ہیں وہ سب واپس کر دو' اس لئے کہ اب تم نے ہماری مرضی کے خلاف کام شروع کر دیا ہے.... اب آپ اندازہ کریں کہ کئی سالوں کے وہ ہدایا' کبھی کچھ دیا ہو گا' کبھی کچھ بھیجا ہو گا' لیکن جب بادشاہ کا وہ آدمی آیا تو آپ اس آدمی کو اپنے گھر کے اندر ایک کمرے میں لے گئے اور ایک الماری کا تالہ کھولا تو وہ پوری الماری تھیلیوں سے بھری ہوئی تھی.... آپ نے اس قاصد سے کہا کہ تمہارے بادشاہ کے پاس سے جو تحفے کی تھیلیاں آتی تھیں وہ سب اس الماری کے اندر رکھی ہوئی ہیں' اور ان تھیلیوں پر جو مہر لگی تھی وہ مہر بھی ابھی تک نہیں ٹوٹی' یہ ساری تھیلیاں اٹھا کر لے جاؤ.... اس لئے کہ جس دن بادشاہ سے تعلق قائم ہوا' الحمد للہ اسی دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ذہن میں تھا کہ

www.besturdubooks.net

اور مجھے اندازہ تھا کہ شاید کوئی وقت ایسا آئے گا کہ مجھے یہ سارے تحفے واپس کرنے پڑیں گے.... الحمد للہ بادشاہ کے دیئے ہوئے ہدیے اور تحفوں میں سے ایک ذرہ بھی آج تک اپنے استعمال میں نہیں لایا.... یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کا صحیح نمونہ.... یہ نہیں کہ جب دوستی ہوگئی تو اب ہر طرح کا فائدہ اٹھایا جارہا ہے اور جب دشمنی ہوئی تو اب پریشانی اور شرمندگی ہو رہی ہے....

یہ دعا کرتے رہو

اول تو صحیح معنی میں محبت صرف اللہ جل شانہ سے ہونی چاہیے.... اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تلقین فرمائی جو ہر مسلمان کو ہمیشہ مانگنی چاہیے....

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ (کنز العمال)

اے اللہ! اپنی محبت کو تمام محبتوں پر غالب فرما.... اب انسان چونکہ کمزور ہے اور اس کے ساتھ بشری تقاضے لگے ہوئے ہیں' اس لئے انسان کو دوسروں سے بھی محبت ہوتی ہے.... مثلاً بیوی سے محبت' اولاد سے محبت' دوستوں سے محبت' ماں باپ سے محبت' عزیز و رشتہ داروں سے محبت' یہ ساری محبتیں انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں' یہ محبتیں انسان کے ساتھ رہیں گی' اور کبھی ختم نہیں ہوں گی.... لیکن اصل بات یہ ہے کہ آدمی یہ دعا کرے کہ یا اللہ! یہ ساری محبتیں آپ کی محبت کے تابع ہو جائیں اور آپ کی محبت ان تمام محبتوں پر غالب آجائے....

اگر محبت حد سے بڑھ جائے تو یہ دعا کرو

اگر کسی سے محبت ہو اور یہ محسوس ہو کہ یہ محبت حد سے بڑھ رہی ہے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرو کہ یا اللہ! یہ محبت آپ نے میرے دل میں ڈالی ہے' لیکن یہ محبت حد سے بڑھتی جا رہی ہے' اے اللہ! کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی فتنے میں مبتلا ہو جاؤں.... اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھے فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھئے.... اور پھر اپنے اختیاری طرز عمل میں بھی ہمیشہ احتیاط سے کام لو.... جو آج کا دوست ہے وہ کل کا دشمن بھی ہو سکتا ہے' کل تک تو ہر وقت ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا' ساتھ کھانا پینا تھا' اور آج یہ نوبت آگئی کہ صورت دیکھنے کے روادار نہیں.... یہ

www.besturdubooks.net

نوبت نہیں آنی چاہیے، اور اگر آئے تو اس کی طرف سے آئے، تمہاری طرف سے نہ آئے....

بہر حال! دوستی کے بارے میں یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک تلقین ایسی ہے کہ اگر ہم ان کو پلے باندھ لیں تو ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے....

دوستی کے نتیجے میں گناہ

بسا اوقات ان دوستیوں کے نتیجے میں ہم گناہ کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں، اور یہ سوچتے ہیں کہ چونکہ یہ دوست ہے اگر اس کی بات ہم نے نہ مانی تو اس کا دل ٹوٹے گا، لیکن اگر اس کے دل ٹوٹنے کے نتیجے میں شریعت ٹوٹ جائے تو اس کی پرواہ نہیں.... حالانکہ شریعت کو ٹوٹنے سے بچانا دل کو ٹوٹنے سے بچانے سے مقدم ہے بشرطیکہ شریعت میں گنجائش نہ ہو، لیکن اگر شریعت کے اندر گنجائش ہو تو اس صورت میں بے شک یہ حکم ہے کہ مسلمان کا دل رکھنا چاہیے اور حتی الامکان دل نہ توڑنا چاہیے، کیونکہ یہ بھی عبادت ہے....

''غلو'' سے بچیں

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں معاملات کے اندر ''غلو'' کرنے کی ممانعت ہے.... کسی بھی معاملے میں غلو نہ ہو، نہ تعلقات میں اور نہ ہی معاملات میں.... اور غلو کے معنی ہیں ''حد سے بڑھنا'' کسی بھی معاملے میں انسان حد سے نہ بڑھے بلکہ مناسب حد کے اندر رہے.... (اصلاحی خطبات جلد ١٠)

www.besturdubooks.net

حق کی بنیاد پر باہمی تعاون

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

آج ہمارے معاشرے میں یہ منظر نظر آتا ہے کہ جو غریب قسم کے لوگ ہیں وہ تو ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن دولت مند معاشرے میں یہ منظر نظر آتا ہے کہ کسی کو اس کی پرواہ ہی نہیں ہے کہ میرے پڑوسی کا کیا حال بن رہا ہے' اس کے اوپر کیا گزر رہی ہے' بلکہ ہر شخص اپنے حال میں مگن ہے....ایک مرتبہ میں نے خود یہ منظر دیکھا کہ ایک کار نے ایک آدمی کو ٹکر ماردی' وہ شخص سڑک پر گر گیا' اور وہ کار والا مارتا ہوا نکل گیا' اس کار والے نے یہ نہیں سوچا کہ یہ مجھ سے زیادتی ہوئی ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کو کچھ طبی امداد پہنچاؤں....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ایک مؤمن کا یہ کام نہیں کہ وہ دوسرے مؤمن کو بے یارومددگار چھوڑ کر اس طرح چلا جائے' بلکہ جہاں موقع ہو' اور جتنی استطاعت ہو' وہ دوسرے مؤمن کی مدد کرے' بہرحال! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' یعنی سارے مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں' چاہے وہ تمہاری زبان نہ بولتا ہو' چاہے وہ تمہاری نسل سے تعلق نہ رکھتا ہو' لیکن اگر وہ مؤمن ہے تو تمہارا بھائی ہے....

کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا رشتہ

اللہ تعالیٰ نے یہ ''لا الہ الا اللہ'' کا رشتہ ایسا مضبوط بنایا ہے کہ یہ کسی زبان کا محتاج نہیں....مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولتا کہ آج سے تقریباً ۱۵....۲۰ سال پہلے میرا چین جانا ہوا' اور اس زمانے میں چین کے اندر باہر کے لوگوں کے آنے کا سلسلہ نیا نیا شروع ہوا تھا' اب

www.besturdubooks.net

بھی وہاں بہت بڑی تعداد میں مسلمان آباد ہیں.... مسلمانوں کے ایک علاقے میں میرا جانے کا اتفاق ہوا' اس وقت وہاں برف باری ہو رہی تھی' اور درجہ حرارت منفی ۱۶ ڈگری تھا' فجر کے وقت ہمیں ایک علاقے سے گزرنا تھا' جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی' اس علاقے کے مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تھی کہ پاکستان کے مسلمانوں کا ایک وفد آرہا ہے' چنانچہ وہ لوگ کئی گھنٹے پہلے سے پہاڑی کے درمیان برف باری کے اندر صرف باہر کے مسلمانوں کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے کھڑے ہوگئے۔

جب ہمارا قافلہ ان کے قریب سے گزرا تو ان کی زبان پر صرف ایک نعرہ تھا ''السلام علیکم'' اور سلام کرتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' اس لئے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے اپنے وطن سے باہر کے کسی مسلمان کی شکل دیکھی تھی' میں سوچ رہا تھا کہ نہ ہم ان کی زبان جانتے ہیں' نہ ان سے بات کر سکتے ہیں' نہ یہ ہماری بات سمجھیں گے' اور نہ ہم ان کی بات سمجھیں گے' خاندانی اعتبار سے' نسلی اعتبار سے' زبان کے اعتبار سے ان کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں تھا' لیکن دل میں محبت کے دریا صرف اس لئے موجزن تھے کہ ''لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھنے والے تھے ''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ'' کا منظر اللہ تعالیٰ نے وہاں دکھا دیا....

قرآنی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ

اگر دماغ میں یہ بات بیٹھ جائے کہ ہر مسلمان ہمارا بھائی ہے تو نہ جانے کتنے جھگڑے' کتنے فساد' کتنے قتل وقتال ختم ہو جائیں۔

افسوس یہ ہے کہ آج یہ سبق ہم لوگ بھولتے جا رہے ہیں' آج مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے' آج مسلمان مسلمان کے خلاف صف آرا ہے' آج مسلمان مسلمان کو قتل کرنے کی فکر میں ہے' مذہب کے نام پر' دین کے نام پر' عبادت کے نام پر یہ سب کام ہو رہے ہیں' عبادت گاہیں تک محفوظ نہیں رہیں' ان پر بھی حملے کئے جا رہے ہیں' یہ سارا فساد اس بات کا ہے کہ آج ہم قرآن کریم کی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں....

www.besturdubooks.net

مسلمان کو قتل کرنے کی سزا

آج ہم نے معمول کی چند عبادات کا نام دین رکھ لیا ہے' لیکن دین کی وسیع تعلیمات جو قرآن کریم ہمیں بتلا رہا ہے' ان سے نہ صرف ہم غافل ہیں' بلکہ ان کو دین کا حصہ سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (النساء: ۹۳)

یعنی جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے' اس کی سزا جہنم ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ: ۳۲)

یعنی اگر کوئی شخص کسی ایک آدمی کو قتل کردے' بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو' یا اس نے زمین میں فساد پھیلایا ہو' تو وہ شخص ایسا ہے جیسے اس نے سارے انسانوں کو قتل کردیا.... جس دین میں ایسی ہدایات موجود ہیں' اس دین کے نام لیوا' اور اس دین کے پیروکار ایک دوسرے کے قتل و قتال میں ملوث ہوں' یہ اتنا بڑا وبال ہے جو ہمارے اوپر مسلط ہو گیا ہے....

اس وقت کسی کا ساتھ مت دو

ان آیات کریمہ میں یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ ظالم کا ساتھ نہ دو' بلکہ مظلوم کا ساتھ دو' یہ حکم اس وقت ہے جبکہ واضح طور پر پتہ چل جائے کہ یہ شخص حق پر ہے' دوسرا ناحق ہے' اس وقت تو فرض بنتا ہے کہ حق والے کا ساتھ دیا جائے' لیکن بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جہاں حق واضح نہیں ہوتا' مثلاً دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں' اور یہ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون حق پر ہے' اور کون باطل پر ہے' ایسی صورت کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ایک وقت ایسا آئے گا کہ دو فریق آپس میں لڑ رہے ہوں گے' اور دونوں مسلمان کہلائیں گے' اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ کون حق پر ہے' اور کون باطل پر ہے' آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اندھے جھنڈے کے تحت لڑ رہے ہوں گے' ایسے وقت

www.besturdubooks.net

کے لئے آپ نے یہ ہدایت دی کہ تم اس وقت ان سب سے کنارہ کشی اختیار کرلو اور کسی کا ساتھ نہ دو، نہ کسی کی حمایت کرو، نہ کسی کی مخالفت کرو، بس خاموش ہو کر اپنے کام سے کام رکھو، اس لئے کہ اگر تم کسی کا ساتھ دو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مظلوم پر تمہاری طرف سے ظلم ہو جائے..... بہر حال! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں علیحدہ رہنے کا حکم دیا ہے اور ایسی صورت کو ''فتنہ'' سے تعبیر کیا ہے....

فتنہ کے وقت اپنے گھر میں بیٹھ جاؤ

''فتنہ'' اسی کا نام ہے کہ انسان پر حق واضح نہ ہو، یہ پتہ نہ ہو کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے.... اگر حق واضح ہو جائے تو وہ فتنہ نہیں، لیکن اگر حق واضح نہیں ہو رہا ہے تو وہ ''فتنہ'' ہے اور فتنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ رہنے کا حکم دیا ہے، بلکہ یہاں تک آپ نے فرمایا کہ ''اپنے گھر میں چپ چاپ بیٹھ جاؤ، اور باہر نکل کر لڑنے والے گروہوں کو دیکھو تک نہیں'' اس لئے کہ فتنہ ایسی چیز ہے کہ اگر تم اس کی طرف دیکھو گے تو وہ فتنہ تمہیں اچک لے گا، اس لئے اس سے دور رہو، ہمارے یہاں بہت سی لڑائیاں، بہت سے جھگڑے، خاص طور پر سیاسی نوعیت کے جھگڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں عام طور پر یہ صورتحال پیدا ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہی ہے کہ آدمی اس سے کنارہ کش رہے.... (اصلاحی خطبات جلد ١٦)

www.besturdubooks.net

قومی عصبیت کو ہوا نہ دیجئے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں.... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں اور اختلافات کو ختم کرنے کی تدبیریں بیان فرمائی ہیں، اگر مسلمانوں کے درمیان آپس میں جھگڑا ہو جائے تو عام مسلمانوں کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ ان کے درمیان مصالحت کرائیں اور اگر مصالحت نہ ہو سکے تو پھر ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں....

جھگڑے کے مختلف اسباب

پھر ان اسباب کی نشاندہی فرمائی ہے جن سے عام طور پر جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کا مذاق نہ اڑائے، کیونکہ بسا اوقات اس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کا مذاق اڑاتا ہے، اور اس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے اس طرح لڑائی جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے....

پھر فرمایا کہ تم ایک دوسرے کی جستجو اور ٹوہ میں نہ پڑو کہ ایک دوسرے کا عیب تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہو، کیونکہ بسا اوقات جھگڑے اس کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک آدمی خواہ مخواہ دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے، اس کے معاملات کی جاسوسی کرتا ہے، دوسرے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، اور اس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے....

پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کو طعنے مت دو' کیونکہ طعنہ دینے سے تکلیف ہوتی ہے' اور اس کے نتیجے میں جھگڑا پیدا ہوتا ہے....

ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیونکہ ایک آدمی کا اچھا نام ہے۔ آپ نے اس کا نام بگاڑ کر کوئی نام رکھ دیا' جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے' اور اس کے

www.besturdubooks.net

نتیجے میں جھگڑا پیدا ہوتا ہے....

پھر فرمایا کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو؛ اس لئے کہ جب سامنے والے کو پتہ چلتا ہے کہ میرے پیچھے میری برائی بیان کی گئی تھی تو اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے، اور اس کے نتیجے میں جھگڑا پیدا ہوتا ہے.... بہر حال! جھگڑے کے بہت سے اسباب اللہ تعالیٰ نے اس سورہ حجرات میں بیان فرمائے ہیں، اور ان کو ختم کرنے کی تاکید فرمائی ہے....

جھگڑے کا ایک اور سبب ''قومی عصبیت''

ایک اور جھگڑا جو ہمارے درمیان پیدا ہوتا ہے، اس کو ختم کرنے کا ایک بہت اہم اصول اس سورہ میں بیان فرمایا ہے، وہ یہ کہ بعض اوقات اس بناء پر جھگڑے پیدا ہوتے ہیں کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں، اور دونوں گروہ نے اپنے خاندان، اپنے قبیلے، اپنی زبان اور اپنے وطن کے اعتبار سے اپنی اپنی جماعت بنائی ہوئی ہے، اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا ہے کہ یہ سندھی ہے، یہ بنگالی ہے، یہ پنجابی ہے، یہ پٹھان ہے، یہ مہاجر ہے، یہ فلاں ہے اور صرف تقسیم ہی نہیں کیا بلکہ ہر جماعت اپنے کو دوسرے سے زیادہ افضل اور دوسرے سے زیادہ اعلیٰ، زیادہ بلند مرتبہ سمجھتی ہے، اور دوسرے کو اپنے مقابلے میں حقیر سمجھتی ہے، میں جس جماعت سے جس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں وہ بہت عزت والا ہے، اور دوسرا جس گروہ جس جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ معاذ اللہ حقیر اور ذلیل ہے، بہت سے جھگڑے اس سوچ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں....

شرافت کی بنیاد خاندان نہیں

قرآن کریم نے اس دوسری قسم کے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے سارے انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے بہت اہم اصول بیان فرمایا کہ اے لوگو! اس میں صرف مسلمانوں سے خطاب نہیں ہے، بلکہ ساری انسانیت سے خطاب ہے کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا، تم سب کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور تم سب کی ماں حضرت حوا علیہا السلام ہیں، سارے انسان انہی دونوں سے پیدا ہوئے ہیں، اس کے بعد ہم نے

www.besturdubooks.net

تمہیں مختلف گروہوں اور مختلف قبیلوں میں تقسیم کر دیا' یہ فلاں قبیلے سے تعلق رکھتا ہے' یہ فلاں برادری سے تعلق رکھتا ہے' اور یہ تقسیم ہم نے صرف اس لئے کی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو' شناخت کر سکو' مثلاً عبداللہ کئی انسانوں کا نام ہے' لیکن ایک عبداللہ کو دوسرے عبداللہ سے ممتاز کرنے کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ عبداللہ وہ ہے جو کراچی میں پیدا ہوا' اور یہ عبداللہ وہ ہے جو لاہور میں پیدا ہوا' اور یہ عبداللہ فلاں خاندان سے تعلق رکھتا ہے' یہ عبداللہ فلاں خاندان سے تعلق رکھتا ہے' صرف پہچاننے کے لئے ہم نے یہ قبیلے بنائے' لہٰذا شرف اور فضیلت کا مدار خاندانوں اور قبیلوں پر نہیں ہے' کوئی انسان دوسرے انسان پر اس بناء پر فوقیت نہیں رکھتا کہ وہ کسی خاص خاندان سے تعلق رکھتا ہے' یا کسی خاص قبیلے سے تعلق رکھتا ہے....

عزت کی بنیاد ''تقویٰ'' ہے

شرافت اور بزرگی اگر کسی کو حاصل ہوگی تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر ہوگی....

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

تم میں سب سے زیادہ شریف' اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو' جتنا متقی ہوگا' اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باعزت ہوگا' چاہے وہ کسی نچلی ذات سے تعلق رکھتا ہو یا' معمولی خاندان سے تعلق رکھتا ہو' لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت عظمت والا ہے' عزت والا ہے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کو ثابت کر کے دکھایا....

اہل عرب اور قبائلی عصبیت

عرب کے لوگوں میں قبائلی عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' فلاں قبیلہ اونچے درجے کا ہے' فلاں قبیلہ نیچے درجے کا ہے' یہ قبیلہ زیادہ بزرگی والا ہے' یہ قبیلہ کم بزرگی والا ہے' یہ تصورات ذہنوں میں پیوست تھے' اور اس طرح پیوست تھے کہ ذہنوں سے نکلتے ہی نہیں تھے' اور جب عربوں کے ہی بعض قبیلوں میں آپس میں اونچ نیچ تھی تو عرب سے باہر کے لوگوں کو کوئی درجہ دینے کا سوال ہی نہیں تھا' بلکہ اہل عرب سارے غیر عرب کو عجم کہتے تھے' اور عجم کے معنی ہیں ''گونگا'' یعنی سب گونگے' ان کو بولنا نہیں آتا' لہٰذا عجمیوں کو وہ نچلے درجے کا سمجھتے تھے....

www.besturdubooks.net

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مقام

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ کوئی آدمی چاہے کسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہو' کسی بھی علاقے کا باشندہ ہو' جب وہ اللہ کا بندہ بن گیا' اور اللہ کے آگے اس نے اپنا سر جھکا دیا' اللہ کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو گیا' اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اس نے کر لی وہ اب دوسروں پر بازی لے گیا' چاہے وہ کالا حبشی ہی کیوں نہ ہو' حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا مقام بخشا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے بلال! یہ بتاؤ کہ کون سا عمل تم ایسا کرتے ہو کہ میں نے جنت میں اپنے سے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی؟ اذان دینے کا جو عظیم منصب تھا' اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا.... دنیا دیکھتی رہ گئی کہ قبیلے کے بڑے بڑے لوگ تھے' جیسے ابو سفیان' ابو جہل اور ابو لہب امیہ بن خلف' یہ سب اپنے قبیلوں کے سردار سمجھے جاتے تھے' یہ سب تو ایک طرف ہٹ گئے اور اس حبشی غلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام بخشا....

حضرت زاہد رضی اللہ عنہ کا مقام

روایات میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں تھا' اس میں ایک صاحب رہا کرتے تھے' جو بالکل مفلس اور فقیر قسم کے آدمی تھے' سیاہ فام تھے' سارا جسم سیاہ تھا' پھٹے پرانے کپڑے پہنے رہتے تھے' کبھی کبھار کوئی چیز خریدنے کے لئے یا بیچنے کے لئے مدینہ منورہ آیا کرتے تھے' ان کا نام زاہد تھا' جب وہ آیا کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بڑی محبت کا معاملہ فرماتے تھے.... ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزر رہے تھے' آپ نے دیکھا کہ زاہد کھڑے ہوئے ہیں' اور ان کی پشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے' آپ نے پیچھے سے جا کر ان کی کولی بھر لی' اور ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے' اور پھر آپ نے آواز لگائی کہ

کون ہے جو یہ غلام مجھ سے خرید لے' اس طرح مذاق میں آپ نے ان کے ساتھ خوش طبعی فرمائی.... انہوں جب آواز سنی تو پہچان گئے کہ مجھے پکڑنے والے نبی کریم صلی

www.besturdubooks.net

اللہ علیہ وسلم ہیں، تو اس وقت وہ اور زیادہ اپنے جسم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے متصل کرنے لگے، زیادہ سے زیادہ قریب کرنے لگے، اور یہ کہا کہ یا رسول اللہ! کوئی اس غلام کو نہیں خریدے گا، اس لئے کہ یہ بالکل بے قیمت غلام ہے، دنیا میں کوئی اس کو خریدنے والا نہیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ کے یہاں بے قیمت نہیں ہو، اللہ کے یہاں تمہاری قیمت بہت بڑی ہے....

حجۃ الوداع میں اہم اعلان

بہر حال! اس نخوت اور تکبر کو جو نسبت کی بنیاد پر قبیلے اور خاندان اور برادری کی بنیاد پر دلوں میں بیٹھا ہوا تھا، قدم قدم پر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھادیا، یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کا مجمع تھا، اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج میں نے جاہلیت کی عصبیت کو اپنے پاؤں تلے روند دیا ہے....

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، اور نہ کسی سفید فام کو کسی سیاہ پر کوئی فوقیت حاصل ہے، اگر کسی کو فوقیت حاصل ہے تو وہ تقویٰ کی بنیاد پر ہے، یہ اعلان فرمایا....

جب تک مسلمان متحد رہے

آپ نے مسلمانوں کو بار بار تاکید فرمائی کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" سارے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، چاہے وہ کسی بھی قبیلے سے، کسی بھی خاندان سے، کسی بھی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں.... اس کی بار بار تاکید کیوں فرمائی؟ اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ مسلمانوں کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ پیدا ہونے والا ہے کہ لوگ مسلمانوں کے اتحاد کو صوبائی عصبیت کی بنیاد پر اور خاندانی عصبیت کی بنیاد پر، اور لسانی عصبیت کی بنیاد پر پارہ پارہ کرنے کی کوشش کریں گے، مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک جب بھی مسلمان اللہ کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوئے اور

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورۃ آل عمران: ۱۰۳)

www.besturdubooks.net

کے حکم پر عمل کیا' اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھاما' اور آپس میں فرقہ واریت نہ کرنے کے حکم پر عمل کیا تو مسلمان اس وقت تک مستحکم رہے' اور کسی دشمن کی جرأت نہیں ہوئی کہ بری آنکھ سے اس کو دیکھے....

صلیبی جنگیں اور کامیابی

لیکن جب دشمنوں نے یہ دیکھا کہ طاقت کے زور پر مسلمانوں کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے' صلیبی جنگوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ یہ صلیبی جنگیں مسلمانوں کے خلاف لڑی گئیں' لیکن ہر صلیبی جنگ میں دشمنوں نے منہ کی کھائی' اور وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے' اس وقت یہ حال تھا کہ صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی اور عماد الدین زنگی یہ سب غلاموں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے' لیکن مسلمانوں نے ان کو اپنا امیر بنایا ہوا تھا' اپنا قائد بنایا ہوا تھا' باوجودیکہ یہ غلاموں کے خاندان سے تعلق رکھے تھے اس لئے کہ یہ سب

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

کے معیار پر پورے اترتے تھے' اس لئے ان کے جھنڈے تلے سب متحد تھے' نتیجہ یہ تھا کہ ہر ہر قدم پر عیسائیوں کو شکست فاش دی....

خلافت عثمانیہ اور دشمنوں کا خوف

دشمنوں نے ایک عرصہ دراز تک جائزہ لینے کے بعد یہ سمجھا کہ مسلمانوں کی قوت کا راز ان کے اتحاد میں ہے' لہٰذا انہوں نے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے عصبیت کا بیج بویا' آپ کو معلوم ہے کہ جس زمانے میں خلافت عثمانیہ ترکی میں قائم تھی' اور اس کا مرکز استنبول تھا' اس وقت سارا عالم اس کے زیر نگیں تھا' اور سب نے اس کو اپنا خلیفہ مانا ہوا تھا' اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اتنا رعب ڈالا ہوا تھا کہ خلافت عثمانیہ کا نام سن کر دشمن تھرایا کرتے تھے' کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کر سکے' اور جب کبھی یورپ کے بڑے بڑے حکمرانوں نے خلافت عثمانیہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو ہمیشہ منہ کی کھائی....

www.besturdubooks.net

دشمنوں کی چال

آخر میں دشمنوں نے یہ چال چلی کہ عربوں سے کہا کہ تم تو عرب ہو، تمہارے پاس قرآن نازل ہوا تھا، تمہارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے، تمہاری زبان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا تھا، تم کہیں زیادہ دوسروں سے فوقیت رکھتے ہو، لیکن اس کے باوجود یہ ترک تم پر حکومت کر رہے ہیں، لہٰذا ''عرب لیگ'' کے نام سے ایک تنظیم بنوادی کہ ہم عرب ہیں، اور ہم ترکوں کے زیرنگیں نہیں رہیں گے....

دوسری طرف ترکی کو یہ سبق پڑھایا کہ تم ترکی ہو، لیکن تم نے عربی زبان اختیار کر رکھی ہے، عربی رسم الخط اپنا رکھا ہے، حالانکہ عربی زبان کا تعلق تمہاری زبان سے کوئی تعلق نہیں، تمہارا رسم الخط بھی عربی نہیں ہونا چاہیے، تمہارا تعلق بھی عرب سے نہیں ہونا چاہیے، یہ کہہ کر یہاں پر ترکستان کے لوگوں کو عرب کے خلاف کھڑا کر دیا....

دشمنوں کی چال کا نتیجہ

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ترکوں کے پاس حکومت آئی تو انہوں نے ملازمتوں میں ترکوں کو عربوں کے مقابلے میں فوقیت دینی شروع کر دی، جس کے نتیجے میں عربوں کو یہ شکایت ہوئی کہ یہ ترک عربوں کو ملازمت نہیں دیتے، اور دوسری طرف عربوں کو یہ سکھایا کہ تمہیں ترکوں کے ماتحت نہیں رہنا چاہیے، اس کے نتیجے میں دونوں کو لڑا دیا، اور ادھر ''عرب لیگ'' قائم ہو گئی، اور ادھر مصطفیٰ کمال پاشا کھڑا ہو گیا، اور اس نے کہا کہ میں خلافت کو قائم نہیں رہنے دوں گا، اور اس خلافت کو ختم کر کے ترکوں کی بالادستی قائم کروں گا....

چنانچہ اس نے عربی زبان میں اذان دینی منع کر دی، مسجدوں میں جو لوگ عربی میں نماز پڑھیں، یا اذان دیں، اس کو جرم قرار دیدیا گیا، عربی لباس پہننا ممنوع قرار دیدیا، اس لڑائی کے نتیجے میں خلافت عثمانیہ ٹوٹ گئی، اور مسلمانوں کی متحدہ قوت پارہ پارہ ہو گئی....اس بات کو اقبال مرحوم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ:

www.besturdubooks.net

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

دشمنوں نے یہ چال چل کر مسلمانوں کو پارہ پارہ کر دیا.... آپ اندازہ لگائیں کہ وہ خلافت عثمانیہ اتنی بڑی سلطنت تھی کہ جس میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا' اس کو بے شمار حصوں میں تقسیم کر دیا' اور آج مسلمانوں کے ۵۲ ملک ہیں' گویا کہ خلافت عثمانیہ کو ۵۲ حصوں میں تقسیم کر دیا' جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی قوت پارہ پارہ ہو گئی اور دشمنوں کی چاندنی ہو گئی' اور انہوں نے مسلمانوں کو لقمہ تر سمجھ لیا....

عصبیت بڑا فتنہ

بہر حال! یہ عصبیت اتنا بڑا فتنہ ہے کہ جو مسلمانوں کے سیاسی زوال کا بہت بڑا سبب بنا' اقبال مرحوم کہتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیراہن ہے اس کا وہ ملت کا کفن ہے

یعنی یہ جو نئے خدا بنائے گئے ہیں' ان نئے خداؤں میں سب سے بڑا خدا یہ ہے کہ جو میرے وطن کا رہنے والا ہے' وہ تو میرا ہے' اور جو میرے وطن کا رہنے والا نہیں ہے' وہ میرا نہیں ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملت کا جو اتحاد تھا وہ گویا پارہ پارہ ہو کر اس کو تم نے کفن پہنا دیا....

آج بھی یہ فتنہ موجود ہے

یہ بہت اہم سبق ہے' جو قرآن کریم کی یہ آیت دے رہی ہے' اور آج بھی ہمارے اندر یہ فتنہ موجود ہے' وہ ہے صوبائی عصبیت کا فتنہ' یہ سندھی ہے' یہ پنجابی ہے' یہ بنگالی ہے' یہ بلوچی ہے' یہ مہاجر ہے' یہ پٹھان ہے۔

یہ فتنے آج ہمارے ہاں موجود ہیں' اور ان فتنوں کے نتیجے میں ہم ایک صالح اور نیک اور انصاف والی حکومت سے محروم ہیں' آپ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر

www.besturdubooks.net

دیکھئے کہ جب انتخابات ہوتے ہیں تو کس بنیاد پر ووٹ دیئے جاتے ہیں؟ کیا کوئی یہ دیکھتا ہے کہ کون سا آدمی کردار کے اعتبار سے، اور عمل کے اعتبار سے، اور تقویٰ کے اعتبار سے بہتر ہے، یہ دیکھتے ہیں، یا یہ دیکھتے ہیں کہ کون میری برادری کا ہے؟ آج سارے ووٹ برادریوں کی بنیاد پر ڈالے جا رہے ہیں۔

فلاں میری برادری ہے، مجھے تو اسی کو ووٹ دینا ہے، چاہے یہ کیسا بھی ہو، جانتا ہے کہ وہ شخص ظالم ہے، جانتا ہے کہ وہ کرپٹ ہے، جانتا ہے کہ وہ بدقماش ہے، جانتا ہے کہ اگر وہ برسر اقتدار آئیگا تو لوگوں کا خون چوسے گا، لیکن چونکہ یہ میری برادری سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا مجھے ہر حال میں اسی کو ووٹ دینا ہے....

ورنہ ظلم برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ

جب ہمارا یہ حال ہے تو پھر اگر جابر اور ظالم حکمران ہم پر مسلط ہوتے ہیں تو بتاؤ یہ کس کا قصور ہے؟ بتاؤ یہ کس کی خامی ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّمَا اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ"

تمہارے حکمران تمہارے اعمال کا آئینہ ہیں....

تم نے جو بویا ہے وہی کاٹو گے، اگر تم برادریوں کی بنیاد پر، صوبوں کی بنیاد پر اور وطن کی بنیاد پر لوگوں کو منتخب کرتے ہو تو پھر اس بات کے لئے تیار رہو کہ تم پر ایسا حکمران آئے جو تمہارا خون چوسے، تم پر ظلم کرے، جب تک تم قرآن کریم کی اس ہدایت کی طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے کہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو، جس کے دل میں تقویٰ ہو، جو متقی ہو، جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کا احساس رکھتا ہو، جب تک تم اس کی طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے، اور جب تک ایسے شخص کو منتخب نہیں کرو گے، اسی ادھیڑ بن میں مبتلا رہو گے،

www.besturdubooks.net

جس میں آج مبتلا ہو ایک سے بڑھ کر ایک جابر و ظالم حکمران آتا رہے گا، اور اپنی من مانی کرتا رہے گا، اور معاشرہ خراب سے خراب تک ہوتا چلا جائے گا....

خلاصہ

اگر قرآن کریم کی اس ہدایت کو ہم اپنالیں کہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

کہ ہمیں تو وہ پسند ہے جو اللہ کا خوف رکھنے والا ہو، جو اللہ کے بندوں پر رحم کھانے والا ہو، جو اللہ کے بندوں کے ساتھ انصاف کرنے والا ہو، چاہے وہ برادری کا ہو یا کسی اور برادری کا ہو، چاہے وہ ہمارے وطن کا ہو یا کسی اور وطن کا ہو، چاہے وہ ہماری زبان بولتا ہے، یا نہ بولتا ہے، لیکن اگر اس کے دل میں خدا کا خوف ہے، تو وہ ہمارا ہے، جب تک یہ تصور پیدا نہیں کرو گے اور قرآن کی اس ہدایت پر عمل نہیں کرو گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل نہیں کرو گے، اسی طرح ٹھوکریں کھاتے رہو گے.... (اصلاحی خطبات جلد ۱۷)

www.besturdubooks.net

اختلاف سے بچنے کیلئے

لوگوں کے مزاج و مذاق کی رعایت

عن ابی ذرالغفاری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خالقوا الناس باخلاقهم.... او کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (اتحاف السادۃ المتقین)

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کے ساتھ ان کے مزاج و مذاق اور اخلاق کے مطابق برتاؤ کرو یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے کہ انسان کو جن لوگوں سے واسطہ پڑے ان کے مزاج اور مذاق کی رعایت کرے اور وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کے مزاج و مذاق کے خلاف ہو اور جس سے ان کو تکلیف پہنچے.... چاہے وہ کام فی نفسہ جائز ہو حرام اور ناجائز کام نہ ہو لیکن یہ خیال کر کے کہ اس کام کے کرنے سے ان کے مزاج پر بار ہو گا تو وہ کام نہ کیا جائے تاکہ اس سے ان کی طبیعت پر کوئی گرانی پیدا نہ ہو....

''دوسرے کے مزاج و مذاق کی رعایت'' دینی معاشرت کے ابواب میں ایک بڑا عظیم باب ہے.... اللہ تعالیٰ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے.... آمین.... انہوں نے اس باب کو واضح کیا ہے اس لئے کہ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا بڑا عظیم پہلو ہے....

www.besturdubooks.net

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزاج کی رعایت

چنانچہ حدیث شریف میں واقعہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے ایک تہبند پہنا ہوا تھا اور وہ تہبند کافی اوپر تک چڑھا ہوا تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ گھٹنے تک چڑھا ہوا تھا.... ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہو جب گھٹنے کا حصہ ستر میں داخل قرار نہیں دیا گیا تھا.... بعض روایات میں آتا ہے کہ گھٹنے ڈھکے ہوئے تھے اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں آپ نے اندر آنے کی اجازت دے دی وہ اندر آکر آپ کے پاس بیٹھ گئے اور آپ جس انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اسی انداز میں بیٹھے رہے اور آپ کے پاؤں مبارک کھلے رہے.... تھوڑی دیر کے بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی پتہ چلا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں.... آپ نے ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی وہ بھی آکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے اور اپنی ہیئت میں آپ نے کوئی تبدیلی نہیں فرمائی.... تھوڑی دیر کے بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی.... آپ نے پوچھا کہ کون ہیں؟ پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں آپ نے فوراً اپنا تہبند نیچے کر کے اپنے پاؤں مبارک اچھی طرح ڈھک لئے.... پھر فرمایا کہ ان کو اندر بلا لو چنانچہ وہ بھی اندر آکر بیٹھ گئے....

ان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں

ایک صاحب یہ سب منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے اپنا تہبند نیچے نہیں کیا بلکہ ویسے ہی بیٹھے رہے جب حضرت فاروق اعظم تشریف لائے تب بھی آپ اسی طرح بیٹھے رہے لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے اپنی ہیئت میں تبدیلی پیدا فرمائی.... اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں....

www.besturdubooks.net

کامل الحیاء والایمان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاص وصف ''حیاء'' تھا.... اللہ تعالیٰ نے ''حیاء'' میں ان کو بہت اونچا مقام عطا فرمایا تھا اور آپ کا لقب ''کامل الحیاء والایمان'' تھا.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام صحابہ کے مزاجوں سے واقف تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جانتے تھے کہ ان کے اندر حیا بہت ہے اگرچہ گھٹنے تک پاؤں کھلا ہونا کوئی ناجائز بات نہیں تھی اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آنے پر بھی کھلا رکھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آنے پر بھی کھلا رکھا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنے پر یہ سوچا کہ چونکہ ان کی طبیعت میں حیاء زیادہ ہے اگر ان کے سامنے اسی طرح بیٹھا رہوں گا تو ان کی طبیعت پر ناگوار ہوگا اور ان کی طبیعت پر بار ہوگا.... اس وجہ سے ان کے اندر آنے سے پہلے پاؤں کو ڈھک لیا اور تہبند کو نیچے کر لیا....

وہ حضرات صحابہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے ان کے مزاجوں کی آپ نے اتنی رعایت فرمائی.... فرض کریں کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آنے پر اسی طرح بیٹھے رہتے جس طرح بیٹھے ہوئے تھے تو ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا شکوہ ہو سکتا تھا لیکن آپ نے اس بات کی تعلیم دے دی کہ تمہارے تعلق والوں میں جو شخص جیسا مزاج رکھتا ہو اس کیساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو.... دیکھئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کتنی باریک بینی سے اپنے رفقاء کے مزاجوں کا خیال فرمایا کرتے تھے....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزاج کی رعایت

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں نے خواب میں جنت دیکھی اور اس جنت میں ایک بڑا عالیشان محل بنا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر (رضی اللہ

www.besturdubooks.net

عنہ) کا محل ہے ان کے لئے تیار کیا گیا ہے.... وہ محل مجھے اتنا اچھا لگا کہ میرا دل چاہا کہ اندر چلا جاؤں اور اندر جا کر دیکھوں کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا محل کیسا ہے لیکن پھر اے عمر (رضی اللہ عنہ) تمہاری غیرت یاد آ گئی کہ تمہاری طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے غیرت بہت رکھی ہے' مجھے یہ خیال ہوا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے پہلے ان کے محل میں داخل ہو جانا اور اس کو دیکھنا ان کی غیرت کے مطابق نہیں ہوگا.... اس وجہ سے میں اس محل میں داخل نہیں ہوا.... جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو رو پڑے اور عرض کیا کہ:

او علیک یا رسول اللہ اغار

یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا' اگر غیرت ہے بھی تو وہ دوسروں کے حق میں ہے' کیا آپ پر غیرت کروں گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے محل میں کیوں داخل ہوئے....

ایک ایک صحابی کی رعایت کی

آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے لطیف پیرائے میں اپنے اصحاب کے مزاجوں کی رعایت کی.... یہ نہیں تھا کہ چونکہ ہم امام ہیں اور یہ ہمارے مقتدی ہیں ہم پیر ہیں اور یہ ہمارے مرید ہیں ہم استاد ہیں اور یہ ہمارے شاگرد ہیں لہٰذا سارے حقوق ہمارے ہو گئے اور ان کا کوئی حق نہ رہا.... لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک صحابی کے مزاج کی رعایت کر کے دکھائی....

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے مزاج کی رعایت

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا دل بھی چاہتا ہے کہ آپ کیساتھ اعتکاف میں بیٹھوں.... ویسے تو خواتین کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے خواتین کو اعتکاف کرنا ہو تو اپنے گھر میں کریں لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ اس لحاظ سے مختلف تھا کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں

www.besturdubooks.net

کھلتا تھا اب اگر ان کے گھر کے دروازے کے ساتھ ہی ان کی اعتکاف کی جگہ بنادی جاتی اور اس کے ساتھ ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی جگہ ہوتی تو کسی بے پردگی کا احتمال نہ ہوتا جب ضرورت ہوتی تو گھر میں چلی جاتیں اور پھر واپس آ کر اپنے اعتکاف میں بیٹھ جاتیں اس لئے اگر وہ مسجد میں اعتکاف فرماتیں تو کوئی خرابی لازم نہ آتی.... اسی وجہ سے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ میں آپ کے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتی ہوں تو آپ نے اجازت دے دی....

لیکن جب ۲۰ رمضان المبارک کی تاریخ آئی تو اس دن آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے جب واپس تشریف لائے اور مسجد نبوی میں پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں بہت سارے خیمے لگے ہوئے ہیں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ امہات المومنین کے خیمے ہیں.... جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اعتکاف کرنے کی اجازت مل گئی تو دوسری ازواج مطہرات نے چاہا کہ ہم بھی یہ سعادت حاصل کرلیں لہٰذا انہوں نے بھی اعتکاف کے لئے اپنے اپنے خیمے لگا دیئے....

اب اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ احساس ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ تو مختلف تھا اس لئے کہ ان کا گھر تو مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا اور دوسری ازواج مطہرات کے مکان تو مسجد نبوی سے دور ہیں اگر انہوں نے بھی اعتکاف کیا تو ان کا بار بار آنا جانا رہے گا اس میں بے پردگی کا احتمال ہے اور اس طرح خواتین کا مسجد کے اندر اعتکاف کرنا مناسب بھی نہیں ہے.... اس لئے آپ نے ان کے خیمے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

آلبر یردن؟ ''کیا یہ خواتین کوئی نیکی کرنا چاہتی ہیں؟''....

مطلب یہ تھا کہ اس طرح خواتین کا مسجد میں اعتکاف کرنا کوئی نیکی کی بات نہیں....

اس سال ہم بھی اعتکاف نہیں کریں گے

لیکن اب مشکل یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ اعتکاف کی اجازت دے چکے تھے اگرچہ ان کو اجازت دینے کی وجہ واضح تھی اور دوسری امہات المومنین میں وہ وجہ

www.besturdubooks.net

موجود نہیں تھی لیکن آپ نے سوچا کہ اگر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ باقی رکھوں گا اور دوسری امہات المومنین کو منع کر دوں گا تو ان کے مزاج پر بار ہوگا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو اجازت دے دی اور ہمیں اجازت نہ ملی.... لہٰذا جب آپ نے دوسری امہات المومنین کے خیمے اٹھوائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم بھی اپنا خیمہ اٹھا لو لیکن پھر خیال آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چونکہ پہلے صراحۃً اجازت دیدی گئی تھی اب اگر اچانک ان سے خیمے اٹھانے کو کہا جائے گا تو ان کی طبیعت پر بار ہوگا اس لئے ان کا خیال کرتے ہوئے آپ نے یہ اعلان فرما دیا کہ اس سال ہم بھی اعتکاف نہیں کریں گے چنانچہ اس سال آپ نے اعتکاف ہی نہیں فرمایا....

اعتکاف کی تلافی

بہر حال امہات المومنین کے مزاجوں کی رعایت کے نتیجے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ اٹھوا دیا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے اپنے ساتھ یہ معاملہ فرمایا کہ وہ معمول جو ساری عمر کا چلا آ رہا تھا کہ ہر رمضان المبارک میں آپ اعتکاف کیا کرتے تھے محض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل شکنی کے اندیشہ میں اس معمول کو توڑ دیا.... پوری حیات طیبہ میں یہ سال ایسا تھا جس میں آپ نے اعتکاف نہیں فرمایا لیکن بعد میں اس کی تلافی اس طرح فرمائی کہ اس سے اگلے سال دس دن کے بجائے بیس دن کا اعتکاف فرمایا....

یہ بھی سنت ہے

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی کیسی رعایتیں اپنے چھوٹوں کے ساتھ بھی فرمائیں اور ایک شرعی حکم کی وضاحت کے معاملے میں بھی ایسا طریقہ اختیار فرمایا جس سے دوسرے کی طبیعت پر بار نہ ہو حکم کی وضاحت بھی فرما دی اس پر عمل بھی کر لیا اور دوسروں کی دل شکنی سے بھی بچ گئے اور ساتھ میں آپ نے اپنے عمل سے یہ تعلیم بھی دے دی کہ جو عمل فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ

www.besturdubooks.net

مستحب ہے اگر آدمی کسی دل شکنی سے بچنے کے لئے اس مستحب کام کو مؤخر کر دے یا چھوڑ دے تو یہ عمل بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا حصہ ہے....

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ کا معمول

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہر رمضان میں یہ معمول تھا کہ جب عصر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تو مغرب تک اعتکاف کی نیت سے مسجد ہی میں قیام فرمایا کرتے تھے وہاں تلاوت' ذکر و اذکار' تسبیحات اور مناجات میں مشغول رہتے تھے اور جو باقی وقت ملتا تو آخر میں لمبی دعا فرمایا کرتے تھے اور وہ دعا افطار کے وقت تک جاری رہتی تھی.... حضرت والا اپنے متوسلین کو بھی یہ مشورہ دیا کرتے تھے کہ وہ بھی اپنا یہ معمول بنالیں کیونکہ اس کے اندر آدمی کا وقت مسجد میں گزر جاتا ہے اعتکاف کی فضیلت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور معمولات بھی پورے ہو جاتے ہیں اور آخر میں دعا کی توفیق بھی ہو جاتی ہے اور یہ دعا تو رمضان المبارک کا حاصل ہے اس لئے کہ اس وقت دن ختم ہو رہا ہوتا ہے اور افطار کا وقت قریب ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کی طبیعت میں شکستگی ہوتی ہے اور اس شکستگی کی حالت میں جو دعائیں کی جاتی ہیں وہ بڑی ہی قبول ہوتی ہیں.... حضرت والا اکثر اپنے متوسلین کو مشورہ دیا کرتے تھے بلکہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ایسا کر لیا کرو چنانچہ حضرت والا کے متوسلین میں اس طریقہ پر عمل اب بھی جاری ہے....

مسجد کے بجائے گھر پر وقت گزاریں

ایک مرتبہ حضرت والا کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق اپنا یہ معمول بنایا ہوا تھا کہ عصر سے لے کر مغرب تک کا وقت مسجد میں گزارتا اور وہاں بیٹھ کر تلاوت' ذکر و اذکار اور تسبیحات اور دعا میں مشغول رہتا' ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آپ سارا دن ویسے بھی باہر رہتے ہیں لے دیکر عصر کے بعد کا وقت ہوتا تھا اس میں ہم بیٹھ کر کچھ باتیں کر لیا کرتے تھے اور افطار کے وقت ایک ساتھ افطار کرنے کی راحت حاصل ہوتی تھی اب

www.besturdubooks.net

آپ نے چند روز سے یہ طریقہ اختیار کرلیا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد آپ مسجد میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور مغرب تک آپ وہیں رہتے ہیں اور عصر کے بعد اکٹھے بیٹھ کر بات چیت کرنے اور ایک ساتھ افطار کرنے کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا.... حضرت! اب کشمکش میں مبتلا ہوگیا ہوں کہ عصر کے بعد کا وقت مسجد میں گزارنے کا یہ معمول جاری رکھوں یا بیوی کے کہنے کے مطابق اس معمول کو چھوڑ دوں اور گھر پر وقت گزاروں.... حضرت والا نے ان کی بات سنتے ہی فرمایا کہ آپ کی بیوی ٹھیک کہتی ہے لہٰذا آپ ان کے کہنے کے مطابق مسجد میں وقت گزارنے کے بجائے گھر پر ہی وقت گزارا کریں اور گھر میں ان کے پاس بیٹھ کر جو تلاوت' ذکر واذکار کر سکتے ہیں کرلیا کریں اور پھر ایک ساتھ روزہ افطار کیا کریں....

تمہیں اس پر پورا ثواب ملے گا

پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ میں نے جو معمول بنایا تھا وہ زیادہ سے زیادہ مستحب عمل ہے اور جو بات ان کی بیوی نے کہی تو اس کے حقوق میں یہ بات داخل ہے کہ شوہر جائز حدود میں رہتے ہوئے اس کی دلداری کرے اور بعض اوقات یہ دلداری واجب ہو جاتی ہے لہٰذا اگر اس کا دل خوش کرنے کے لئے تم اپنا یہ معمول چھوڑ دو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس معمول کی برکات سے محروم نہیں فرمائیں گے اس لئے کہ اس کا دل رکھنے کے لئے اور اس کے مزاج کی رعایت کرنے کے لئے یہ معمول چھوڑا ہے انشاء اللہ تمہیں وہی اجر و ثواب حاصل ہوگا جو اس معمول کے پورا کرنے پر حاصل ہوتا....

وقت کا تقاضا دیکھئے

فرمایا کہ دین دراصل وقت کے تقاضے پر عمل کرنے کا نام ہے دیکھو اس وقت تم سے کیا مطالبہ ہے؟ اس وقت تم سے مطالبہ یہ ہے کہ اس ذکر کو چھوڑ و اور بیمار کی خدمت کرو اور یہ کام کرتے وقت یہ مت خیال کرو کہ جو ذکر و تسبیح کیا کرتے تھے۔

اس سے محرومی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ محروم نہیں فرمائیں گے کیونکہ ایک صحیح داعیے کے تحت تم نے ذکر واذکار چھوڑا ہے....

www.besturdubooks.net

بے جا اصرار نہ کریں

لہٰذا مزاجوں کی رعایت کرو اور کسی شخص کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت یہ دیکھو کہ میرے اس عمل سے اس شخص کے مزاج کے پیش نظر اس کی طبیعت پر کوئی گرانی تو نہیں ہو گی کوئی بار تو نہیں ہو گا اس کی رعایت رکھو اور یہ اصلاح معاشرت کی تعلیم کا بڑا عظیم باب ہے آج کل لوگ اس کا خیال نہیں کرتے مثلاً کسی کی طبیعت پر کوئی کام بہت بوجھ ہوتا ہے اب اگر آپ اس کو اس کام پر اصرار کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بیچارہ اصرار سے مغلوب ہو کر آپ کی بات مان لے لیکن آپ نے اس کی طبیعت پر جو بوجھ ڈالا اور جو گرانی آپ نے پیدا کی اور اس سے جو تکلیف اس کو پہنچی اس کا سبب آپ بنے' کیا معلوم اس کے سبب آپ گناہ میں مبتلا ہو گئے ہوں العیاذ باللہ....

سفارش اس طرح کی جائے

مثلاً آج کل سفارش کرانے کا سلسلہ چل پڑا ہے کسی دوسرے سے تعلقات کا ایک لازمی حصہ یہ ہے کہ ضرور وہ میری سفارش کرے اور سفارش کرنے کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت بہت یاد رہتی ہے کہ....

من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها

یعنی جو شخص اچھی سفارش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کام میں اس کا حصہ بھی لگا دیتے ہیں اور اچھی سفارش کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور واقعۃً بڑی فضیلت ہے لیکن لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ سفارش اس وقت باعث فضیلت ہے جب اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے سفارش کی جائے کہ جس سے سفارش کی جارہی ہے اس کی طبیعت پر بار نہ ہو اب اگر آپ نے ایک شخص کی رعایت اور اس کی دلداری کی خاطر اس کی سفارش تو کر دی لیکن جس کے پاس سفارش کی اس کی طبیعت پر ایک پہاڑ ڈال دیا وہ تو یہ سوچے گا کہ اتنا بڑا شخص مجھ سے سفارش کر رہا ہے اب اگر میں اس سفارش کو قبول کروں تو مشکل اس لئے کہ اس کی وجہ سے اپنے اصول اور قاعدے توڑنے پڑتے ہیں اور اگر سفارش قبول نہ کروں تو اس کی دل

www.besturdubooks.net

شکنی ہوتی ہے.... یہ سفارش نہ ہوئی یہ تو دباؤ ڈالنا ہوا.... لہٰذا دوسرے کے مزاج کی رعایت رکھتے ہوئے سفارش کرنی چاہئے....

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمیشہ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کسی کی سفارش کرتے تو یہ عبارت ضرور لکھتے کہ "اگر آپ کی مصلحت اور اصول کے خلاف نہ ہو تو آپ ان کا یہ کام کر دیجئے".... بعض اوقات یہ عبارت بھی بڑھا دیتے کہ "اگر آپ کی کسی مصلحت کے خلاف ہو اور آپ یہ کام نہ کریں تو مجھے ادنیٰ ناگواری نہیں ہوگی".... یہ عبارت اس لئے لکھ دیتے تاکہ اس کے دل پر بوجھ نہ ہو.... یہ ہے سفارش کا طریقہ....

ایک صاحب میرے پاس آئے اور تعلقات کی مد میں کہنے لگے کہ دیکھو بھائی! میں تم سے ایک کام کہنا چاہتا ہوں میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے کہ ایسے نہیں بلکہ پہلے یہ وعدہ کرو کہ یہ کام کرو گے میں نے کہا کہ جب تک مجھے پتہ نہیں کہ وہ کام کیا ہے میں کیسے وعدہ کرلوں کہ میں یہ کام کروں گا وہ کہنے لگے کہ نہیں پہلے وعدہ کرو کہ میرا وہ کام کرو گے میں نے کہا کہ اگر وہ کام ایسا ہوا جو میرے بس میں نہ ہو تو پھر کیا کروں گا.... کہنے لگے کہ وہ کام آپ کے بس میں ہے.... میں نے کہا بتا تو دیں کہ وہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے کہ میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک آپ یہ وعدہ نہ کریں کہ میں یہ کام کروں گا....

میں نے ان کو ہزار سمجھایا کہ پہلے اس کام کی کچھ تفصیل تو معلوم ہو تو وعدہ کروں' ایسے کیسے وعدہ کرلوں کہنے لگے کہ اگر آپ انکار کر رہے ہیں تو یہ تعلقات کے خلاف بات ہوگی....

اب آپ بتائیے کہ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ یہ تو ایک شخص کو دباؤ میں ڈالنا ہے کہ جب تک اس کام کو کرنے کا وعدہ نہیں کرو گے اس وقت تک بتائیں گے بھی نہیں.... چنانچہ آج کے تعلقات کا یہ لازمی حصہ ہے کہ آدمی دوسرے کی سفارش کرے.... حالانکہ یہ بات اسلامی آداب معاشرت کے قطعی خلاف ہے.... اس لئے کہ آپ نے ایک آدمی کو ذہنی کشمکش میں مبتلا کر دیا اور بلاوجہ ایک آدمی کو کشمکش اور ذہنی پریشانی میں ڈالنا گناہ ہے....

www.besturdubooks.net

تعلق رسمیات کا نام ہو گیا ہے

آج کل تعلق اور محبت صرف ''رسمیات'' کا نام ہو گیا ہے.... اب اگر وہ ''رسمیات'' پوری ہو رہی ہیں تو تعلقات کا حق ادا ہو رہا ہے اور اگر ''رسمیات'' پوری نہیں ہو رہی ہیں تو تعلقات کا حق ہی ادا نہ ہوا مثلاً اگر کسی کو دعوت دی تو بس اب اس کے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ضرور اس دعوت کو قبول کریں.... اس کا احساس نہیں کہ اس دعوت کی وجہ سے وہ کتنی دور سے آئے گا کتنی تکلیف اٹھا کر اس دعوت میں شرکت کرے گا اس کے حالات دعوت قبول کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں.... اس سے اس دعوت دینے والے کو کوئی بحث نہیں اس کو تو دعوت ضرور دینی ہے اور اس کو بلانا ہے....

محبت نام ہے محبوب کو راحت پہنچانے کا

آج ان رسمیات نے صرف ہمارے معاشرے کو تباہ کر رکھا ہے بلکہ دین کے اخلاق و آداب سے بھی ہمیں دور کر دیا ہے.... حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی ہے' اگر اللہ تعالیٰ یہ بات ہمارے دلوں میں اتار دے تو ہمارے سارے کام سنور جائیں' فرمایا کہ ''محبت نام ہے محبوب کو راحت پہنچانے کا'' جس سے محبت ہے اس کو آرام پہنچاؤ اپنی من مانی کرنے اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کا نام محبت نہیں.... اگر محبت کرنے والا عاشق نادان اور بیوقوف ہو تو اس کی محبت سے محبوب کو تکلیف پہنچ جاتی ہے لیکن ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق یہ ہے کہ محبت سے تکلیف پہنچنے کے کوئی معنی نہیں ہیں اگر تم کو کسی سے محبت ہے تو اس کو تکلیف مت پہنچاؤ بلکہ راحت پہنچاؤ چاہے اپنے جذبات کو قربان کرنا پڑے لیکن راحت پہنچاؤ....

یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تشریح ہو رہی ہے کہ **خالقوا الناس باخلاقھم** لوگوں کے ساتھ ان کے مزاج کے مطابق معاملہ کرو' جس سے معاملہ کرنے جا رہے ہو پہلے یہ دیکھ لو کہ اس کا مزاج کیا ہے.... اس کے مزاج پر یہ بات بار تو نہیں ہو گی ناگوار تو نہیں ہو گی.... اور یہ چیز بزرگوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہمارا تو

www.besturdubooks.net

یہی تجربہ ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ میں لوگوں کی اس طرح تربیت فرمائی کہ لوگوں کے مزاج کی کس طرح رعایت رکھی جاتی ہے....لوگوں کے ایک ایک عمل پر نگاہ رکھی اوران کو یہ تعلیم دی کہ اس موقع پر آپ کو یہ عمل کرنا چاہئے....

یہ آداب المعاشرت کے سلسلے کی آخری حدیث تھی اس میں سارے احکام اور سارے آداب کی بنیادیں بیان فرمادی ہیں کہ اپنی ذات سے دوسروں کوادنیٰ تکلیف نہ پہنچے....اس بات کا آدمی اہتمام اور دھیان کرے ہر کام کرنے سے پہلے آدمی یہ سوچے کہ اس کام سے دوسروں کو تکلیف تو نہیں پہنچے گی اور دوسرے کی مزاج کی رعایت کرے....

ایک شاعر گزرے ہیں جن کا نام ہے ''جگر مرادآبادی مرحوم'' یہ بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں پہنچ گئے تھے ان کا ایک شعر بڑے کام کا ہے اگر یہ شعر ہمارا لائحہ عمل بن جائے تو یہ سارے اسلامی آداب معاشرت کا خلاصہ ہے....وہ یہ ہے کہ

اس نفع و ضرر کی دنیا میں   یہ ہم نے لیا ہے درس جنوں
اپنا تو زیاں منظور سہی   اوروں کا زیاں منظور نہیں

یعنی اس دنیا میں سارے کام اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق نہیں ہوتے لیکن اس دنیا کے کام اپنی طبیعت کے خلاف ہوجائیں اور اپنے اوپر مشقت اٹھالیں اور اپنی طرف سے قربانی دے دیں تو یہ ہمیں منظور ہے لیکن دوسروں کو ہم سے کوئی مالی، جانی، ذہنی، نفسیاتی نقصان پہنچ جائے تو یہ ہمیں منظور نہیں.... یہ ہی سارے دین کی تعلیم ہے اور یہی آداب معاشرت کا خلاصہ ہے....

(اصلاحی خطبات ج۹)

www.besturdubooks.net

افتراقِ امت کے اسباب

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے طبقات اہلِ دین واصلاح اور دینی خدمات انجام دینے والوں کے مابین جو تفرقہ آج پایا جاتا ہے وہ عموماً انہیں حقائق کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے....

اب میں ان اسباب وعوامل کو پیش کرتا ہوں جو میرے غور وفکر کی حد تک مسلمانوں میں باہمی آویزش اور شقاق وجدال کا سبب بنے ہوئے ہیں اور افسوس اس کا ہے کہ اس کو خدمت دین سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے....

غلو: میرے نزدیک اس جنگ وجدل کا ایک بہت بڑا سبب فروعی اور اجتہادی مسائل میں تحزب وتعصب اور اپنی اختیار کردہ راہِ عمل کے خلاف کو عملاً باطل اور گناہ قرار دینا اور اس پر عمل کرنے والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا ہے جو اہلِ باطل اور گمراہوں کے ساتھ کرنا چاہیے تھا.... اس پر تمام امت کا اتفاق بھی ہے اور عقلاً اس کے سوا کوئی صورت بھی دین پر عمل کرنے کی نہیں ہے کہ جو لوگ خود درجہ اجتہاد کا نہیں رکھتے وہ اجتہادی مسائل میں کسی امام مجتہد کی اتباع کریں اور جن لوگوں نے اپنے نفس کو آزادی اور ہوا پرستی سے روکنے کے لیے دینی مصلحت سمجھ کر کسی ایک امام مجتہد کا اتباع اختیار کر لیا ہے وہ قدرتی طور پر ایک جماعت بن جاتی ہے.... اسی طرح دوسرے مجتہد کا اتباع کرنے والے ایک دوسری جماعت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں.... اگر جماعت بندی مثبت انداز میں صرف اجتہادی مسائل کی حد تک اپنی تعلیمی اور عملی آسانیوں کے لیے ہو تو نہ اس میں کوئی مضائقہ ہے نہ کوئی تفرقہ اور نہ ملت کے لیے اس میں مضرت....

www.besturdubooks.net

1۔ مضرت رساں اور تباہ کن ایک منفی پہلو تو اس کا یہ ہے کہ اپنی رائے اور اختیار سے اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ جنگ و جدل...... اور دوسرے ان فروعی مسائل کی بحثوں میں غلو...... کہ سارا علم و تحقیق کا زور...... اور بحث و تحمیص کی طاقت...... اور عمر کے اوقاتِ عزیز...... ان ہی بحثوں کی نذر ہو جائیں.... اگرچہ ایمان و اسلام کے بنیادی اور قطعی اجماعی مسائل مجروح ہو رہے ہوں، کفر والحاد دنیا میں پھیل رہا ہو.... سب سے صرفِ نظر کر کے ہمارا علمی مشغلہ یہی فروعی بحثیں بنی رہیں، جن کے متعلق مذکورۃ الصدر تفصیل میں ابھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ ان میں ہزار تحقیقات کے بعد بھی بات اس سے آگے نہیں بڑھتی کہ یہ راجح ہے اور اس کے خلاف مرجوح اور اس راجح مرجوح کا بھی یقینی فیصلہ نہ دنیا میں ہو سکتا ہے نہ برزخ میں ان کا سوال ہوگا نہ محشر میں اس راجح مرجوح کا اعلان ہوگا....

2۔ اسی طرح نہ ان مسائل میں اختلاف رکھنے والوں پر نکیر کرنا درست ہے نہ ان کو خطا کار مجرم ٹھہرانا صحیح ہے.... اس وقت ہماری قوم کا برگزیدہ ترین طبقہ علماء فقہاء کا خصوصاً جو تعلیم و تصنیف میں مشغول ہیں، ان کی شبانہ روز مشغولیت کا جائزہ لیا جائے تو بیشتر حضرات کی علمی تحقیقات اور سعی و عمل کی ساری توانائی ان ہی فروعی بحثوں میں محدود نظر آئے گی....

لمحہ فکریہ

ان میں بعض حضرات کا غلو تو یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ اپنے سے مختلف رائے رکھنے والوں کی نماز کو فاسد اور ان کو تارکِ قرآن سمجھ کر اپنے مخصوص مسلک کی اس طرح دعوت دیتے ہیں، جیسے کسی منکر اسلام کو اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو اور اسی کو دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھے ہوئے ہیں....

معلوم نہیں کہ یہ حضرات اسلام کی بنیادوں پر چاروں طرف سے حملہ آور طوفانوں سے باخبر نہیں یا جان بوجھ کر اغماض کرتے ہیں.... اس وقت جب کہ ایک طرف تو کھلے ہوئے کفر،...... عیسائیت...... اور کمیونزم...... نے پورے اسلامی ممالک اور اسلامی حلقوں پر گھیرا ڈالا ہوا ہے اور یہ دونوں کفر طوفانی رفتار کے ساتھ اسلامی ممالک میں پھیل رہے

www.besturdubooks.net

ہیں.... صرف پاکستان میں ہزاروں کی تعداد ہر سال مرتد ہو جاتی ہے.... دوسرف طرف کفر نفاق اور الحاد خود اسلام کا نام لینے والوں میں کہیں قادیانیت اور مرزائیت کے لباس میں، کہیں پرویزیت اور انکار حدیث کے عنوان سے...... کہیں مغرب سے لائی ہوئی اباحیت اور تمام محرمات شرعیہ کو حلال کرنے کے طریقے سے...... ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں اور یہ الحاد، کفر و نفاق پہلے کفر سے اس لیے زیادہ خطرناک ہے کہ اسلام اور قرآن کے عنوان کے ساتھ آتا ہے، جن کے دام میں سیدھے سادے جاہل عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے، ہمارے نو تعلیم یافتہ نوجوان بہ کثرت اس لیے آجاتے ہیں کہ نئی تعلیم اور نئی معاشرت نے ان کو دینی تعلیم اور اسلامی اصول سے اتنا دور پھینک دیا ہے کہ وہ مادی علوم وفنون کے ماہر کہلانے کے باوجود مذہب اور دین کی ابتدائی معلومات سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں اور کھلے چھپے کفر کی ان ساری اقسام سے بھی اگر کچھ خوش نصیب مسلمان بچ جائیں تو فحاشی،...... عریانی،...... ننگے ناچ،...... رقص وسرور کی محفلوں،...... اور گھر گھر ریڈیو کے ذریعہ فلمی گانوں اور سینماؤں کی زہریلی فضاؤں سے کون ہے جو بچ نکلے؟

اسلام اور قرآن کا نام لینے والے مسلمان آج سارے جرائم اور بداخلاقیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہمارے بازار جھوٹ،...... فریب،...... سود،...... قمار سے بھرے ہوئے ہیں اور ان کے چلانے والے کوئی یہودی نہیں، ہندو نہیں، اسلام کے نام لیوا ہیں.... ہمارے سرکاری محکمے رشوت،...... ظلم و جور،...... کام چوری،...... بے رحمی...... اور سخت دلی کی تربیت گاہیں بنے ہوئے ہیں اور ان کے کارفرما بھی نہ انگریز ہیں نہ ہندو، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لینے والے.... روزِ آخر پر ایمان کا دعویٰ رکھنے والے ہیں.... ہمارے عوام دین سے کورے، جہالتوں میں ڈوبے ہوئے، دین کے فرائض و واجبات سے بے گانہ، مشرکانہ رسموں اور کھیل تماشوں کے دلدادہ ہیں....

ان حالات میں کیا ہم پر یہ واجب نہیں کہ ہم غور وفکر سے کام لیں اور سوچیں کہ اس وقت ہمارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ اور توقع اہلِ علم سے کیا ہوگی؟

www.besturdubooks.net

اور اگر محشر میں آپ نے ہم سے سوال کر لیا کہ میرے دین اور شریعت پر اس طرح کے حملے ہو رہے تھے.... میری امت اس بدحالی میں مبتلا تھی.... تم وراثتِ نبوت کے دعویدار کہاں تھے؟ تم نے وراثت کا کیا حق ادا کیا؟

کیا ہمارا یہ جواب کافی ہو جائے گا کہ ہم نے رفع یدین کے مسئلے پر ایک کتاب لکھی تھی یا کچھ طلباء کو شرح جامی کی بحث حاصل و محصول خوب سمجھائی تھی یا حدیث میں آنے والے اجتہادی مسائل پر بڑی دل چسپ تقریریں کی تھیں یا صحافیانہ زورِ قلم اور فقرہ بازی کے ذریعے دوسرے علماء و فضلاء کو خوب ذلیل کیا تھا؟

اصولِ اسلام کی حفاظت کی فکر کریں

فروعی اور اجتہادی مسائل میں بحث و تمحیص کو مذموم چیز نہیں.... اگر وہ اپنی حد کے اندر اخلاص سے اللہ کے لیے ہوتی.... لیکن جہاں ہم اسلام و ایمان کی بنیادیں متزلزل کر دینے والے فتنوں کی خبر سنتے ہیں.... اللہ و رسول کے احکام کی خلاف ورزی بل کہ استہزاء و تمسخر اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں.... مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی تو اس کی کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ فروعی بحثیں ہم اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے کر رہے ہیں....

اگر ان میں کچھ للّٰہیت اور اخلاص ہوتا تو ہم ان حالات کے تحت اسلام اور دین کے تقاضوں کو پہچانتے اور فروع سے زیادہ اصول اسلام کی حفاظت میں لگے ہوتے.... ہم نے تو گویا علمی اور دینی خدمات کو انہیں فروعی مباحث میں منحصر سمجھ رکھا ہے اور سعی و عمل کی پوری توانائی اسی پر لگا رکھی ہے.... اسلام کے اصولی اور بنیادی مسائل اور ایمان کی سرحدوں کو دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی چھوڑ دیا ہے.... لڑنا کس محاذ پر چاہیے تھا اور ہم نے طاقت کس محاذ پر لگا دی.... ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ“ یہ تو تخریب و تعصب کے غلو کا نتیجہ ہے....

اسی کے ساتھ دوسری ہماری غلطی ان اجتہادی مسائل میں اختلاف کے حدود کو توڑ کر تفرق و تشتت اور جنگ و جدل اور ایک دوسرے کے ساتھ تمسخر و استہزاء تک پہنچ جانا ہے، جو کسی شریعت و ملت میں روا نہیں اور افسوس ہے کہ یہ سب کچھ خدمت علمِ دین کے نام پر کیا جاتا ہے

www.besturdubooks.net

اور جب یہ معاملہ ان علماء کے متبعین عوام تک پہنچتا ہے تو وہ اس لڑائی کو ایک جہاد قرار دے کر لڑتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس قوم کا جہاد خود اپنے ہی دست و بازو سے ہونے لگے اس کو کسی غنیم کی مدافعت اور کفر والحاد کے ساتھ جنگ کی فرصت کہاں....(وحدت امت:۲۹،۳۰)....

ہر دینی کام کرنے والے کو اپنا شریکِ کار سمجھیں

ہماری دینی جماعتیں جو تعلیم دین یا ارشاد و تلقین یا دعوت و تبلیغ اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے قائم ہیں اور اپنی اپنی جگہ مفید خدمات بھی انجام دے رہی ہیں ان میں بہت سے علماء و صلحاء اور مخلصین کام کر رہے ہیں اگر یہی متحد ہو کر تقسیم کار کے ذریعہ دین میں پیدا ہونے والے تمام رخنوں کے انسداد کی فکر اور امکانی حد تک باہم تعاون کرنے لگیں اور اقامت دین کے مشترک مقصد کی خاطر ہر جماعت دوسری کو اپنا دست و بازو سمجھے اور دوسروں کے کام کی ایسی ہی قدر کریں جیسی اپنے کام کی کرتے ہیں تو یہ مختلف جماعتیں اپنے نظام میں الگ رہتے ہوئے بھی اسلام کی ایک عظیم الشان طاقت بن سکتی ہیں اور تقسیمِ عمل کے ذریعہ اکثر دینی ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہیں....

مگر عموماً یہ ہو رہا ہے کہ ہر جماعت نے جو اپنے سعی و عمل کا ایک دائرہ نظام عمل بنایا ہے.... عملی طور پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدمتِ دین کو اسی میں منحصر سمجھ رہے ہیں.... گو زبان سے نہ کہیں دوسری جماعتوں سے اگر جنگ و جدل بھی نہیں تو بے قدری ضرور دیکھی جاتی ہے....اس کے نتیجہ میں ان جماعتوں میں بھی ایک قسم کا پایا جاتا ہے....

غور کرنے سے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصد سب کا اگرچہ دین کی اشاعت، حفاظت اور مسلمانوں کی علمی، عملی اخلاقی اصلاح ہی ہے لیکن اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کسی نے ایک دارالعلوم قائم کر کے تعلیم دین کی اہم خدمات انجام دیں.... کسی نے ایک تبلیغی جماعت بنا کر رشد و ہدایت کا فرض ادا کیا.... کسی نے کوئی انجمن بنا کر احکام دین کی نشر و اشاعت کا تحریری انتظام کیا.... کسی نے فتویٰ کے ذریعہ خلقِ خدا کو ضروری احکام بتانے کے لیے دارالافتاء قائم کیا.... کسی نے اسلام کے مخالف ملحدانہ تلبیسات کے جواب کے لیے

www.besturdubooks.net

تصنیفات کا یا ہفتہ واری، ماہواری رسالہ اخبار کا سلسلہ جاری کیا.... یہ سب کام اگرچہ صورت میں مختلف ہیں.... مگر درحقیقت ایک ہی مقصد کے اجزاء ہیں.... ان مختلف محاذوں پر جو مختلف جماعتیں کام کریں گی یہ ضرور ہے کہ ہر ایک کا نظامِ عمل مختلف ہوگا.... اس لیے ہر جماعت نے بجا طور پر سہولت کے لئے اپنے اپنے مزاج و مذاق اور ماحول کے مطابق ایک نظامِ عمل اور اس کے اصول وقواعد بنا رکھے ہیں اور ہر جماعت ان کی پابند ہے....

یہ ظاہر ہے کہ اصل مقصد تو منصوص اور قطعی اور قرآن وسنت سے ثابت ہے اس سے انحراف کرنا قرآن وسنت کی حدود سے نکلنا ہے.... لیکن یہ اپنا بنایا ہوا نظامِ عمل اور اس کے تنظیمی اصول وقواعد نہ منصوص ہیں، نہ ان کا اتباع ازروئے شرع ہر ایک کے لیے ضروری ہے.... بلکہ جماعت کے ذمہ داروں نے سہولت عمل کے لیے ان کو اختیار کر لیا ہے.... ان میں حسبِ ضرورت تبدیلیاں وہ خود بھی کرتے رہتے ہیں اور حالات اور ماحول بدلنے پر اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا نظامِ عمل بنا لینا بھی کسی کے نزدیک ناجائز یا مکروہ نہیں ہوتا.... مگر اس میں علمی غلو تقریباً ہر جماعت میں یہ پایا جاتا ہے کہ اپنے مجوزہ نظامِ عمل کو مقصد منصوص کا درجہ دے دیا گیا.... جو شخص اس نظامِ عمل میں شریک نہیں اگرچہ مقصد کا کتنا ہی عظیم کام کر رہا ہو اس کو اپنا بھائی اپنا شریک کار نہیں سمجھا جاتا اور اگر کوئی شخص اس نظامِ عمل میں شریک تھا پھر کسی وجہ سے اس میں شریک نہ رہا تو عملاً اسے اصل مقصد اور دین سے منحرف سمجھ لیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو دین سے انحراف کرنے والوں کے ساتھ ہونا چاہیے.... اگرچہ وہ اصل مقصد یعنی اقامتِ دین کی خدمت پہلے سے بھی زیادہ کرنے لگے اس غلو کے نتیجہ میں وہی تحزب وتعصب اور گروہ بندی کی آفتیں اچھے خاصے دین دار لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہیں جو جاہلی عصبیتوں میں مبتلا لوگوں میں پائی جاتی ہیں.... (وحدتِ امت: ص۳۲،۳۴)

اہل علم کو مفتی اعظم رحمہ اللہ کی اہم نصیحت

ائمہ کرام سے عاجزانہ گزارش ہے کہ اس مضمون کو پڑھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ کر خوب گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ اے اللہ! حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع

www.besturdubooks.net

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مضمون کو ہمارے دلوں کی گہرائی میں اتار دے اور عملی طور سے ہمیں عوام میں دین پھیلانے کا ذریعہ بنا دے اور ہماری مسجد کے آس پاس تمام گھروں میں پورا کا پورا دین زندہ فرما دے، فرمایا:

”سیاسی اور اقتصادی میدان اور اعزاز و منصب کی دوڑ میں بے اعتدالیوں کی روک تھام تو سردست ہمارے بس میں نہیں، لیکن خود دین و مذہب کے لیے کام کرنے والی جماعتوں کے نظریاتی اور نظامی اختلافات اشتراک مقصد کی خاطر معتدل کیے جاسکتے ہیں....اگر ہم اسلام کے بنیادی اصول کی حفاظت اور الحاد و بے دینی کے سیلاب کی مدافعت کے اہم مقصد کو صحیح معنوں میں مقصد اصلی سمجھ لیں تو یہ وہ نقطہ وحدت ہے کہ جس پر مسلمانوں کے سارے فرقے ساری جماعتیں جمع ہو کر کام کرسکتی ہیں اور اسی وقت اس سیلاب کے مقابلہ میں کوئی مؤثر کام انجام پاسکتا ہے....لیکن حالات کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ یہ مقصد اصلی ہی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے اس لیے ہماری ساری توانائی اور علمی و تحقیق کا زور آپس کے اختلافی مسائل پر صرف ہوتا ہے....وہی ہمارے وعظوں......، جلسوں......، رسالوں اور اخباروں کا موضوع بحث بنتے ہیں....ہمارے اس عمل سے عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دین اسلام صرف ان دو چیزوں کا نام ہے اور جس رخ کو انھوں نے اختیار کرلیا ہے اس کے خلاف کو گمراہی اور اسلام دشمنی سے تعبیر کرتے ہیں.... جس کے نتیجہ میں ہماری وہ طاقت جو کفر و الحاد اور بے دینی اور معاشرہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی کے مقابلہ پر خرچ ہوتی، آپس کے جنگ و جدل میں خرچ ہونے لگتی ہے....

اسلام و ایمان ہمیں جس محاذ پر لڑنے اور قربانی دینے کے لیے پکارتا ہے وہ محاذ دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی پڑا نظر آتا ہے....ہمارا معاشرہ سماجی برائیوں سے پر ہے....اعمال و اخلاق برباد ہیں....معاملات و معاہدات میں فریب ہے....سود،...... قمار بازی،...... شراب،......خنزیر،...... بے حیائی اور بدکاری ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر چھا گئے ہیں.... سوال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جائز وارث اور ملک و ملت کے نگہبانوں کو آج بھی اپنے سے نظریاتی اختلاف رکھنے والوں پر جتنا غصہ آتا ہے، اس سے آدھا بھی ان خدا کے باغیوں پر کیوں نہیں آتا؟ اور آپس کے نظریاتی اختلاف کے وقت جس جوش ایمانی کا اظہار

www.besturdubooks.net

ہوتا ہے، وہ ایمان کے اس اہم محاذ پر کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟

ہمارا زورِ زبان اور زورِ قلم جس شان سے اپنے اختلافی مسائل میں جہاد کرتا ہے اس کا کوئی حصہ سرحدات اور اصولِ ایمانی پر ہونے والی یلغار کے مقابلہ میں کیوں صرف نہیں ہوتا؟ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی کوششوں کے بالمقابل ہم سب بنیان مرصوص کیوں نہیں بن جاتے؟

آخر ہم اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ بعثتِ انبیاء علیہم السلام اور نزولِ قرآن کا وہ مقصدِ عظیم جس نے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور جس نے غیروں کو اپنا بنایا جس نے اولادِ آدم کو بہیمیت سے نکال کر انسانیت سے سرفراز کیا اور جس نے ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا.... کیا وہ صرف یہی مسائل تھے، جن میں ہم الجھ کر رہ گئے ہیں؟ اور کیا دوسروں کو ہدایت پر لانے کا طریق اور پیغمبرانہ دعوت کا یہی عنوان تھا جو آج ہم نے اختیار کر رکھا ہے؟

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (الحدید:۱٦)

ترجمہ: ”کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر اور اس کے نازل کیے ہوئے حق کی طرف جھک جائیں....“

آخر وہ کون سا وقت آئے گا، جب ہم اپنے نظریات اور نظامی مسائل سے ذرا آگے بڑھ کر اصولِ اسلام کی حفاظت اور بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کو اپنا اصلی فرض سمجھیں گے.... ملک میں عیسائیت اور کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی خبر لیں گے، قادیانیت کے انکارِ حدیث اور تحریف دین کے لیے قائم شدہ اداروں کا پیغمبرانہ دعوت و اصلاح کے ذریعے مقابلہ کریں گے....

اور اگر ہم نے یہ نہ کیا اور محشر میں ہمارے ماویٰ اور ملجا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ سوال فرمالیا کہ میری شریعت اور میرے دین پر یہ حملے ہو رہے تھے.... اسلام کے نام پر کفر پھیلایا جا رہا تھا.... میری امت کو میرے دشمنوں کی امت بنانے کی کوشش مسلسل جاری تھی.... قرآن و سنت کی کھلے طور پر تحریف کی جا رہی تھی.... خدا اور رسول کی نافرمانی اعلانیہ کی جا رہی تھی.... تم مدعیانِ علم کہاں تھے؟ تم نے اس کے مقابلہ پر کتنی محنت اور قربانی پیش کی؟ کتنے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستے پر لگایا.... تو آج ہمیں سوچ لینا چاہئے کہ ہمارا کیا جواب ہوگا؟

www.besturdubooks.net

راہِ عمل

اس لیے ملت کا درد اور اسلام وایمان کے اصول ومقاصد پر نظر رکھنے والے حضرات علماء سے میری (یعنی حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کی) دردمندانہ گزارش یہ ہے کہ مقصد کی اہمیت اور نزاکت کو سامنے رکھ کر سب سے پہلے تو اپنے دلوں میں اس کا عہد کریں کہ اپنی علمی وعملی صلاحیت اور زبان وقلم کے زور کو زیادہ سے زیادہ اس محاذ پر لگائیں، جس کی حفاظت کے لیے قرآن وحدیث آپ کو بلا رہے ہیں....

1۔ علماء کرام اس بات کا عہد بھی کیجیے اور فیصلہ بھی کہ اس کام کے لیے اپنے موجودہ مشاغل میں سے زیادہ سے زیادہ وقت نکالیں گے....

2۔ دوسرے یہ کہ آپس کے نظریاتی اور اجتہادی اختلاف کو صرف اپنے اپنے حلقہ درس...... اور تصنیف و تالیف...... اور فتوے تک محدود رکھیں گے.... عوامی جلسوں......، اخباروں......، اشتہاروں......، باہمی مناظروں...... اور جھگڑوں کے ذریعہ ان کو نہ اچھالیں گے.... ان حلقوں میں بھی پیغمبرانہ اصولِ دعوت واصلاح کے تابع دل خراش عنوان اور طعن وتشنیع، استہزاء وتمسخر اور صحافیانہ فقرہ بازی سے گریز کریں گے....

3۔ تیسرے یہ کہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی بیماریوں کی اصلاح کے لیے دل نشین عنوان اور مشفقانہ لب ولہجہ کے ساتھ کام شروع کردیں گے....

4۔ چوتھے یہ کہ الحاد و بے دینی اور تحریف قرآن وسنت کے مقابلہ کے لیے پیغمبرانہ اصول دعوت کے تحت حکیمانہ تدبیروں...... مشفقانہ ونصیحانہ بیانوں...... اور دل نشیں دلائل کے ذریعہ...... "مُجَادَلَةٌ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" کے ساتھ اپنے زورِ بیان اور زورِ قلم کو وقف کردیں گے...." (وحدت امت: ۴۴، ۴۵)

شیخ الہند رحمہ اللہ کی نظر میں اختلافاتِ اُمت کا سبب اور حل

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہ مالٹا کی جیل میں چار سالہ قید سے رہائی کے بعد دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء کے ایک مجمع کے

www.besturdubooks.net

سامنے ایک اہم بات ارشاد فرمائی....

جو لوگ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے واقف ہیں، وہ اس سے بھی بے خبر نہیں ہیں کہ ان کی یہ قید و بند عام سیاسی لیڈروں کی قید نہ تھی.... جنگ آزادی میں اس درویش کی ساری تحریکات صرف رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے لیے، امت کی صلاح و فلاح کے گرد گھومتی تھیں.... مسافرت اور انتہائی بے کسی کے عالم میں گرفتاری کے وقت جو جملہ ان کی زبان مبارک پر آیا تھا، ان کے عزم اور مقصد کا پتہ دیتا ہے.... فرمایا....

الحمدللہ بمصیبتے گرفتار، نہ بمعصیتے....

جیل کی تنہائی میں ایک روز مغموم دیکھ کر بعض رفقاء نے کچھ تسلی کے الفاظ کہنا چاہے تو فرمایا:

''اس تکلیف کا کیا غم ہے، جو ایک دن ختم ہو جانے والی ہے؟ غم اس کا ہے کہ یہ تکلیف و محنت اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول بھی ہے یا نہیں....''

مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات بعد عشاء دارالعلوم میں تشریف فرما تھے.... علماء کا بڑا مجمع سامنے تھا.... اس وقت فرمایا کہ ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں....

یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہو گیا کہ اس استاذ العلماء درویش نے اَسی سال علماء کو درس دینے کے بعد آخر عمر میں جو سبق سیکھے ہیں وہ کیا ہیں؟

فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے:

ایک ان کا قرآن کریم کو چھوڑ دینا....

دوسرا آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی....

اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے.... بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کیے جائیں.... بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے....

www.besturdubooks.net

نباضِ امت نے ملتِ مرحومہ کے مرض کی جو تشخیص اور تجویز فرمائی تھی، باقی ایامِ زندگی میں ضعف وعلالت اور ہجومِ مشاغل کے باوجود اس کے لیے سعی پیہم فرمائی.... بذات خود درسِ قرآن شروع کرایا.... جس میں تمام علمائے شہر اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے علماء بھی شریک ہوتے تھے اور عوام بھی.... اس ناکارہ (یعنی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کو اس درس میں شرکت کا شرف حاصل رہا ہے.... مگر اس واقعہ کے بعد حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی عمر ہی گنتی کے چند ایام تھے....

اختلافِ رائے کی حدود

اختلافِ رائے کچھ مذموم نہیں.... اگر اپنی حدود کے اندر ہو.... انسان کی فطرت میں اس کے پیدا کرنے والے نے عین حکمت کے مطابق ایک مادہ غصہ اور مدافعت کا بھی رکھا ہے اور وہ انسان کی بقا و ارتقا کے لیے ضروری ہے.... مگر یہ مادہ دشمن سے مدافعت کے لیے رکھا ہے.... اگر اس کا رخ دوسری طرف ہو جائے، خواہ اس لیے کہ دشمن کو پہچاننے اور متعین کرنے میں غلطی ہوگئی ہو یا کسی دوسری وجہ سے.... بہر حال جب دشمن کا رخ بدلے گا تو یہ خود اپنی تباہی کا ذریعہ بنے گا.... اسی لیے قرآنِ کریم نے مؤمن کے لیے پوری وضاحت کے ساتھ اس کا رخ متعین فرما دیا ہے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (الفاطر:٦)

شیطان تمہارا دشمن ہے، اس کو ہمیشہ دشمن سمجھتے رہو، جس کا حاصل یہ ہے کہ مؤمن کے غصے اور لڑائی کا مصرفِ صحیح صرف شیطان اور شیطانی طاقتیں ہیں.... جب اس کی جنگ کا رخ اس طرف ہوتا ہے تو وہ جنگ قرآن کی اصطلاح میں جہاد کہلاتی ہے جو اعظم عبادات میں سے ہے.... حدیث میں فرمایا: "ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ...." (جامع الترمذی)

یعنی اسلام میں سب سے اعلیٰ کام جہاد ہے، لیکن اگر اس جنگ کا رخ ذرا اس طرف سے ہٹا تو یہ جہاد کے بجائے فساد کہلاتی ہے، جس سے بچانے ہی کے لیے اللہ کے سارے رسول اور کتابیں آئی ہیں.... شکل وصورت کے اعتبار سے جہاد اور فساد میں کوئی فرق نہیں

www.besturdubooks.net

ہوتا....وہ کانٹا جہاں سے یہ لائنیں بدلتی ہیں، صرف یہ ہے کہ اس کا رخ شیطان اور شیطانی طاقتوں کی طرف ہے تو جہاد ہے ورنہ فساد....

دوقومی نظریہ، جس نے پاکستان بنوایا اسی اجمال کی عملی تفصیل تھی کہ کلمہ اسلام ماننے والے ایک متحد قوم ہیں اور نہ ماننے والے دوسری قوم....ان کے جہاد کا رخ اس طرف ہونا چاہیے....حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے جہاد کے فرض ہونے کی ایک حکمت یہ بھی بیان فرمائی کہ قہر و غضب اور مدافعت کا مادہ جو انسانی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے، جب جہاد کے ذریعے اپنا صحیح مصرف پالیتا ہے تو آپس کی خانہ جنگی اور فساد سے خود بخود نجات ہو جاتی ہے....ورنہ اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جس چھت میں بارش کا پانی نکلنے کا راستہ پر نالوں کے ذریعے نہ بنایا جائے تو پھر یہ پانی چھت کو توڑ کر اندر آتا ہے....

صلح اور جنگ کس سے

آج اگر غور کیا جائے تو پورے عالمِ اسلام پر یہی مثال صادق آتی ہے....شیطان اور شیطانی تعلیم،......کفر و الحاد،......اللہ اور رسول سے بغاوت،......فحاشی و عیاشی...... سے طبیعتیں مانوس ہو رہی ہیں....ان کی نفرت دلوں سے نکل چکی ہے....اس پر کسی کو غصہ نہیں آتا....انسانی رواداری، اخلاق، مروت کا سارا زور کفر و الحاد اور ظلم کی حمایت میں صرف ہوتا ہے....نفرت، بغاوت، عداوت کا میدان خود اپنے اعضاء و جوارح کی طرف ہے....آپس میں ذرا ذرا سی بات پر جھگڑا لڑائی ہے....چھوٹا سا نقطہ اختلاف ہو تو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے....اخبارات و رسائل کی غذا یہی بن کر رہ گئی ہے....دونوں طرف سے اپنی پوری توانائی اس طرح صرف کی جاتی ہے کہ گویا جہاد ہو رہا ہے....دو متحارب طاقتیں لڑ رہی ہیں اور کوئی خدا کا بندہ اپنی طرف نظر کر کے نہیں دیکھتا کہ ؎

ظالم جو جل رہا ہے وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

سیاست ممالک سے لے کر خاندانی اور گھریلو معاملات تک سب میں اسی کا مظاہرہ ہے، جہاں دیکھو "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" کا سبق پڑھنے والے آپس میں گتھم گتھا ہیں،

www.besturdubooks.net

قرآن حکیم نے جہاں عفو و درگزر اور حلم و بردباری کی تلقین کی تھی، وہاں جنگ ہو رہی ہے اور جس محاذ پر جہاد کی دعوت دی تھی وہ محاذ دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی پڑا ہے.... "فَاِلَی اللہِ الْمُشْتَکٰی وَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ...."

اسمبلیوں،...... کونسلوں،...... میونسپل بورڈوں کی نشست،...... حکومت کے عہدوں اور ملازمتوں کی دوڑ،...... صنعت و تجارت میں مقابلہ اور کمپی ٹیشن،...... جائیدادوں اور زمینداروں کی کش مکش...... جہاں خالص اپنے حقوق کی جنگ ہے، جس کو چھوڑ بیٹھنا سب کے نزدیک ایثار اور اعلیٰ اخلاق کا ثبوت ہے، وہاں کوئی ایک انچ اپنی جگہ سے سرکنے کو تیار نہیں.... دین مذہب کے نام پر کام کرنے والوں کی اول تو تعداد ہی کم ہے اور جو ہے وہ عموماً قرآن و سنت کی بنیادی تعلیمات سے اغماض کر کے جزوی اور فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئی ہے چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ معرکہ جدال بنا ہوا ہے.... جس کے پیچھے غیبت...... جھوٹ...... ایذائے مسلم...... افترا و بہتان...... تمسخر و استہزاء...... جیسے متفق علیہ کبیرہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی.... دین کے نام پر خدا کے گھروں میں جدال و قتال اور لڑائیاں ہیں، نوبت پولیس اور عدالتوں تک پہنچی ہوئی ہے....

ان دین داروں کو خدا اور رسول پر استہزاء کرنے والوں،...... شراب پینے والوں،...... سود اور رشوت کھانے والوں سے وہ نفرت نہیں، جو ان مسائل میں اختلاف رکھنے والوں سے ہے....

کوئی خدا کا بندہ اس پر نظر نہیں کرتا کہ اس کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں میں کوئی بھی کسی کے نزدیک ایسا نہیں ہے، جس کے لیے مسلمانوں سے جنگ کرنا جائز ہو اور جس کے لیے دوسروں کی غیبت و بہتان، تذلیل و تحقیر روا ہو....

اصلاحِ حال کی ایک غلط کوشش

ہمارے نوتعلیم یافتہ روشن خیال مصلحین کی توجہ جب اس باہمی اختلاف کے مہلک نتائج کی طرف جاتی ہے اور اس کے علاج کی فکر ہوتی ہے تو ان کے خیال میں ساری خرابیاں صرف

www.besturdubooks.net

ان اختلافات میں نظر آتی ہیں، جو دین و مذہب کے نام پر سامنے آتے ہیں اور وہ صرف اسی اختلاف کو مٹانے کے لیے علاج سوچتے ہیں، وہ اس وقت ان سب لڑائیوں کو بھول جاتے ہیں جو خالص نفسانی اور ذاتی غرض کے لیے لڑی جارہی ہیں، جن کے لیے ایک دوسرے کی جان، آبرو اور مال سب کچھ حلال سمجھ لیا جاتا ہے.... جس کے پیچھے پورے ملک میں باہمی منافرت کے سیلاب امنڈ آتے ہیں.... مگر ان کو چوں کہ نئی تہذیب وشرافت کا نام دے دیا ہے....

اس لیے نہ وہ قوم کے لیے کوئی مرض رہا نہ اس کا علاج سوچنے کی ضرورت رہی.... اختلاف ولڑائی میں صرف ملا ہی بدنام ہے.... اسی کا علاج زیر غور ہے.... حالانکہ دین و مذہب کے نام پر جو اختلافات ہیں، اگر غور کیا جائے تو ان کی خرابی صرف حدود سے تجاوز کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے.... ورنہ وہ کوئی برادری کا نوتہ نہیں بن سکتے.... وہ اپنے ذاتی حقوق نہیں جنہیں ایثار کیا جاسکے.... بلکہ قرآن وسنت کی تعبیر کے اختلافات ہیں.... جن کو ختم نہیں کیا جاسکتا....

ہمارے بعض روشن خیال مصلحین نے سارا فساد ان ہی اختلافات میں منحصر سمجھ کر اس کا یہ علاج تجویز کیا کہ فرقہ وارانہ اختلافات کو ہٹا کر سب کا ایک نیا اور مشترک مذہب بنا لیا جائے.... پوری قوم کا وہی ایک مذہب ہو، تاکہ اختلاف کی بنیاد ہی ختم ہو جائے....

مگر یہ بات مذہبی مسائل میں عقلاً صحیح ہے نہ عملاً ممکن.... ہاں خالص دنیوی معاملات جن میں جھگڑا ذاتی حقوق ہی کا ہو، وہاں اپنے اپنے مطالبات کو نظر انداز کر کے ایسی صلح کی جاسکتی ہے.... اس لیے باہمی جنگ و جدل کا علاج یہ نہیں کہ اختلاف رائے کو مٹا کر سب کو ایک نظریئے کا پابند کر دیا جائے....

اختلافِ رائے اور جھگڑے فساد میں فرق

اہل عقل وبصیرت پر مخفی نہیں کہ دینی اور دنیوی دونوں قسم کے معاملات میں بہت سے مسائل ایسے آتے ہیں، جن میں رائیں مختلف ہوسکتی ہیں.... ان میں اختلاف کرنا عقل و دیانت کا عین مقتضی ہوتا ہے.... ان میں اتفاق صرف دو صورتوں سے ہوسکتا ہے یا تو مجمع میں کوئی اہلِ بصیرت اور اہل رائے نہ ہو.... ایک نے کچھ کہہ دیا سب نے مان لیا اور یا پھر جان

www.besturdubooks.net

بوجھ کر کسی کی رعایت و مروّت سے اپنے ضمیر اور اپنی رائے کے خلاف دوسرے کی بات پر فیصلہ صادر کر دیا.... ورنہ اگر عقل و دیانت دونوں موجود ہوں تو رائے کا اختلاف ضروری ہے اور یہ اختلاف کبھی کسی حال پر مضر بھی نہیں ہوتا.... بلکہ دوسروں کے لیے بصیرت کا سامان مہیا کرتا ہے.... اسمبلیوں میں حزبِ اختلاف کو اسی بنیاد پر ضروری سمجھا جاتا ہے....

قرآن و سنت کے مجملات اور مبہمات کی تشریح و تعبیر میں اسی طرح کے اختلافات کو رحمت کہا گیا ہے.... جو اسلام کے عہدِ اول سے صحابہ و تابعین اور پھر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ میں چلے آئے ہیں.... ان مسائل میں جو اختلافات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پیش آ چکے ہیں، ان کو مٹانے کے معنی اس کے سوا نہیں ہو سکتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کسی ایک جماعت کو باطل پر قرار دیا جائے، جو نصوص حدیث اور ارشادات قرآنی کے بالکل خلاف ہے.... اسی لیے حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس مسئلے میں اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان ہو چکا ہے اس کو بالکل ختم کر دینا ممکن نہیں....

صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کا طرزِ عمل

اسی کے ساتھ صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے دور کی وہ تاریخ بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کہ تعبیر کتاب و سنت کے ماتحت جو ان میں اختلاف رائے پیش آیا ہے اس پوری تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ اس نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کی ہو.... باہمی اختلافِ مسائل کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا اور تمام برادرانہ تعلقات قائم رہنا اس پوری تاریخ کا اعلیٰ شاہکار ہے....

سیاسی مسائل میں مشاجراتِ صحابہ کا فتنہ تکوینی حکمتوں کے ماتحت پیش آیا.... آپس میں تلواریں بھی چل گئیں.... مگر عین اسی فتنہ کی ابتدا میں جب امام مظلوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغیوں کے نرغے میں محصور تھے اور یہی باغی نمازوں میں امامت کراتے تھے تو امامِ مظلوم نے مسلمانوں کو ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور عام ضابطہ یہ بتا دیا کہ:

"اِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ اِسَائَتَهُمْ...."

(صحیح البخاری، الصلاۃ، باب امامۃ المفتون، الرقم: ۶۹۵)

www.besturdubooks.net

یعنی جب وہ لوگ کوئی نیک کام کریں اس میں ان کے ساتھ تعاون کرو اور جب کوئی برا کام اور غلط کام کریں اس سے اجتناب کرو.... اس ہدایت کے ذریعے اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں کو قرآنی ارشاد: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدۃ:۲) کی صحیح تفسیر بتادی اور باہمی انتشار وافتراق کا دروازہ بند کردیا....

اور اسی فتنے کے آخر میں جب کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان میدانِ جنگ گرم تھا.... روم کی عیسائی سلطنت کی طرف سے موقع پا کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ ملانے اور ان کی مدد کرنے کا پیغام ملا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب یہ تھا کہ ہمارے اختلاف سے دھوکہ نہ کھاؤ.... اگر تم نے مسلمانوں کی طرف رخ کیا تو علی کے لشکر کا پہلا سپاہی، جو تمہارے مقابلے کے لیے نکلے گا وہ معاویہ ہو گا.... معلوم یہ ہوا کہ باہمی اختلاف جو منافقین کی گہری سازشوں سے تشدد کا رخ اختیار کر چکا تھا، اس میں بھی اسلام کے بنیادی حقائق کسی کی نظر سے اوجھل نہیں ہوئے....

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعبیر کتاب وسنت کے ماتحت اختلافِ رائے جو صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین میں رہا ہے تو وہ بلاشبہ رحمت ہی ہے.... اس کا کوئی پہلو نہ پہلے مسلمانوں کے لیے مضر ثابت ہوا اور نہ آج ہو سکتا ہے.... بشرطیکہ وہ ان ہی حدود کے اندر رہے، جن میں ان حضرات نے رکھا تھا کہ ان کا اثر نماز، جماعت، امامت اور معاشرت کے کسی معاملے پر نہ پڑتا تھا....

جدال اور اِصلاح

مذہب کے نام پر دوسرے اختلافات قرونِ اولیٰ کے بعد بدعت وسنت اور دوسرے عنوانات سے پیدا ہوئے.... بہت سے لوگوں نے قرآن وسنت کی تعبیر میں اصولِ صحیحہ کو چھوڑ کر ذاتی آراء کو امام بنالیا اور نئے نئے مسائل پیدا کردیئے یہ اختلافات بلاشبہ تفریق واُفتراق تھے، جن سے قرآن وسنت میں مسلمانوں کو ڈرایا گیا ہے.... ان کے ختم یا کم کرنے کی کوشش بلاشبہ مفید تھی.... مگر قرآن حکیم نے اس کا بھی ایک خاص طریق بتادیا ہے.... جس کے ذریعے تفریق کی خلیج کم ہوتی چلی جائے بڑھنے نہ پائے.... یہ وہ اصولِ دعوت الی الخیر ہیں جن میں

www.besturdubooks.net

سب سے پہلے حکمت وتدبیر سے اور پھر خیر خواہی وہمدردی اور نرم عنوان سے لوگوں کو قرآن و سنت کے صحیح مفہوم کی طرف بلانا ہے اور آخر میں "مُجَادَلَةٌ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" یعنی حجت ودلیل کے ساتھ افہام وتفہیم کی کوشش ہے.... افسوس ہے کہ آج کل عام اہل علم اور مصلحین نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا.... صرف جدال میں اور وہ بھی غیر مشروط انداز سے مشغول ہو گئے کہ اپنے حریف کا استہزاء وتمسخر اس کو زیر کرنے کے لیے جھوٹے سچے، جائز وناجائز ہر طرح کے حربے استعمال کرنا اختیار کر لیا.... جس کا لازمی نتیجہ جنگ وجدل اور جھگڑا فساد تھا....

اختلافات کی خرابیوں کا وقتی علاج

آج جبکہ مسلمانوں کا تفرق انتہا کو پہنچا ہوا ہے.... اپنی مزعومات کے خلاف کوئی کسی کی بات ماننے، بلکہ سننے کے لیے بھی تیار نہیں اور کوئی ایسی قوت نہیں کہ کسی فریق کو مجبور کر سکے.... تو اس باہمی جنگ وجدال اور اسکے مہلک اثرات سے اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کا صرف ایک راستہ ہے کہ فرقوں اور جماعتوں کے ذمے دار ذرا اس پر غور کریں کہ جن مسائل میں ہم جھگڑ رہے ہیں، کیا وہی اسلام کے بنیادی مسائل ہیں، جن کے لیے قرآن نازل ہوا....

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ان کے لیے وقف کر دی اور ان کے پیچھے ہر طرح کی قربانیاں دیں.... یا بنیادی مسائل اور قرآن اور اسلام کا اصلی مطالبہ کچھ اور ہے، جس ملک میں ایک طرف عیسائی مشنریاں اپنی قوت اور دنیاوی چمک دمک کے ساتھ اس کو عیسائی ملک بنانے کے خواب دیکھ رہی ہیں.... ایک طرف کھلے بندوں خدا اور رسول اور ان کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے.... ایک طرف تو قرآن اور اسلام کے نام پر وہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، جس کو دنیا سے مٹانے ہی کے لیے قرآن اور اسلام آیا تھا.... اس جگہ صرف فروعی مسائل اور ان کی تحقیق وتنقید اور ترویج کی کوششوں میں الجھ کر ان بنیادی مہمات سے غفلت برتنے والوں سے اگر اللہ تعالیٰ ورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ مطالبہ ہو کہ ہمارے دین پر یہ افتادیں پڑ رہی تھیں، تم نے اس کے لیے کیا کیا؟ تو ہمارا کیا جواب ہو گا؟ مجھے یقین ہے

www.besturdubooks.net

کہ کوئی فرقہ، کوئی جماعت جب ذرا اپنے وقتی جھگڑوں سے بلند ہوکر اس کو سوچے گی تو اس کو اپنی موجودہ مصروفیات پر ندامت ہوگی....

صحیح اور غلط طرزِ عمل

بہت سے حضرات مسائل میں علماء کے اختلافات سے پریشان ہوکر پوچھا کرتے ہیں کہ ہم کدھر جائیں، جس کی تہہ میں یہ پوشیدہ ہوتا ہے کہ اب ہم کسی کی نہ سنیں....سب سے آزاد ہوکر جو سمجھ میں آئے کیا کریں اور بظاہر ان کا یہ معصومانہ سوال حق بجانب نظر آتا ہے....لیکن ذرا غور فرمائیں تو ان کو اس کا جواب اپنے گردوپیش کے معاملات میں خود ہی مل جائے گا....

ایک صاحب بیمار ہوئے....ڈاکٹروں یا حکیموں کی آراء میں تشخیص وتجویز کے بارے میں اختلاف ہوگیا تو وہ کیا کرتے ہیں؟ یہی نا کہ وہ ان ڈاکٹروں، حکیموں کی ڈگریاں معلوم کرکے یا پھر ان کے مطب میں علاج کرانے والے مریضوں سے یا دوسرے اہلِ تجربہ سے دریافت کرکے اپنے علاج کے لیے کسی ایک ڈاکٹر کو متعین کرلیتے ہیں....اسی کی تشخیص و تجویز پر عمل کرتے ہیں مگر دوسرے ڈاکٹروں حکیموں کو برا بھلا کہتے نہیں پھرتے....یہاں کسی کا یہ خیال نہیں ہوتا کہ معالجوں میں اختلاف ہے تو سب کو چھوڑو....اپنی آزاد رائے سے جو چاہو کرو....کیا یہی طرزِ عمل علماء کے اختلاف کے وقت نہیں کرسکتے؟

ایک مثال اور لیجیے....آپ کو ایک مقدمہ عدالت میں دائر کرنا ہے....قانون جاننے والے وکلاء سے مشورہ کیا....ان میں اختلاف رائے ہوا تو کوئی اور آدمی یہ تجویز نہیں کرتا کہ مقدمہ دائر کرنا ہی چھوڑ دے یا پھر کسی وکیل کی نہ سنے....خود اپنی رائے سے جو سمجھ میں آیا، کرے....بلکہ ہوتا یہی ہے مختلف طریقوں سے ہر شخص اتنی تحقیق کرلیتا ہے کہ ان میں کون سا وکیل اچھا جاننے والا اور قابل اعتماد ہے....اس کو اپنا وکیل بنالیتا ہے اور دوسرے وکلاء کو باوجود اختلاف کے دشمن نہیں سمجھتا....برا بھلا نہیں کہتا....اس سے لڑتا نہیں پھرتا....

یہی فطری اور سہل اصول اختلاف علماء کے وقت کیوں اختیار نہیں کیا جاتا؟ یہاں ایک بات یہ بھی سن لی جائے کہ بیماری اور مقدمے کے معاملات میں تو اگر آپ نے کسی غلط

www.besturdubooks.net

ڈاکٹر یا غیر معتمد وکیل پر اعتماد کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیا تو اس کا جو نقصان پہنچتا ہے، وہ آپ کو ضرور پہنچے گا.... مگر علماء کے اختلاف میں اس نقصان کا بھی خطرہ نہیں....

حدیث میں ہے کہ کسی شخص کو اگر کسی عالم نے فتویٰ غلط دے دیا تو اس کا گناہ سوال کرنے والے پر نہیں، بلکہ فتویٰ دینے والے پر ہے.... (سنن ابی داؤد)

شرط یہ ہے کہ سوال اس شخص سے کیا گیا ہو جس کا عالم ہونا آپ نے ایسی ہی تحقیق و جستجو کے ذریعے معلوم کیا ہو جو اچھے معالج اور اچھے وکیل کی تلاش میں آپ کیا کرتے ہیں.... اپنی مقدور بھر صحیح عالم کی تلاش و جستجو کر کے آپ نے ان کے قول پر عمل کر لیا تو آپ اللہ کے نزدیک بری ہو گئے.... اگر اس نے غلط بھی بتا دیا تو آپ پر اس کا کوئی نقصان یا الزام نہیں.... ہاں یہ نہ ہونا چاہیے کہ ڈاکٹر کی تلاش میں تو اس کا ایم.... بی.... ایس ہونا بھی معلوم کریں اور یہ بھی کہ اس کے مطب میں کس طرح کے مریض زیادہ شفایاب ہوتے ہیں، مگر عالم کی تلاش میں صرف عمامے، کرتے اور داڑھی کو یا زیادہ سے زیادہ جلسے میں کچھ بول لینے کو معیار بنالیں.... اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اپنی ذمہ داری سے بری نہیں.... اس نے جواب میں کوئی غلطی کی تو آپ بھی اس کے مجرم قرار پائیں گے....

باہمی جنگ وجدال کے دور کن

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج مذہب کے نام پر جو جنگ وجدال کا بازار گرم ہے اس کے دو رکن ہیں.... ایک ہر فرقہ اور ہر جماعت کے علماء، دوسرے وہ عوام جو ان کے پیچھے چلنے والے ہیں....

علماء (وائمہ کرام) اپنی تحقیق و تنقید میں قرآنی اصول دعوت کے مطابق دوسرے کی تنقیص و توہین سے پرہیز کریں اور اسلام کے وہ بنیادی مسائل جن میں کسی فرقے کو اختلاف نہیں اور اسلام اور مسلمانوں پر جو مصائب آج آرہے ہیں وہ سب انہیں مسائل سے متعلق ہیں، اپنی کوششوں اور محنتوں کا رخ اس طرف پھیر دیں.... اسی طرح عوام اپنی مقدور بھر پوری کوشش کر کے کسی صحیح عالم کا انتخاب کریں اور پھر اس کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے رہیں.... دوسرے علماء یا ان کے ماننے والوں سے لڑتے نہ پھریں....

www.besturdubooks.net

سارے فرقے اور ان کے اختلافات بدستور رہتے ہوئے بھی یہ باہمی جنگ و جدل ختم ہوسکتا ہے.... جس نے آج مسلمانوں کو کسی کام کا نہیں چھوڑا.... صرف ذرا سی توجہ دینے اور دلانے اور طرز عمل بدلنے کی ضرورت ہے....

کاش میری ہی آواز ان بزرگوں اور دوستوں تک پہنچے جو اس راہ میں کچھ کام کر سکتے ہیں! اور محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اس ہمدردانہ دعوت کے لیے کھڑے ہو جائیں تو امت کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں اور ہمارا پورا معاشرہ جن مہلک خرابیوں کی غار میں جا چکا ہے ان سے نجات مل جائے....

عام سیاسی اور شخصی جھگڑوں کا علاج

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مذہبی معاملات میں جس شخص نے کوئی خاص رخ اختیار کر رکھا ہے وہ اسی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین سمجھ کر اختیار کیے ہوئے ہے.... خواہ وہ حقیقت کے اعتبار سے بالکل غلط ہی ہو مگر اس کا نظریہ کم از کم یہی ہے کہ وہ اللہ کا دین ہے.... ان حالات میں اس کو ہمدردی اور نرمی سے اپنی جگہ افہام و تفہیم کی کوشش تو بجائے خود جاری رکھنا چاہیے.... لیکن جب تک اس کا نظریہ نہ بدلے اس کو یہ دعوت نہیں دی جا سکتی کہ تم ایثار کر کے اپنا نظریہ چھوڑ دو اور صلح کر لو.... ان سے تو صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اختلافِ رائے کو اپنی حدود کے اندر رکھیں اور افہام و تفہیم قرآنی اصول حکمت و موعظت ''مُجَادَلَةً بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' کو نظر انداز نہ کریں.... مگر جن معاملات کا تعلق صرف شخصی اور ذاتی حقوق اور خواہشات سے ہے، وہاں یہ معاملہ سہل ہے کہ جھگڑے سے بچنے کے لیے دوسرے کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دے.... اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور جو شخص ایسا کرے دنیا میں بھی اس کی عزت کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور جس مقصد کو چھوڑا ہے وہ بھی دوسرے راستے سے حاصل ہو جاتا ہے اور آخرت میں تو اس کے لیے ایک عظیم الشان بشارت ہے جس کا بدل پوری دنیا اور دنیا کی ساری حکومتیں اور ثروتیں بھی نہیں ہوسکتیں....

www.besturdubooks.net

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ اِنْ کَانَ مُحِقًّا" (سنن بی داؤد)

ترجمہ: "میں ضامن ہوں اس شخص کو وسط جنت میں مکان دلانے کا جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا...."

میں آخر میں پھر اپنے پہلے جملے کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ ہماری ساری خرابیوں کی بنیاد قرآن کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا ہے اور یہ آپس کی لڑائی بھی درحقیقت قرآنی تعلیمات سے ناواقفیت یا غفلت ہی کا نتیجہ ہے.... گروہی تعصّبات نے یہ حقائق نظروں سے اوجھل کر رکھے ہیں....

دنیا میں صالحین کی اگرچہ قلت ضرور ہے مگر فقدان نہیں.... افسوس ہے کہ ایسے مصلحین کا سخت قحط ہے جو گردوپیش کے چھوٹے چھوٹے دائروں سے ذرا سر نکال کر باہر دیکھیں اور اسلام اور قرآن ان کو کس طرف بلا رہا ہے ان کی صدا سنیں....

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے راستے پر چلنے کی توفیق کامل عطا فرمادیں....

" اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ وَالنِّیَّةِ.... وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَصَفْوَةِ رُسُلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ...." (ماخوذ از اختلاف امت اور ان کا حل)

قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں بھڑ جائے

یہ ایک قسم کا عذاب ہے کہ قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں بھڑ جائے.... اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام کی آیت نمبر ۶۵ میں عذاب الٰہی کی تین قسموں کا ذکر فرمایا ہے، اس میں تیسری قسم عذاب کی جو اس آیت میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے: "اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا" یعنی تمہاری مختلف پارٹیاں بن کر آپس میں بھڑ جائیں اور باہم ایک دوسرے کے لیے عذاب بن جائیں....

اس میں لفظ "یَلْبِسَکُمْ"، لبس کے مادہ سے بنا ہے، جس کے اصلی معنی چھپا لینے اور ڈھانپ لینے کے ہیں.... اسی معنی سے لباس ان کپڑوں کو کہا جاتا ہے، جو انسان کے بدن کو ڈھانپ لے اور اسی وجہ سے التباس بمعنی شبہ واشتباہ استعمال ہوتا ہے جہاں کسی

www.besturdubooks.net

کلام کی مراد مستور ہو صاف اور کھلی ہوئی نہ ہو.....

اور لفظ ''شِيَعَ شِيْعَةٌ'' کی جمع ہے.... جس کے معنی ہیں کسی کا پیرو اور تابع....
قرآن مجید میں ہے: وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ) یعنی نوح علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں ابراہیم علیہ السلام....''

اسی لیے عرف و محاورہ میں لفظ شیعہ ایسی جماعت کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی خاص غرض کے لیے جمع ہوں اور اس غرض میں ایک دوسرے کے معاون ہوں.... جس کا بامحاورہ ترجمہ آج کل کی زبان میں فرقہ یا پارٹی ہے....

اسی لیے آیت کا ترجمہ یہ ہوگیا کہ عذاب کی ایک قسم یہ ہے کہ قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں بھڑ جائے، اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا:

''لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ'' (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''یعنی تم میرے بعد پھر کافروں جیسے نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو....''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے.... ہمارا گزر مسجد بنی معاویہ پر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی.... ہم نے بھی دو رکعت ادا کی.... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر تک دعاء کرتے رہے.... اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا.... ایک یہ کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے.... اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی.... دوسرے یہ کہ میری امت کو قحط اور بھوک کے ذریعہ ہلاک نہ کیا جائے یہ بھی قبول فرمالی.... تیسری دعا یہ کہ میری امت آپس کے جنگ و جدل سے تباہ نہ ہو، مجھے اس دعا سے روک دیا گیا.... (مسند احمد)

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، جس میں تین دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے کہ میری امت پر کسی دشمن کو مسلط نہ فرمادے جو سب کو تباہ و برباد کر دے.... یہ دعا قبول ہوئی اور آپس میں نہ بھڑ جائیں اس دعا کو منع کر دیا گیا.... (سنن ابن ماجہ)

www.besturdubooks.net

ان روایات سے ثابت ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اس قسم کے عذاب تو نہ آئیں گے، جیسے پچھلی امتوں پر آسمان یا زمین سے آئے جس سے ان کی پوری قوم تباہ و برباد ہوگئی.... لیکن ایک عذاب دنیا میں اس امت پر بھی آتا رہے گا.... وہ عذاب آپس کا جنگ وجدل اور فرقوں اور پارٹیوں کا باہمی تصادم ہے.... اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرقوں اور پارٹیوں میں منقسم ہو کر باہمی آویزش اور جنگ وجدل سے منع کرنے میں انتہائی تاکید سے کام لیا ہے اور ہر موقع پر اس سے ڈرایا ہے کہ تم پر خدا تعالیٰ کا عذاب اس دنیا میں اگر آئے گا تو آپس ہی کے جنگ وجدل کے ذریعہ آئے گا....

سورہ ہود کی ایک آیت میں یہ مضمون اور بھی زیادہ وضاحت سے آیا ہے:

وَلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ (ھود:۱۱۸)

ترجمہ: ''وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے سوائے ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے....''

اس سے واضح ہوا کہ جو لوگ آپس میں (بلاوجہ شرعی) اختلاف کرتے ہیں، وہ رحمتِ خداوندی سے محروم یا بعید ہیں....

ایک آیت میں ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (ال عمران:۱۰۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو....''

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْم بَعْدِ مَاجَآءَ ھُمُ الْبَیِّنٰتُ (ال عمران:۱۰۵)

ترجمہ: ''اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا....''

ان تمام آیات و روایات کا حاصل یہ ہے کہ اختلاف بڑی منحوس اور مذموم چیز ہے.... آج دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے مسلمانوں کی پستی اور بربادی کے اسباب پر غور کیا جائے تو اکثر مصائب کا سبب یہی آپس کا اختلاف اور تشتت نظر آئے گا.... ہماری بداعمالیوں کے

www.besturdubooks.net

نتیجہ میں یہ عذاب ہم پر مسلط ہو گیا کہ وہ قوم جس کا مرکز اتحاد ایک کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**) تھا....اس کلمہ کو ماننے والا زمین کے کسی خطہ میں ہو......کسی زبان کا بولنے والا ہو......، کسی رنگ کا ہو......، کسی نسل و نسب سے متعلق ہو......سب بھائی بھائی تھے، کوہ و دریا کی دشوار گزار منازل ان کی وحدت میں حائل نہ تھیں....نسب و خاندان، رنگ و زبان کا تفاوت ان کی راہ میں رکاوٹ نہ تھا....ان کی قومی وحدت صرف اس کلمہ سے وابستہ تھی....عربی......، مصری......، شامی......، ترکی......، ہندی......، چینی......کی تقسیمیں صرف شناخت اور تعارف کے لیے تھیں اور کچھ نہیں....بقول اقبال مرحوم:

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی　　　　گھر اس کا نہ دلّی نہ صفاہان نہ سمرقند

آج دوسری قوموں کی دسیسہ کاریوں اور مسلسل کوششوں نے پھر ان کو نسلی اور لسانی اور وطنی قومیتوں میں بانٹ دیا اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک قوم و جماعت اپنے اندر کی بھی تشتت اور انتشار کا شکار ہو کر مختلف پارٹیوں میں بٹ گئی....

وہ قوم جس کا شعار غیروں سے بھی عفو و درگزر اور ایثار تھا اور جھگڑے سے بچنے کے لیے اپنے بڑے سے بڑے حق کو چھوڑ دیتی تھی....آج اس کے بہت سے افراد ذرا ذرا سی حقیر و ذلیل خواہشات کے پیچھے بڑے سے بڑے تعلق کو قربان کر دیتے ہیں....یہی وہ اغراض و اہواء کا اختلاف ہے، جو قوم و ملت کے لیے منحوس اور اس دنیا میں نقد عذاب ہے....

ہاں اس جگہ یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ وہ اختلاف جس کو قرآن میں عذاب الٰہی اور رحمت خداوندی سے محرومی فرمایا گیا ہے، وہ اختلاف ہے جو اصول اور عقائد میں ہو یا نفسانی اغراض و اہواء کی وجہ سے ہو....اس میں وہ اختلاف رائے داخل نہیں جو قرآن و سنت کے بتلائے ہوئے اصولِ اجتہاد کے ماتحت فروعی مسائل میں فقہاء امت کے اندر قرنِ اوّل سے صحابہ و تابعین میں ہوتا چلا آیا ہے....جن میں فریقین کی حجت قرآن و سنت اور اجماع سے ہے اور ہر ایک کی نیت قرآن و سنت کے احکام کی تعمیل ہے....مگر قرآن و سنت کے مجمل یا مبہم الفاظ کی تعبیر اور ان سے جزوی فروعی مسائل کے استخراج میں اجتہاد اور رائے کا اختلاف ہے....ایسے ہی اختلاف کو ایک حدیث میں رحمت فرمایا گیا ہے....

www.besturdubooks.net

جامع صغیر میں بحوالہ نصر مقدسی وبیہقی وامام الحرمین یہ روایت نقل کی ہے کہ:
''اَخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ....'' (جامع الصغیر)

ترجمہ:''میری امت کا اختلاف رحمت ہے....''

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اس لیے اختیار فرمائی گئی کہ اس امت کے علماء حق اور فقہاء متقین میں جو اختلاف ہوگا وہ ہمیشہ اصولِ قرآن وسنت کے ماتحت ہوگا اور صدقِ نیت اور للّٰہیت سے ہوگا، کوئی نفسانی غرض جاہ و مال کی ان کے اختلاف کی محرک نہ ہوگی.... اس لیے وہ کسی جنگ و جدل کا سبب بھی نہ بنے گا.... بلکہ علامہ عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر کی تحقیق کے مطابق فقہاء امت کے مختلف مسالک کا وہ درجہ ہوگا، جو زمانہ سابق میں انبیاء علیہم السلام کی مختلف شرائع کا تھا کہ مختلف ہونے کے باوجود سب کی سب اللہ ہی کے احکام تھے....اسی طرح مجتہدین امت کے مختلف مسلک اصولِ قرآن وسنت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے سب کے سب احکام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہلائیں گے....(معارف القرآن بحوالہ تحفۃ الائمۃ)

اختلافی معاملات میں فضول بحثوں سے اجتناب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ درحقیقت علماء امت کے لیے اہم رہنما اصول ہیں، وہ یہ کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف پیش آئے تو جس قدر ضروری بات ہے اس کو واضح کر کے بیان کر دیا جائے....اس کے بعد بھی لوگ غیر ضروری بحث میں الجھیں تو ان کے ساتھ سرسری گفتگو کر کے بحث ختم کر دی جائے، اپنے دعوے کے اثبات میں کاوش اور ان کی بات کی تردید میں بہت زور لگانے سے گریز کیا جائے کیوں کہ اس کا کوئی خاص فائدہ تو ہے نہیں، مزید بحث وتکرار میں وقت کی اضاعت بھی ہے اور باہم تلخی پیدا ہونے کا خطرہ بھی....

دوسری ہدایت یہ دی گئی ہے کہ وحی الٰہی کے ذریعہ سے قصہ اصحاب کہف کی جتنی کافی معلومات آپ کو دی گئی ہیں ان پر قناعت فرما دیں زائد کی تحقیقات اور لوگوں سے سوال

www.besturdubooks.net

وغیرہ میں نہ پڑیں.... دوسروں سے سوالات کا ایک پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کی جہالت یا ناواقفیت ظاہر کرنے اور ان کو رسوا کرنے کے لیے سوال کیا جائے.... یہ بھی اخلاق انبیاء کے خلاف ہے، اس لیے دوسرے لوگوں سے دونوں طرح کے سوال کرنا ممنوع کر دیا گیا، یعنی تحقیق مزید کے لیے ہو یا مخاطب کی تجہیل ورسوائی کے لیے ہو....(معارف القرآن:۵/۵۷۹)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے جملہ میں یہ فرمایا تھا کہ مختلف قوموں کے مختلف قبلے ہیں، کوئی ایکدوسرے کے قبلہ کو تسلیم نہیں کرتا، اس لیے اپنے قبلہ کے حق ہونے پر ان لوگوں سے بحث فضول ہے، اس جملے کا حاصل یہ ہے کہ جب یہ معلوم ہے کہ اس بحث سے اس لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، تو پھر اس فضول بحث کو چھوڑ کر اپنے اصلی کام میں لگ جانا چاہیے اور وہ کام ہے......نیک کاموں میں دوڑ دھوپ اور آگے بڑھنے کی کوشش اور چونکہ فضول بحثوں میں وقت ضائع کرنا اور "مسابقت الی الخیرات" میں سستی کرنا، عموماً آخرت سے غفلت کے سبب ہوتے ہیں، جس کو اپنی آخرت اور انجام کی فکر درپیش ہو وہ کبھی فضول بحثوں میں نہیں الجھتا، اپنی منزل طے کرنے کی فکر میں رہتا ہے....(معارف القرآن:۱/۳۸۹، البقرۃ:۱۴۸)

نزاع سے بچنے کے لیے صبر ضروری ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال:۴۶)

اس میں مضر پہلوؤں پر تنبیہ کر کے ان سے بچنے کی ہدایت ہے اور وہ مضر پہلو جو جنگ کی کامیابی میں مانع ہوتا ہے باہمی نزاع واختلاف ہے....اس لیے فرمایا: "وَلَا تَنَازَعُوْا" یعنی آپس میں نزاع اور کشاکش نہ کرو....ورنہ تم میں بزدلی پھیل جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی....

اس میں باہمی نزاع کے دو نتیجے بیان کیے گئے ہیں:

ایک یہ کہ تم ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہو جاؤ گے....

دوسرا یہ کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، دشمن کی نظروں میں حقیر ہو جاؤ گے....

www.besturdubooks.net

باہمی کشاکش اور نزاع سے دوسروں کی نظر میں حقیر ہو جانا تو بدیہی امر ہے لیکن خود اپنی قوت پر اس کا یہ اثر پڑتا ہے کہ اس میں کمزوری اور بزدلی آ جاتی ہے.... اس کی وجہ یہ ہے کہ باہمی اتحاد و اعتماد کی صورت میں ہر ایک انسان کے ساتھ پوری جماعت کی طاقت لگی ہوئی ہوتی ہے.... اس لیے ایک آدمی اپنے اندر بقدر اپنی جماعت کے قوت محسوس کرتا ہے اور جب باہمی اتحاد و اعتماد نہ رہا تو اس کی اکیلی قوت رہ گئی ہے.... وہ ظاہر ہے جنگ و قتال کے میدان میں کوئی چیز نہیں....

اس کے بعد ارشاد فرمایا ''وَاصْبِرُوْا'' یعنی صبر کا لازم پکڑو.... سیاق کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور جھگڑوں سے بچنے کا کامیاب نسخہ بتلایا گیا ہے اور بیان اس کا یہ ہے کہ کوئی جماعت کتنی ہی متحد الخیال اور متحد المقصد ہو مگر افراد انسانی کی طبعی خصوصیات اور ضروریات مختلف ہوا کرتی ہیں، نیز کسی مقصد کے حصول و کوشش میں اہل عقل و تجربہ کاروں کا اختلاف بھی ناگزیر ہے.... اس لیے دوسروں کے ساتھ چلنے اور ان کو ساتھ رکھنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آدمی خلافِ طبع امور پر صبر کرنے اور نظر انداز کرنے کا عادی ہو اور اپنی رائے پر اتنا جماؤ اور اصرار نہ ہو کہ اس کو قبول نہ کیا جائے تو لڑ بیٹھے اور اسی صفت کا دوسرا نام صبر ہے....

آج کل یہ تو ہر شخص جانتا اور کہتا ہے کہ آپس کا نزاع بہت بری چیز ہے مگر اس سے بچنے کا جو گر ہے وہ یہ کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے کا خوگر بنے.... اپنی بات منوانے اور چلانے کی فکر میں نہ پڑے.... یہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے.... اسی لیے اتحاد و اتفاق کے سارے وعظ و پند بے سود ہو کر رہ جاتے ہیں.... آدمی کو دوسروں سے اپنی بات منوانے پر تو قدرت نہیں ہوتی مگر خود دوسرے کی بات مان لینا اور اس کو نہ مانے تو کم از کم نزاع سے بچنے کے لئے سکوت کر لینا تو بہرحال اختیار میں ہے.... اس لیے قرآن کریم نے نزاع سے بچنے کی ہدایت کیساتھ ساتھ صبر کی تلقین بھی ہر فرد جماعت کو کر دی تا کہ نزاع سے بچنا عملی دنیا میں آسان ہو جائے.... (معارف القرآن: ۴/۲۵۳، الانفال: ۴۶)

www.besturdubooks.net

یادرکھنے کی بات ہے کہ اختلاف کوختم کر کے اتحاد قائم نہیں ہوتا....اتحاد ہمیشہ صرف اس وقت ہوتا ہے جب کہ کچھ لوگ اپنے اختلاف کو صبر کے خانے میں ڈالنے پر راضی ہو جائیں....کسی سے اختلاف، جھگڑا ختم کرنا چاہیں تو صبر، حکمت اور اعراض کا سہارا لینا ہو گا....مفاد اور وقتی جذبات سے اوپر اٹھ کر قربانی دینی ہوگی....اتحاد کی خاطر ہر نا گواری کو گوارہ کرنا پڑتا ہے....اختلافات اور جھگڑوں سے بچنے کے لیے ہر امام اور معلم کو اپنے ساتھ ایک مجازی قبرستان لے کر چلنا ہوگا جس میں جاہلوں کی جاہلانہ باتیں، طعن وتشنیع، شریر کے شر اور فتین کے فتنے کو، حاسد مقتدی کے حسد کو دفنا دینا ہوگا اور دفنا کر بھول جانا ہوگا نہ اس کا تیجہ، نہ چالیسواں منانا ہوگا کہ فلاں مقتدی نے فلاں وقت مجھے یہ بات کہی تھی یا فلاں کو میرے بارے میں یہ کہا تھا، بلکہ ان کو اس طرح دفن کر دیں کہ دفن کا اعلان بھی نہ ہو....امام کو چاہیے کہ اپنی میز پر یہ بات لکھ لے:

آپس میں اختلافات دشمن کا ہتھیار ہے، آپس میں لڑنا گویا اپنا دشمن آپ بننا ہے، یہ اس تخریبی کام کو خود اپنے ہاتھوں انجام دینا ہے جس کو دشمن اپنے ہاتھوں سے انجام دینا چاہتا ہے....

دوسروں سے نہ لڑنے کے لیے اپنے آپ سے لڑنا پڑتا ہے، چونکہ لوگ اپنے آپ سے لڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں اس لیے دوسروں سے ان کی لڑائی بھی ختم نہیں ہوتی....

اتحاد اور اتفاق کی قیمت اتنی سستی اور عام ہے کہ ہر شخص، مرد ہو یا عورت، عالم ہو یا جاہل اتحاد کو خرید سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو دبائے، شکایت اور تلخی کو برداشت کر لے، اپنے مفاد کی بربادی پر راضی ہو جائے، دوسروں کی ترقی پر خوش ہونے کا حوصلہ پیدا کرنا سیکھ لے، گھمنڈ اور کبر کے جذبات کو تواضع کے جذبات میں تبدیل کر لے، آدمی اگر ایسا کر لے کہ وہ اتحاد کو توڑنے والے جذبات کو اپنے سینے میں دبا لے تو وہ معاشرے کے اندر اتحاد کو باقی رکھے گا....اگر وہ ان جذبات کو ظاہر ہونے کے لیے کھلا چھوڑ دے گا اور نفس امارہ کی اطاعت کرتے ہوئے جذبات کو آزادی دے گا تو گھر سے لے کر مسجد، مدرسہ، بازار اور پورے معاشرے کا اتحاد برباد ہو جائے گا....(راز حیات: ص۲۴۱)

www.besturdubooks.net

لہٰذا ہم ائمہ کو چاہیے کہ خود بھی اپنے آپس کے نزاع اور جھگڑوں سے بچیں اور اپنے مقتدیوں اور عوام الناس کو بھی اس بات کی تلقین کریں کہ سارے مسلمان آپس میں اخوت و وحدت اور محبت پیدا کریں اور ان کو یہ مشہور دعا سکھلائیں:

"اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ....." (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے اور ہماری آپس کی رنجشوں کی اصلاح فرمادے اور ہم کو سلامتی کے راستے دکھادے اور نور عطا فرما کر تاریکیوں سے نجات دے...."

امت مسلمہ میں اتحاد کی اہمیت

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری کے وقت جو گوسالہ پرستی کا فتنہ پھوٹا اور ان کے تین فرقے ہو گئے، حضرت ہارون علیہ السلام نے سب کو دعوت حق دی، مگر ان میں سے کسی فرقہ سے کلی اجتناب اور بیزاری و علیحدگی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک اعلان نہیں کیا....

اس پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو انہوں نے یہی عذر پیش کیا کہ میں تشدد کرتا تو بنی اسرائیل کے ٹکڑے ہو جاتے ان میں تفرقہ پھیل جاتا اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ (طٰہٰ:۹۴)

یعنی میں نے اس لیے کسی بھی فرقہ سے علیحدگی اور بیزاری کا شدت سے اظہار نہیں کیا کہ کہیں آپ واپس آ کر مجھے یہ الزام نہ دیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کر دیا اور میری ہدایات کی پابندی نہیں کی....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان کے عذر کو غلط قرار نہیں دیا، بلکہ صحیح تسلیم کر کے ان کے لیے دعاء و استغفار کیا....اس سے یہ ہدایت نکلتی ہے کہ مسلمانوں میں تفرقہ سے بچنے کے لیے وقتی طور پر اگر کسی برائی کے معاملے میں نرمی برتی جائے تو درست ہے.... "وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ...." (معارف القرآن:۶/۱۰۹)

www.besturdubooks.net

مصائب اور آفات کا سب سے بڑا سبب

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب فرماتے ہیں:

اختلاف کا سب سے بڑا سبب کم ظرفی اور تنگ نظری ہے، سینے اور دل اتنے تنگ ہو چکے ہیں کہ کوئی گروہ بھی دوسرے گروہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں، ہر گروہ نے قرآن پر، حدیث پر، خدا پر، رسول پر، کعبے پر، جنت پر قبضہ جما رکھا ہے، ہر گروہ یہ کہتا ہے کہ:

خدا اور رسول ہمارے ہیں.... قرآن ہمارا ہے....

حدیث ہماری ہے.... مکہ مدینہ ہمارا ہے....

صحابہ ہمارے ہیں.... اولیاء ہمارے ہیں....

جنت ہماری ہے....

مغفرت اور شفاعت صرف ہمارے لیے ہے....

تمہارے پاس کیا ہے؟ کنگلے کہیں کے!

اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو بریلوی بن جاؤ، دیوبندی بن جاؤ، اہلحدیث بن جاؤ، چشتی، نظامی اور قادری، سہروردی بن جاؤ.... اس کے بغیر جنت میں جانا محال ہے.... اس قسم کی باتیں یہودی اور عیسائی ایک دوسرے کو کہتے تھے....

قرآن حکیم میں ہے:

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْنَصٰرٰی ط تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ط قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَرَبِّهٖ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

ترجمہ: ”اور یہود و نصاریٰ یوں کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پائے گا بجز

www.besturdubooks.net

ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصاریٰ ہوں، یہ خالی دل بہلانے کی باتیں ہیں، آپ ان سے یہ تو کہیے کہ اچھا، اپنی دلیل لاؤ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو، ضرور دوسرے لوگ جاویں گے کیوں کہ جو کوئی شخص اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکائے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے پروردگار کے پاس پہنچ کر اور نہ ایسے لوگوں پر قیامت میں کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ اس روز مغموم ہونے والے ہیں....

اور یہودی کہنے لگے کہ نصاریٰ کا مذہب کسی بنیاد پر قائم نہیں اور اسی طرح نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں حالانکہ یہ سب لوگ آسمانی کتابیں بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ بھی جو کہ محض بے علم ہیں اور ان کا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان عملی فیصلہ کر دیں گے قیامت کے روز ان تمام مقدرات میں جن میں وہ باہم اختلاف کر رہے تھے....'' (البقرۃ:۱۱۳)

فرقوں اور گروہوں کے نام جو ہم نے رکھے ہوئے ہیں اور ان کے لیے لڑمر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان ناموں کی کوئی حیثیت نہیں....

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى (النجم:۲۳ تا ۲۵)

ترجمہ: ''ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ یہ کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں کوئی ثبوت نازل نہیں کیا....درحقیقت یہ (کافر) لوگ محض وہم وگمان اور نفسیاتی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں، حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے، کیا انسان کو ہر اُس چیز کا حق پہنچتا ہے جس کی وہ تمنا کرے....(نہیں!) کیونکہ آخرت اور دنیا تو تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے....''

اللہ تعالیٰ نے ہمارا تو صرف ایک نام رکھا ہے:

www.besturdubooks.net

هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ.... فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ط هُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (الحج:۷۸)

ترجمہ: ''اس اللہ نے تمہارا لقب مسلمان رکھا نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تاکہ تمہارے قابل شہادت اور معتبر ہونے کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں....'' (ندائے منبر ومحراب:۱/۲۰۹)

اہل اسلام کے مصائب کی وجہ

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اہلِ نظر وفکر سے یہ بات مخفی نہیں کہ اس وقت دنیا کے ہر خطہ اور ہر ملک میں مسلمان جن مصائب اور آفات میں مبتلا ہیں ان کا سب سے بڑا سبب...... آپس کا تفرقہ اور خانہ جنگی ...... ہے.... ورنہ عددی اکثریت اور مادی اسباب کے اعتبار سے پوری تاریخ اسلام میں کسی وقت بھی مسلمانوں کو اتنی عظیم طاقت حاصل نہیں تھی جتنی آج ہے....

اس تفرقہ کے اسباب پر جب غور کیا جاتا ہے تو اس کا سبب اللہ تبارک وتعالیٰ اور آخرت کے دن سے غفلت اور دوسری قوموں کی طرح صرف دنیا کی چندروزہ مال و دولت اور عزت وجاہ کی ہوس بے لگام ہے.... جو ہمارے معاشرہ میں کبھی سیاسی اقتدار کے لیے کش مکش، تجارتی اور صنعتی ریس، عہدوں اور منصوبوں کی خاطر باہمی تصادم کی صورت میں ہمارے معاشرہ کو پارہ پارہ کرتی ہے اور کبھی مذہبی اور دینی نظریات کی آڑ اور مختلف نظاموں کے روپ میں ہمیں ایک دوسرے کے خلاف اہانت واستہزاء کا ذریعہ بناتی ہے.... وگرنہ اگر اجتہادی نظریات کے باہمی اختلاف کے باوجود صحابہ و تابعین کی طرح ہماری جنگ کا رخ صرف کفر اور لحاد اور بے دینی کی طرف ہو جائے اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مختلف جماعتیں ایک صف اور ایک بنیان مرصوص نظر

www.besturdubooks.net

آئیں اوراس کے ساتھ ساتھ دین پر بھی عمل ہو، گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہوتو ان شاء اللہ سارے مصائب والام کا اللہ تعالیٰ خاتمہ فرمادیں گے اور مسلمانوں کی شوکت رفتہ دوبارہ لوٹ کرآئے گی اور دنیا جنت کی نظیر بن جائے گی.... (تحفۃ الائمۃ)

اختلافات سے گریز کریں

مفکراسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کی پچھلی تاریخ میں ہمارے سامنے بڑی عبرت ناک مثالیں ہیں، جن ملکوں میں اسلام کا زوال ہوا، وہاں دشمن اسلام طاقتیں غالب آئیں آپ اگر تحقیق کریں گے تو ان میں کچھ ایسی چیزیں پائیں گے جن سے اس دور میں سبق لیا جاسکتا ہے....ان میں ایک چیز تھی علماء کا شدید اختلاف اور دوسری چیز یہ تھی کہ علماء کا عوام سے رابطہ نہیں تھا، ان کی شخصیتیں اتنی مؤثر نہیں رہ گئی تھیں کہ عوام کے قلوب میں دین کا احترام اور علماء کا وقار قائم رکھتیں....وہ ملک جس نے خواجہ بہاء الدین نقشبندی کو پیدا کیا، جس نے خواجہ عبداللہ احرار کو پیدا کیا....وہ ملک طاقت وروحانی شخصیتوں سے خالی ہوگیا تھا، معیار زندگی بہت بلند ہوگیا تھا، مادیت اپنے عروج پر تھی....ابھی تک امیر بخارا کا محل باقی ہے اور کمیونسٹ حکومت اسے دکھاتی ہے کہ دیکھئے کس طرح دولت جمع کی گئی تھی، کس طرح سونے چاندی کے ظروف تھے، بقول ان کے عوام بھوکے مررہے تھے اور امیر بخارا کے محل میں یہ چیزیں تھیں....اسی طریقہ سے آپ اندلس کی تاریخ میں مدینۃ الزہراء اور قلعۃ الحمراء کی تفصیلات پڑھیں.... خواب وخیال اور جن وپری کی باتیں معلوم ہوتی ہیں....وہاں دو بڑے عنصر اسلام کے زوال کا باعث ہوئے ہیں....ایک معیار زندگی کی بلندی اور اللہ کی دی ہوئی دولت کا غلط استعمال اور دوسرے یہ کہ اشاعت اسلام اور معاشرے کو اسلامی بنانے کے بجائے انہوں نے فنون لطیفہ، شعروشاعری اور ادبیات وغیرہ پر ساری توجہ مرکوز کردی تھی....

تیسری بات یہ ہے کہ حاکم خاندان میں حکومت کے لیے رسہ کشی شروع ہوگئی، سیاسی

www.besturdubooks.net

پارٹیوں کا وہ عہد نہیں ہے، اب اس کی جگہ سیاسی پارٹیوں نے لے لی ہے، یہ تین عنصر تھے، اندلس کے زوال کے....(اس پر اضافہ کیجیے اخلاقی زوال کا) آپ اگر ''صبحِ سمرقند'' کتاب پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہاں کیا اخلاقی زوال اور انحطاط پیدا ہو گیا تھا....

موجودہ خطروں اور اندیشوں میں اس کی کیا گنجائش ہے کہ علماء اس طرح دست و گریباں ہوں، یہ بات میں اپنے عقائد کے پورے تحفظ کے ساتھ کہتا ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک شوشہ سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں، نہ عبادت کے مسائل میں، نہ اپنے عقائد کے اصول میں، کسی چیز میں کسی مفاہمت کے لیے میں تیار نہیں، ایک تو اپنا عمل ہے اور ایک یہ کہ اکھاڑا بنا دیا جائے، عوام کو آلہ کار بنایا جائے اور سارے ملک کو میدان جنگ میں بدل دیا جائے، ایک کانفرنس ہو رہی ہے ''یا رسول اللہ'' کی اور ایک کانفرنس ہو رہی ہے محمد رسول اللہ کی یہ جینے کی باتیں نہیں، اس موقع پر اقبال کا شعر مجھے یاد آرہا ہے....

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے | فقیہ و صوفی شاعر کی ناخوش اندیشی

(خطبات علی میاں: ۱/ ۷۸تا۸۲)

❁❁❁

ایمان اور اتحاد کی طاقت

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں....

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان متحد رہے، انہیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکی، مسلمانوں کو جب بھی شکست ہوئی آپس کی خانہ جنگی اور اختلافات کی وجہ سے ہوئی ہے....

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایمان پر　　تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآن پر

تمہاری فتح یابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر　　نہ قوت پر نہ شوکت پر نہ کثرت پر نہ ساماں پر

چناں چہ جب تلک مسلمانوں میں اخوت و محبت اور اتفاق و اتحاد کا یہ رشتہ برقرار رہا، وہ ساری دنیا پر چھائے رہے اور جب سے انہوں نے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے اور ایک دوسرے کو گرانے کا عمل شروع کیا ہے، وہ اقوامِ عالم میں ذلیل و خوار ہوتے جا رہے ہیں....

افرادی اعتبار سے دیکھئے تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک رب سے بھی زیادہ ہے، وسائل کے اعتبار سے دیکھئے تو پیٹرول جیسے سیال سونے کے کنویں زیادہ تر مسلمانوں کے قبضے میں ہیں، معدنیات کے ذخائر اور کانیں بھی اسلامی ممالک میں زیادہ ہیں، مالی اعتبار سے نظر ڈالیں تو اکثر اقوام عالم سے مسلمان قوم زیادہ مال دار ہے.... لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان کمزور اور مغلوب ہیں، آخر کیوں؟

اس کی بڑی وجہ ایمانی کمزوری اور آپس کے لڑائی اور جھگڑے ہیں....

پہلے مسلمانوں کے پاس سونے چاندی کی دولت نہیں تھی، بلکہ ایمان کی دولت تھی....

ان کے پاس پیٹرول اور معدنیات کے ذخائر نہیں تھے، البتہ اللہ کی ذات پر یقین اور اعتماد کا عظیم ذخیرہ ان کے پاس تھا....

www.besturdubooks.net

اس کے پاس جدید اسلحہ اور ساز و سامان کی طاقت نہیں تھی، لیکن آپس کے اتفاق و اتحاد کی قوت ان کے پاس تھی....

وہ نہتے تین سو تیرہ تھے، مگر انہوں نے ایک ہزار مسلح اور تجربہ کار لشکر کو شکست دے دی اور ایسا بھی ہوا کہ مسلمان تین ہزار تھے اور انہوں نے دو لاکھ کے لشکر کو شکست دے دی....

آپ نے کبھی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں سنا کہ اتنے چھوٹے سے لشکر نے اپنے سے چودہ گنا بڑے مسلح لشکر کو شکست دی ہو؟ مگر مسلمانو! تمہیں اپنی تاریخ پہ ناز بھی ہونا چاہیے اور سبق بھی حاصل کرنا چاہیے کہ جب تمہارے اندر اتفاق تھا تو تمہارے اکابر نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں شام کے میدانوں میں دو لاکھ رومیوں کو ان کے اپنے گھر میں جا کر شکست فاش دی....

اللہ کے بندو! آج تمہاری کمزوری کی وجہ ساز و سامان کی کمی نہیں، تمہاری کمزوری کی وجہ توپ و تفنگ اور گولہ بارود کا فقدان نہیں.... تمہاری کمزوری کی وجہ تربیت یافتہ فوجوں کی قلت نہیں....

تمہاری کمزوری کی وجہ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا عدم حصول نہیں، تمہاری کمزوری کی وجہ مال و دولت اور سیم و زر کی قلت نہیں....

بلکہ تمہاری کمزوری کی وجہ ایمان و یقین اور اتفاق و اتحاد کا فقدان ہے.... کفر کی بڑی بڑی طاقتیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کے ساز و سامان اور اسلحہ کی وجہ سے نہیں ڈرتی تھیں، بلکہ ان کے یقین محکم اور بے مثال اتحاد کی وجہ سے ڈرتی تھیں جب مسلمانوں میں یہ چیز باقی نہ رہی تو ان کا رعب اور دبدبہ بھی باقی نہ رہا....

اندلس میں کیا ہوا؟

اندلس جس کے ساحل پر مشہور اسلامی جرنیل طارق بن زیاد نے کشتیاں جلا ڈالی تھیں.... جہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں نے انتہائی شان و شوکت سے حکمرانی کی.... جہاں کی جامع مسجد قرطبہ آج بھی مسلمانوں کی عظمت رفتہ پر آنسو بہا رہی ہے.... جہاں کی نہریں، باغات، محل اور کوٹھیاں آج بھی اپنے معماروں کو یاد کرتی ہیں، آپ جانتے

www.besturdubooks.net

ہیں وہاں کیسے اور کب زوال آیا......؟

وہاں اسی وقت زوال آیا جب مسلمانوں نے کلام اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اور وہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے تھے، وہ ایک دوسرے پر فتوے لگا رہے تھے اور اسلام کے بجائے اپنے خاندانوں اور قومیتوں پر فخر کرتے تھے، ایک مسلمان سردار دوسرے مسلمان سردار کو دیکھنا گوارہ نہیں کرتا تھا، بلکہ ایک دوسرے کے خلاف عیسائیوں سے بھی مدد طلب کر لیتے تھے، مسلمانوں نے خود عیسائیوں کے ہاتھوں سے خوشی خوشی مسلمانوں کو ذبح کرایا، جس کی وجہ سے عیسائیوں کے دل سے اسلام اور مسلمانوں کا وقار اور رعب ختم ہو گیا....

غیر ضروری مسائل عوام کے سامنے لانے کی نقصانات

کہتے ہیں کہ ایک منظم سازش کے تحت ایک بہت بڑا عیسائی رئیس ایک مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں کچھ اشرفیاں ہدیہ کے طور پر پیش کیں اور اس کے بعد مولانا کے تبحر علمی اور دینی خدمات کی تعریف کی، بہر حال ان سے دوستی لگائی، اس کے بعد کہنے لگا کہ حضرت ایک اہم مسئلہ ہے جس کو آج تک کوئی عالم دین حل نہیں کر سکا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کا حل نکال سکتے ہیں.... مسئلہ یہ ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ کیا تھا؟

اب ظاہر ہے کہ مولانا کے تبحر علمی کی بے انتہا تعریف ہو چکی تھی، انہوں نے اٹکل سے کہہ دیا کہ جناب اصحابِ کہف کے کتے کا رنگ سفید تھا، عیسائی رئیس نے خوب داد دی کہ حضرت آپ نے تو ایسا مسئلہ حل کر دیا جو آج تک بڑے سے بڑا عالم دین بھی حل نہیں کر سکا تھا.... پھر ان سے گزارش کی کہ حضرت بہت سارے مسلمان اس مسئلے سے ناواقف ہیں اور ناواقفیت ہی کی حالت میں وہ مر رہے ہیں از راہ کرم اگلے جمعہ کو یہ مسئلہ ذرا کھول کر بیان فرما دیں.... حضرت نے فوراً وعدہ کر لیا اور کہا کہ ہمارا کام ہی حق بات کو بیان کرنا ہے....

اس کے بعد وہ ایک دوسرے مشہور عالم کی خدمت میں حاضر ہوا ان کو بھی ہدیہ پیش کیا اور ان کی وسعت علمی اور دینی خدمات کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے،

www.besturdubooks.net

ان پر بھی اپنی دوستی کا سکہ بٹھا دیا، پھر ان سے بھی مؤدبانہ دریافت کیا کہ حضرت! اصحابِ کہف کے کتے کا رنگ کیا تھا؟

انہوں نے اٹکل سے کہہ دیا کہ اس کا رنگ کالا تھا، عیسائی رئیس نے ان سے بھی مؤدبانہ گزارش کی جمعہ کے بیان میں اس اہم مسئلہ کی وضاحت فرما دیں تاکہ جاہلوں کے علم میں اضافہ ہو....

مولوی صاحب نے اس کو تسلی دلائی کہ جناب آپ مطمئن رہیں، میں اپنے خطبات جمعہ میں اس مسئلہ کے ہر گوشے کو واضح کروں گا....

چنانچہ اپنے اپنے خطبات جمعہ میں دونوں علمائے کرام نے اس فضول مسئلے کو اپنے من گھڑت دلائل سے خوب واضح کیا، نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دونوں علامہ صاحبان کے مقتدی جب ایک چوک میں اکٹھے ہوئے تو ایک گروہ نے کہا کہ ہمارے حضرت نے آج ایک ایسا مسئلہ حل کر دیا، جسے اتنی صدیاں گزرنے کے باوجود کوئی عالم حل نہیں کر سکا تھا، وہ یہ کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ کالا تھا.... دوسرا گروہ کہنے لگا کہ نہیں اس کا رنگ تو سفید تھا، بات بڑھتے بڑھتے گالم گلوچ تک جا پہنچی، پھر مناظرے ہونے لگے، دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر فتوے لگانے شروع کر دیئے کہ جو شخص اصحاب کہف کے کتے کو کالا کہے گا اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، ادھر سے جواب آیا کہ جو اس کتے کو سفید کہے گا اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی....

یہ واقعہ محض ایک مثال ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جن مسائل نے مسلمانوں کو الجھا رکھا تھا، وہ اسی قسم کے تھے اور انہیں مسائل میں الجھنے اور ٹکرانے کی وجہ سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہوگئی تھی اور کفار کو غالب آنے کا موقع مل گیا تھا....

رہا اندلس، جہاں اذانوں کی آوازیں بلند ہوتی تھیں، اب وہاں قصرِ حمرا پر صلیب بلند ہو رہی ہے....

توحید کے پرستار افسردہ تھے اور تثلیث کے پجاری شاداں و فرحاں تھے، آٹھ سو سال تک پورے کروفر (شان وشوکت) کے ساتھ حکومت کرنے والے ہزاروں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا....

www.besturdubooks.net

عام حکم جاری کر دیا گیا کہ ہر مسلمان عیسائی بن جائے ورنہ اس کو جہاں کہیں پایا گیا قتل کر دیا جائے گا.....

نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ واحد کا نام لینے والے پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے.....

جو مسلمان اللہ سے زیادہ کسی کو طاقت ور نہیں سمجھتے تھے، آج ان ہی کا سربراہ ابو عبداللہ عیسائی بادشاہ کے سامنے جھک کر شہر کی کنجیاں پیش کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا ''اے طاقت ور بادشاہ! اب ہم تیری رعایا ہیں..... یہ شہر اور تمام ملک ہم تیرے سپرد کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہی مرضی تھی ہمارے آپس کے اختلافات نے ہم سے نصرتِ الٰہی کو دور کر دیا.....''

جس اندلس کو طارق بن زیاد نے تھوڑے سے لشکر کے ساتھ اجنبی ہونے کے باوجود فتح کیا تھا، اس اندلس کو ہزاروں مسلمان بے پناہ وسائل کے باوجود نہ بچا سکے.....

آخر ایسا کیوں ہوا؟ صرف اور صرف ایمان کی کمزوری (مسلمانوں کے ذمہ جو دین پھیلانے کا کام تھا، اس کو چھوڑ دیا گیا) اور آپس کی نا اتفاقی کی وجہ سے، عیسائی متحد تھے اور مسلمان ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے تھے، عمال نے مرکز سے بغاوت کر کے اپنی چھوٹی چھوٹی ننھی منی خود مختار حکومتیں قائم کی ہوئی تھیں.....

بغداد میں کیا ہوا؟

آپ جانتے ہیں کہ بغداد مسلمانوں کا ایک بڑا علمی مرکز رہا ہے وہاں بڑے بڑے فقہاء اور محدثین پیدا ہوئے.....

علم کلام،...... علم فقہ،...... منطق،...... ریاضی...... اور کیمیا پر اتنی کتابیں لکھی گئیں کہ کتب خانے بھر گئے، وہاں مسلمانوں کی بڑی مضبوط حکومت قائم تھی..... لیکن جب مسلمان آپس میں لڑنے لگے اور ٹکڑیوں میں بٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تاتاریوں کو مسلط کر دیا اور فتنہ تاتار وہ فتنہ ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہلاکو خان کی فوج کے ہاتھوں سے بغداد اور اس کے مضافات میں ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان قتل ہوئے، انہیں گاجر

www.besturdubooks.net

مولی کی طرح کاٹ دیا گیا، شاہی کتب خانے کی کتابیں دجلہ میں پھینک دی گئیں....

کتابیں اس قدر تھیں کہ دجلہ میں ایک بند سا بن گیا اور دجلہ کا پانی کئی دن تک اتنا سیاہ رہا کہ دواتوں میں سیاہی ڈالنے کی ضرورت نہ رہی، کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ پر تاتاریوں کا اس وقت اتنا رعب چھا گیا تھا کہ اگر ایک تاتاری عورت مسلمان مرد کو بازار میں روک لیتی اور کہہ دیتی تم یہیں ٹھہرو میں گھر سے تلوار لے کر تمہیں قتل کرتی ہوں تو اس مسلمان پر اتنا خوف چھا جاتا کہ اسے وہاں سے ایک قدم اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی اور عورت اسے قتل کر دیتی....

آپ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ ذلت کیوں اٹھانی پڑی؟ آپس میں ٹکرانے اور ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے کی وجہ سے اور جو اصل کام اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیر الامت ہونے کی وجہ سے اس امت کے ذمہ لگایا تھا، اس کام سے غفلت برتنے کی وجہ سے نہ کرنے کے کاموں میں یہ امت لگ گئی، بغداد کے خلیفہ نے اپنے حریف خوارزم شاہ کو کمزور کرنے کے لیے تاتاریوں کو خود مشورہ دیا کہ خوارزم شاہ پر حملہ کرو تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی سلطنت تو ختم کر دی مگر اس کے بعد بغداد کی بھی اینٹ سے اینٹ بجادی.... (ندائے منبر ومحراب: ۱/۱۵۲ تا ۱۶۱)

اندازہ لگائیے ہمارے بھول پن اور سادگی کا کہ ہمیں اس بات کی تو فکر ہے کہ کوئی شخص اولیٰ کو چھوڑ کر غیر اولیٰ کام نہ کرے....

شافعیت کو چھوڑ کر حنفی نہ بن جائے، حنفیت کو چھوڑ کر شافعی نہ بن جائے....

رفع یدین کا انکار نہ کر دے یا اقرار نہ کر لے....

تراویح بیس نہ پڑھ لے.... اذان بغیر صلوٰۃ کے نہ کہہ دے....

لیکن اگر کوئی نماز ہی چھوڑ دے.... وہ نہ بیس پڑھے، نہ آٹھ

وہ اذان ہی کا انکار کر دے.... وہ ملحد بن جائے....

وہ سوشلسٹ ہو جائے.... وہ قادیانیت کی گود میں چلا جائے....

www.besturdubooks.net

وہ دشمنانِ صحابہ کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو جائے....

وہ صیہونیوں کے جال میں پھنس جائے....

جب کہ ان اختلافات کا حال تو یہ ہے کہ اکثر اختلافات راجح اور غیر راجح، افضل اور غیر افضل کے ہوتے ہیں، ان مباحثوں اور مناظروں میں حد سے زیادہ مصروفیت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ فرقے اور گروہ جن کے عقائد صراحۃً کفریہ ہیں اور جو دن رات امت کو گمراہ کرنے کے لیے کوشاں ہیں، ان کے خلاف ریسرچ اور مطالعہ کا نہ تو طلبہ کو موقع ملتا ہے اور نہ ہی اس سے انہیں کوئی دلچسپی ہوتی ہے گویا ہم نے ان گمراہ فرقوں اور جماعتوں کو گمراہی پھیلانے کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے....

ہمارے چند دوست تھے، وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک جگہ گئے، گشت پر نکلے تو چند مسلمانوں کو مسجد میں آنے کی دعوت دی، رمضان المبارک کا مہینہ تھا، غالباً ان ساتھیوں نے اپنے خطیب سے آٹھ اور بیس رکعت تراویح کا جھگڑا سنا ہوگا، انہوں نے ان تبلیغی دوستوں سے کہا:

''ہم مسجد میں تو بعد میں چلیں گے پہلے ہمارے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کرو کہ تراویح آٹھ رکعت ہیں یا بیس....'' ان دوستوں نے بہت پیارا جواب دیا.... کہنے لگے:

''بھائی جو بیس رکعتیں پڑھتے ہیں، وہ کچھ زیادہ پڑھ لیتے ہیں اور جو آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں وہ کچھ کم پڑھ لیتے ہیں، لیکن پڑھتے دونوں ہیں ہم آپس میں الجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے کیوں نہ ان بے نمازوں کے پاس چلیں جو نہ آٹھ پڑھتے ہیں نہ بیس پڑھتے ہیں، وہ تو سرے سے نماز ہی سے محروم ہیں....''

لا حاصل اختلاف

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سلسلہ میں ایک عبرت انگیز واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں:

قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے.... ایک سال اسی جلسہ پر تشریف

www.besturdubooks.net

لائے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، ایک صبح نمازِ فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں، میں نے پوچھا: حضرت کیسے مزاج ہیں؟

کہا: ہاں ٹھیک ہی ہے، میاں مزاج کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع کر دی!

میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں، دین کی اشاعت میں گزری ہے، ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں، مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں، آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی....

فرمایا: میں تمہیں صحیح کہتا ہوں، عمر ضائع کر دی....

میں نے عرض کیا، حضرت بات کیا ہے؟

فرمایا: ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں، یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا....

اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں، ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے، وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا، وہ تو ہمارے محتاج نہیں....

اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور دوسرے مسالک کے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں، کیا حاصل ہے اس کا؟ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو صواب محتمل الخطاء (درست مسلک جس میں خطا کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے کے مسلک کو خطا محتمل الصواب (غلط مسلک جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں، اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں، ان تمام بحثوں، تدقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں....

پھر فرمایا: ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کون سا خطاء، اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، دنیا میں بھی ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح یا یہ کہ یہ صحیح

www.besturdubooks.net

ہے، لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطاء ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو، دنیا میں تو یہ ہے ہی قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا، آمین بالجہر حق تھی یا بالسر حق تھی، برزخ میں بھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہوگا....

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ یہ تھے....

اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو رسوا کرے گا نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو، نہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو، نہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے، جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے، جنہوں نے ہدایت کو پھیلایا ہے، جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں، اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدان حشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح کہا تھا یا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس، یہ نہیں ہوگا....

تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا نہ برزخ میں اور نہ محشر میں، اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کردی، اپنی قوت صرف کردی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی، مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آئے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی، آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی، یہ ضروریات دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے واغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں اور وہ منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے ہونا چاہیے تھا وہ پھیل رہے ہیں، گمراہی پھیل رہی ہے، الحاد آ رہا ہے، شرک و بت پرستی چل رہی ہے، حرام وحلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے، لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فروعی بحثوں میں....

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کردی....

www.besturdubooks.net

آپ اگر مسلمانوں کی پستی، تنزل اور ذلت کے اسباب پر غور فرمائیں گے تو آپ کو بڑے بڑے یہی دو اسباب نظر آئیں گے.... (مراد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا بیان ہے جو ماقبل عنوان ''اختلاف امت اوران کا حل'' کے تحت گزر چکا ہے)

امت آپس میں دست وگریبان ہے، ہر شخص الگ جماعت بنانے کی فکر میں ہے، کئی جماعتیں ایسی ہیں کہ ان میں صدر اور سکریٹری کے علاوہ آپ کو تیسرا شخص نہیں ملے گا، مگر نعرے ایسے انقلابی لگائے جاتے ہیں، گویا یہی ایک جماعت ہے جو بگڑی ہوئی امت میں انقلاب برپا کرسکتی ہے.... کام سے زیادہ پروپیگنڈہ اور تشہیر کی جاتی ہے....

قرآن کو چھوڑ کر امت نے لینن مارکس، ماؤزے تنگ اور نہ جانے کون کون سے لادین لیڈروں کی کتابوں کو اپنالیا ہے... اپنی معیشت، سیاست، حکومت غرضیکہ ہر چیز کے بارے میں ان ہی گمراہ کن کتابوں سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے....

قرآن کو خوب صورت غلافوں میں لپیٹ کر طاقچوں کی زینت بنادیا گیا ہے.... قرآن کا مقصد اب صرف یہ رہ گیا ہے:

کہ کبھی کبھار برکت کے لیے پڑھ لیا جائے....

یا کوئی مرجائے تو قرآن سے ایصالِ ثواب کردیا جائے....

یا کبھی جھگڑا ہوجائے تو قرآن کی قسم اٹھالی جائے....

تعویذات لکھ لکھ کر بیماروں کے گلے میں ڈال دیئے جائیں.... (ندائے منبر ومحراب: ۱/۱۸۶ تا ۱۹۱)

مقتدایان اہل علم کی ذمہ داری

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ میں لائل پور کے جلسہ میں اپنے وعظ ''وحدتِ امت'' میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا جو ہم سب کے لیے قابل عمل وقابلِ عبرت ہے، وہ یہ ہے کہ:

حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایک مسئلہ میں باہمی اختلاف ہورہا تھا.... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو غضب

www.besturdubooks.net

ناک ہوکر باہر تشریف لائے اور فرمایا:

کہ افسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایسے دو شخص باہم جھگڑ رہے ہیں، جن کی طرف لوگوں کی نظریں ہیں اور جن سے لوگ دین کا استفادہ کرتے ہیں.... پھر ان دونوں کے اختلاف کا فیصلہ اسی طرح فرمایا کہ:

''یعنی صحیح بات تو ابی ابن کعب کی ہے مگر اجتہاد میں کوتاہی ابن مسعود نے بھی نہیں کی....'' (جامع العلم)

پھر فرمایا کہ مگر میں آئندہ ایسے مسائل میں جھگڑا کرتا ہوا کسی کو نہ دیکھوں، ورنہ سخت سزا دوں گا....

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اجتہادی مسائل واختلافات میں ایک قول صواب وصحیح ہوتا ہے اور دوسرا اگرچہ صواب نہیں، مگر ملامت اس پر بھی نہیں کی جاسکتی....

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایسے اجتہادی مسائل میں خلاف واختلاف پر زیادہ زور دینا مقدایانِ اہل علم کے لیے مناسب نہیں، جس سے ایک دوسرے پر ملامت یا نزاع وجدال کے خطرات پیدا ہو جائیں....

امام شافعی رحمہ اللہ ایک فقہی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دو شخص سفر میں ہیں.... وہ دونوں ستاروں، ہواؤں، سورج وچاند سے رخ متعین کرنا جانتے ہیں.... ایک کی رائے ہے کہ قبلہ دائیں جانب ہے، جبکہ دوسرے کی رائے برعکس ہے....

اس صورت حال میں دونوں کے لیے گنجائش ہے کہ متضاد سمتوں میں نماز پڑھ لیں اور کسی ایک پر بھی لازم نہیں کہ وہ دوسرے کی ہر حال میں پیروی کرے جب کہ اس کا اجتہاد اس کے موافق نہیں....

وجہ یہ ہی ہے کہ کعبہ کو نہ دیکھنے والا کعبہ کی ٹھیک سمت میں نماز پڑھنے کا مکلّف نہیں بلکہ وہ تو دلائل کے ذریعے کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا مکلّف ہے اور یہ دونوں نے کیا ہے....''

''وَفِیْ هٰذَا مِنْ قَوْلِ الشَّافِعِیِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى تَرْكِ تَخَاطُئِ

www.besturdubooks.net

الْمُجْتَهِدِيْنَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ قَدْ أَدّٰى مَا كُلِّفَ بِاِجْتِهَادِهٖ"

(مأخذه كتاب الأم، باب ابطال لاستحسان)

ترجمہ: ''امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس کی دلیل موجود ہے کہ کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کو خطاوار نہ قرار دے کیوں کہ ان میں سے ہر ایک نے وہ فرض ادا کر دیا جو اس کے ذمہ تھا....''

اس سے معلوم ہوا کہ دو مختلف آراء کا یہ احترام کہ ان میں کسی کو منکر نہ کہا جائے اور اس کے کہنے ماننے والوں کو خطاوار نہ کہا جائے یہ صرف اس صورت میں ہے کہ اجتہاد صحیح اس کی شرائط کے مطابق ہو.....

جھگڑوں کے نتائج

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

آج ہمارا معاشرہ جھگڑوں سے بھر گیا ہے، اس کی بے برکتی اور ظلمت پورے معاشرے میں اس قدر چھائی ہوئی ہے کہ عبادتوں کے نور محسوس نہیں ہوتے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہو رہے ہیں، کہیں خاندانوں میں جھگڑے ہیں تو کہیں میاں بیوی میں جھگڑا ہے، کہیں دوستوں میں جھگڑا ہے۔

کہیں بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہے، کہیں رشتہ داروں میں جھگڑا ہے، کہیں مسجدوں میں جھگڑا ہے، آپس میں مقتدیوں میں جھگڑا ہے مقتدی اور امام میں جھگڑا......اور تو اور...... علماء کرام کے درمیان آپس میں جھگڑے ہو رہے ہیں، اہل دین میں جھگڑے ہو رہے ہیں، جس کے نتیجے میں دین اور علم کا نور ختم ہو چکا ہے.....

یہاں تک کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک جھگڑا تو جسمانی ہوتا ہے، جس میں ہاتھا پائی ہوتی ہے اور ایک جھگڑا پڑھے لکھوں کا اور علماء کا ہوتا ہے، وہ ہے مجادلہ......مناظرہ......اور بحث ومباحثہ......

ایک عالم نے ایک بات پیش کی.....دوسرے نے اس کے خلاف بات کی.....اس نے ایک

www.besturdubooks.net

دلیل دی.... دوسرے نے اس کی دلیل کا رد لکھ دیا.... سوال و جواب اور ردو قدح کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے.... اسکو بھی بزرگوں نے کبھی پسند نہیں فرمایا، اس لیے کہ اس کی وجہ سے باطن کا نور زائل ہو جاتا ہے.... چنانچہ یہی حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اَلْمِراءُ یَذْھَبُ بِنُوْرِ الْعِلْمِ...." (اوجز المسالک)

ترجمہ: "یعنی علمی جھگڑے علم کے نور کو زائل کر دیتے ہیں...."

دیکھئے، ایک تو ہوتا ہے "مذاکرہ" مثلاً: ایک عالم نے ایک مسئلہ پیش کیا، دوسرے عالم نے کہا: اس مسئلے میں مجھے فلاں اشکال ہے....

اب دونوں بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے میں لگے ہوئے ہیں.... یہ ہے "مذاکرہ" یہ بڑا اچھا عمل ہے، لیکن یہ جھگڑا کہ ایک عالم نے دوسرے عالم کے خلاف ایک مسئلے کے سلسلے میں اشتہار شائع کر دیا یا کوئی پمفلٹ یا کتاب شائع کر دی، اب دوسرے عالم نے اس کے خلاف کتاب شائع کر دی اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا یا ایک عالم نے دوسرے کے خلاف تقریر کر دی، دوسرے عالم نے اس کے خلاف تقریر کر دی اور یوں مخالفت برائے مخالفت کا سلسلہ قائم ہو گیا.... یہ ہے "مجادلہ اور جھگڑا" جس کو ہمارے بزرگوں نے، ائمہ دین نے بالکل پسند نہیں فرمایا....

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ کلام میں ایسی کمال عطا فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی بھی مسئلے پر بحث و مباحثہ کے لیے آجاتا تو آپ چند منٹ میں اس کو لاجواب کر دیتے تھے.... بلکہ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ آپ بیمار تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے، اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھروسے پر یہ بات کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کے عقل مند لوگ جمع ہو کر آجائیں اور اسلام کے کسی بھی معمولی سے مسئلے پر کوئی اعتراض کریں تو ان شاء اللہ یہ ناکارہ دو منٹ میں ان کو لاجواب کر سکتا ہے.... پھر فرمایا کہ: میں تو

www.besturdubooks.net

ایک ادنیٰ طالب علم ہوں، علماء کی تو بڑی شان ہے....''

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی آدمی کسی مسئلے پر بات چیت کرتا تو چند منٹ سے زیادہ نہیں چل سکتا تھا.... (اصلاحی خطبات:۶/۱۴۸،۱۵۱)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں دارالعلوم دیوبند سے درس نظامی کر کے فارغ ہوا تو اس وقت مجھے باطل فرقوں سے مناظرہ کرنے کا بہت شوق تھا.... چنانچہ کبھی شیعوں سے مناظرہ ہو رہا ہے.... کبھی غیر مقلدین سے تو کبھی بریلویوں سے کبھی ہندوؤں سے اور کبھی سکھوں سے مناظرہ ہو رہا ہے.... چونکہ نیا نیا فارغ ہوا تھا.... اس لئے شوق اور جوش میں یہ مناظرے کرتا رہا لیکن بعد میں میں نے مناظرے سے توبہ کر لی....

کیونکہ تجربہ ہوا کہ اس سے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اپنی باطنی کیفیت پر اس کا اثر پڑتا ہے.... اس لیے میں نے اس کو چھوڑ دیا.... بہر حال جب ہمارے بزرگوں نے حق و باطل کے درمیان بھی مناظرے کو پسند نہیں فرمایا تو پھر اپنی نفسانی خواہشات کی بنیاد پر، یا دنیاوی معاملات کی بنیاد پر مناظرہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے کو کیسے پسند فرما سکتے ہیں.... یہ جھگڑا ہمارے باطن کو خراب کر دیتا ہے.... (اصلاحی خطبات:۶/۱۴۹)

www.besturdubooks.net

اختلاف کا اصولی حل

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب تحریر فرماتے ہیں....

مخلص و محقق اور معتبر اکابر علمائے کرام کے درمیان کسی مسئلہ کی تحقیق کے سلسلے میں جب اختلاف ہو جائے تو بزرگ اکابر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں مکمل رہنمائی موجود ہے...

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ علماء حقانی اور مجتہدین کے اختلاف کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں...

حدیث میں واقعہ موجود ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف جہاد کے لئے تشریف لے چلے... لشکر سے فرمایا کہ جلدی چلو اور عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھو... اتفاق سے راستہ میں عصر کا وقت آ گیا لشکر بروقت ایک جگہ تو ہوتا نہیں متفرق جماعتیں ہوا کرتی ہیں جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھے ان کے آپس میں اختلاف ہوا کہ عصر کی نماز راستہ میں پڑھیں یا نہیں ایک فریق نے کہا کہ حضور کا حکم تو یہی ہے کہ بنی قریظہ میں پڑھیں...... چنانچہ اس فریق نے راستہ میں نماز نہیں پڑھی اور برابر چلے گئے... جب بنی قریظہ پہنچے تو عصر کا وقت ہی ختم ہو گیا تھا... مغرب کے وقت عصر کی نماز پڑھی اور دوسرے فریق نے کہا کہ حضور کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ عصر کی نماز باوجود وقت ہو جانے راستے میں نہ پڑھیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جلد پہنچنے کی کوشش کرو جس میں عصر تک پہنچ جاؤ چنانچہ اس فریق نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لی پھر وہاں پہنچ کر دونوں فریق نے حضور کے سامنے یہ واقعہ پیش کیا حضور دونوں سے خوش ہوئے دیکھئے دونوں کے کام ایک دوسرے

www.besturdubooks.net

کے مخالف تھے ایک نے نماز وقت پر پڑھی اور دوسرے نے وقت کے بعد مگر دونوں ناکام نہیں رہے... حضور دونوں سے خوش رہے اور حضور کی رضا عین حق تعالیٰ کی رضا ہے الحاصل نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ دونوں فریق سے راضی رہے...

ایک دوسری نظیر اس سے واضح پیش کرتا ہوں......

''مسئلہ یہ ہے کہ اگر جنگل میں چار آدمی ہوں اور نماز کا وقت آ جاوے اور قبلہ معلوم نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں شرعاً جہت تحری قبلہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خوب سوچ لینا چاہئے جس طرف قبلہ ہونے کا ظن غالب ہو... اسی طرف نماز پڑھ لینی چاہئے... اب فرض کیجئے کہ ان چاروں آدمیوں میں اختلاف ہوا... ایک کی رائے پورب کی طرف... ایک کی پچھم کی جانب... ایک کی دکھن... ایک کی اتر کی طرف قبلہ ہونے کی ہوئی تو اب مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے پر عمل کرنا چاہئے اور جس سمت کو اس کی رائے میں ترجیح ہو... وہ اسی طرف نماز پڑھے... اگر دوسرے کی رائے کے موافق پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی... خواہ وہ سمت واقع میں صحیح ہی کیوں نہ ہو... اب یہ بات صریحاً ظاہر ہے کہ سمت صحیح کی طرف ان چاروں میں سے ایک ہی کی نماز ہوئی ہوگی... لیکن عنداللہ سب ماجور ہیں......

ان دونوں نظیروں سے ثابت ہو گیا کہ اختلاف کی حالت میں جس کا بھی اتباع کیا جائے گا حق تعالیٰ کے نزدیک وہ مقبول ہے... حتیٰ کہ اگر خطا پر بھی ہے تب بھی کوئی باز پرس نہیں بلکہ اجر ملے گا تو ثابت ہو گیا کہ دین کے راستے میں کوئی ناکام نہیں... بلکہ اگر وہ مقلد ہے تو اس کو معذور سمجھا جائے گا اور اگر مجتہد ہے تو اس پر بھی ملامت نہیں بلکہ ایک اجر اس خطا کی صورت میں بھی ملے گا...

علمائے حقانی کے اختلاف کے بارے میں پہلے اس کی تحقیق کر لو کہ دونوں علماء حقانی ہیں یا نہیں... جب تحقیق ہو جاوے کہ دونوں حقانی ہیں تو اب دونوں کی اتباع میں گنجائش ہے... جس کی بھی موافقت کر لی جائے گی... تعمیل حکم ہو جائے گی اور وہ موجب رضائے خدا ہوگی...... ایسا بکثرت ہوا کہ ایک بات کسی مجتہد کی سمجھ میں آئی اور انہوں نے اپنے دوسرے ہم عصر اور ہم رتبہ سے مشورہ کیا یا بدون ان کے مشورہ کے کسی دوسرے نے ان کو از خود بتا دیا

www.besturdubooks.net

کہ آپ کی یہ رائے صحیح نہیں ہے اور ان کے دل نے قبول کرلیا یا ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہوئی بلکہ خود ان کو اپنے تجربہ یا مزید تحقیق سے کوئی دوسری رائے زیادہ صحیح معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنی رائے سے فوراً رجوع کرلیا لیکن جب تک کہ دوسری تحقیق ان کے اجتہاد کے موافق ہوئی اپنی پہلی تحقیق کو نہیں چھوڑا...

خلاصہ یہ کہ انہوں نے جو کچھ کیا محض للّٰہیت سے کیا اور للّٰہیت ہی ان کے اتفاق و اختلاف کا سبب ہوئی... پھر بتایئے ایسے شخص کو دوسرے کی تقلید کیسے جائز ہوسکتی ہے ایسا شخص اگر تقلید کرے گا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اس نے وہ تحقیق تو چھوڑ دی جو خالصاً لوجہ اللہ اسے حاصل ہوئی تھی اور کسی مصلحت سے رائے کو بدل لیا تو ایسا شخص جو للّٰہیت کو چھوڑ کر مصلحت کا اتباع کرے مجتہد تو کیا ہوتا ایک ادنیٰ درجہ کا عالم بھی کہلانے کا مستحق نہیں ہے...

اس تقریر سے یہ مضمون خوب ذہن نشین ہوگیا ہوگا کہ مجتہد کو دوسرے کی تقلید جائز نہیں اگر وہ کسی مصلحت سے ایسا کرے گا تو مواخذہ ہوگا.... (خطبات... اصلاح اعمال)

''شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں

''میرے والد صاحب قدس سرہ (مولانا محمد یحییٰ صاحب) اور میرے حضرت قدس سرہ کے درمیان متعدد مسائل میں اختلاف تھا مگر چونکہ مجادلہ اور مخالفت نہیں تھی اس لئے عوام تو عوام، خواص کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی تھی... ان میں سے ایک مسئلہ مثال کے طور پر لکھتا ہوں... قربانی کے جانور میں دو تین شرکاء اگر ایک حصہ مشترک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنا چاہیں بشرطیکہ خود ان کے حصے اپنے بھی اس جانور میں ہوں... یہ صورت میرے والد صاحب (مولانا محمد یحییٰ صاحب) کے نزدیک جائز تھی اور میرے حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب) کے نزدیک ناجائز، میرے والد صاحب اوپر رہتے تھے اور حضرت قدس سرہ کا قیام نیچے رہتا تھا.. قربانی کے زمانہ میں متعدد لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ مسئلہ حضرت کے پاس پوچھنے آئے تو میرے حضرت یوں فرمادیا کرتے تھے کہ میرے نزدیک تو ناجائز ہے مولانا یحییٰ کے نزدیک جائز ہے تو اوپر جاکر ان سے مسئلہ پوچھ لے وہ تجھے اجازت دے دیں گے تو اس پر عمل کرلینا'' (آپ بیتی نمبر ۴ صفحہ ۹۴)

www.besturdubooks.net

ایک دوسری جگہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں
''حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا مقولہ گزر چکا کہ ''صحابہ کرام کے کسی مسئلہ میں اتفاق سے مجھے اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی اختلاف سے'' کیونکہ اختلاف کی وجہ سے گنجائش رہتی ہے... یہ اختلاف بڑی مبارک چیز ہے... البتہ مخالفت بری چیز ہے...

میرے والد صاحب (مولانا محمد یحییٰ صاحب) کو حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہارنپوریؒ بعض لوگوں سے خود فرما دیتے تھے کہ فلاں چیز میرے نزدیک جائز نہیں... لیکن مولوی یحییٰ صاحب کے نزدیک جائز ہے... تیرا دل چاہے... اوپر جا کر ان سے پوچھ لو اور اس کے موافق عمل کرو... خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت کے اخیر زمانہ میں شعبان کے گڑ بڑ سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آج مطلع صاف ہے... تیس روز پورے ہو جانے کے بعد اگر شام کو رویت نہ ہوئی تو کل روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ شعبان کے چاند میں جس شہادت پر مدار تھا... بعض وجوہ سے شرعی حجت نہ تھی... اس لئے روزہ ہے اور میرا ناقص خیال تھا کہ وہ حجت شرعی سے صحیح ہے... اس لئے کل کا روزہ نہیں ہے... دن بھر بحث رہی... شام کو چاند نظر نہ آیا... حضرت نے طے فرما دیا کہ میں روزہ رکھوں گا... میں نے عرض کیا میرے لئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ میرے اتباع کی ضرورت نہیں... سمجھ میں آ گیا ہو تو روزہ رکھو ورنہ نہیں... بالآخر حضرت کا روزہ تھا اور میرا افطار... حضرت کے خدام میں متعدد ایسے تھے جنہوں نے افطار کیا اور متعدد نے روزہ رکھا... حضرت نے ان سے دریافت بھی نہ فرمایا کہ تم نے افطار کیوں کیا؟'' (تیس مجالس)

حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علماء و مفتیان کرام کیلئے تحریر فرماتے ہیں:
''اختلاف نظر کا وقوع شرعاً وعقلاً لازم ہے اور حدود شرعیہ کے اندر محمود ہے... اس بارے میں میرا ایک مستقل رسالہ ہے ''کشف الخفاء عن حقیقت اختلاف العلماء'' اس حقیقت کو ذہن نشین کر کے حدود شرعیہ کے اندر اختلاف نظر کے تحمل کی عادت ڈالیں... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (۱۶...۴۴) اس میں اس حقیقت کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبیین وتشریح

www.besturdubooks.net

کے بعد بھی کئی احکام میں تفکر کی ضرورت پیش آئے گی اس میں تفکر کی دعوت ہے اور تفکر میں تو لازماً اختلاف ہوگا... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایسے قصے پیش آئے کہ صحابہ کرامؓ کا آپس میں کسی مسئلے پر اختلاف ہوا تو ہر ایک نے اپنی رائے پر عمل کیا......

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ مختلف تحقیقات نقل فرمانے کے بعد اپنی رائے پیش کر دیتے ہیں! دوسروں پر زیادہ جرح اور ردوقدح نہیں کرتے... علامہ ابن عابدینؒ... شرح عقود رسم المفتی'' میں بار بار لکن لکن لکن کے تحت اقوال مختلفہ نقل کرتے چلے جاتے ہیں کہ آخری فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے... ان حضرات میں سے کسی کا یہ اصرار نہیں ہوتا کہ جو میں کہہ رہا ہوں لازماً وہی قبول کیا جائے......

حضرت امامؒ کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے تلامذہ کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور فرماتے... بعض مسائل پر کئی کئی دن اجتماعی غور و فکر کے باوجود بھی اتفاق نہ ہوتا تو فرماتے کہ سب دو دو رکعت نفل پڑھیں... نفل پڑھ کر پھر مسئلے پر غور فرماتے اگر پھر بھی اتفاق نہ ہوتا تو فرماتے کہ ہر ایک اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرے... استاذ اپنے تلامذہ سے فرما رہے ہیں کہ تحقیق کے بعد اپنی اپنی رائے پر عمل کریں... اختلاف نظر کا تحمل کریں تحمل کی عادت ڈالیں...... ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ گلے سے پکڑے ہی رہے چھوڑے ہی نہیں... تحقیقات ہو گئیں... غور و فکر ہو گیا بحث ہو گئی اب اگر اتفاق ہوتا ہے تو ٹھیک اور نہیں ہوتا تو کچھ حرج نہیں......

> حضرت گنگوہیؒ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آتا اسے مسئلہ بتا کر یہ بھی فرما دیتے کہ فلاں کی رائے اس مسئلہ میں میری رائے کے خلاف ہے چاہو تو ان کی رائے پر عمل کرلو...... عوام کے سامنے دوسرے علماء پر جرح نہ کریں علماء کے اختلاف کو عوام میں شائع کرنا جائز نہیں...''

(جواہر الرشید ۶: ۲۹...۳۳) (ماخوذ از اسلامی بینکاری)

www.besturdubooks.net

علماء کی توہین سے بچیں

عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: اتقوا ذلة العالم ولا تقطعوه وانتظروا فیئته

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، لیکن معنی کے اعتبار سے تمام امت نے اس کو قبول کیا ہے، اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا اہم نکتہ بیان فرمایا ہے.... حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی لغزش سے بچو، اور اس سے قطع تعلق مت کرو، اور اس کے لوٹ آنے کا انتظار کرو.... (مسند الفردوس للدیلمی)

''عالم'' سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم، قرآن کریم کا علم، حدیث کا علم، فقہ کا علم عطا فرمایا ہو، آپ کو یقین سے یہ معلوم ہے کہ فلاں کام گناہ ہے، اور تم یہ دیکھ رہے ہو کہ ایک عالم اس گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے، اور اس غلطی کے اندر مبتلا ہے.... پہلا کام تو تم یہ کرو کہ یہ ہرگز مت سوچو کہ جب اتنا بڑا عالم یہ گناہ کا کام کر رہا ہے تو لاؤ میں بھی کر لوں، بلکہ اس تم اس عالم کی اس غلطی اور اس گناہ سے بچو، اور اس کو دیکھ کر تم اس گناہ کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤ....

گناہ کے کاموں میں علماء کی اتباع مت کرو

اس حدیث کے پہلے جملے میں ان لوگوں کی اصلاح فرما دی جن لوگوں کو جب کسی گناہ سے روکا جاتا ہے، اور منع کیا جاتا ہے کہ فلاں کام ناجائز اور گناہ ہے، یہ کام مت کرو، تو وہ لوگ بات ماننے اور سننے کے بجائے فوراً مثالیں دینا شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں عالم بھی تو

www.besturdubooks.net

یہ کام کرتے ہیں.... فلاں عالم نے فلاں وقت میں یہ کام کیا تھا.... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قدم پر ہی اس استدلال کی جڑ کاٹ دی کہ تمہیں اس عالم کی غلطی کی پیروی نہیں کرنی ہے.... بلکہ تمہیں اس کی صرف اچھائی کی پیروی کرنی ہے، وہ اگر گناہ کا کام یا کوئی غلط کام کر رہا ہے تو تمہارے دل میں یہ جرأت پیدا نہ ہو کہ جب وہ عالم یہ کام کر رہا ہے تو ہم بھی کریں گے.... ذرا سوچو کہ اگر وہ عالم جہنم کے راستے پر جا رہا ہے تو کیا تم بھی اس کے پیچھے جہنم کے راستے پر جاؤ گے؟ وہ اگر آگ میں کود رہا ہے تو کیا تم بھی کود جاؤ گے؟ ظاہر ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے، پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ کے کام میں تم اس کی اتباع کر رہے ہو؟

عالم کا عمل معتبر ہونا ضروری نہیں

اس وجہ سے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ وہ عالم جو سچا اور صحیح معنی میں عالم ہو.... اس کا فتویٰ تو معتبر ہے، اس کا زبان سے بتایا ہوا مسئلہ تو معتبر ہے، اس کا عمل معتبر ہونا ضروری نہیں.... اگر وہ کوئی غلط کام کر رہا ہے تو اس سے پوچھو کہ یہ کام جائز ہے یا نہیں؟ وہ عالم یہی جواب دے گا کہ یہ عمل جائز نہیں.... اس لئے تم اس کے بتائے ہوئے مسئلے کی اتباع کرو.... اس کے عمل کی اتباع مت کرو.... لہٰذا یہ کہنا کہ فلاں کام جب اتنے بڑے بڑے علماء کر رہے ہیں تو لاؤ میں بھی یہ کام کر لوں، یہ استدلال درست نہیں.... اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ اتنے بڑے بڑے لوگ آگ میں کود رہے ہیں.... لاؤ میں بھی آگ میں کود جاؤں.... جیسے یہ طرز استدلال غلط ہے.... اسی طرح وہ طرز استدلال بھی غلط ہے.... اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی لغزش سے بچو یعنی اس کی لغزش کی اتباع مت کرو....

عالم سے بدگمان نہ ہونا چاہئے

بعض لوگ دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ جب وہ کسی عالم کو کسی غلطی میں یا گناہ میں مبتلا دیکھتے ہیں تو بس فوراً اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں.... اور اس سے بدگمان ہو کہ بیٹھ جاتے ہیں.... اور بعض اوقات اس کو بدنام کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں.... اور پھر تمام علماء و کرام کی توہین شروع کر دیتے ہیں کہ آج کل کے علماء تو ایسے ہی ہوتے ہیں....

www.besturdubooks.net

اسی حدیث کے دوسرے جملے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی تردید فرمادی کہ اگر کوئی عالم گناہ کا کام کر رہا ہے تو اس کی وجہ سے اس سے قطع تعلق بھی مت کرو، کیوں؟

علماء تمہاری طرح کے انسان ہی ہیں

اس لئے کہ عالم بھی تمہاری طرح کا انسان ہے، جو گوشت پوست تمہارے پاس ہے، وہ اس کے پاس بھی ہے.... وہ کوئی آسمان سے اترا ہوا فرشتہ نہیں ہے، جو جذبات تمہارے دل میں پیدا ہوتے ہیں.... وہ جذبات اس کے دل میں بھی پیدا ہوتے ہیں، نفس تمہارے پاس بھی ہے اس کے پاس بھی ہے.... شیطان تمہارے پیچھے بھی لگا ہوا ہے، اس کے پیچھے بھی لگا ہوا ہے، نہ وہ گناہوں سے معصوم ہے، نہ وہ پیغمبر ہے.... اور نہ وہ فرشتہ ہے، بلکہ وہ بھی اسی دنیا کا باشندہ ہے، اور جن حالات سے تم گزرتے ہو.... وہ بھی ان حالات سے گزرتا ہے.... لہٰذا یہ تم نے کہاں سے سمجھ لیا کہ وہ گناہوں سے معصوم ہے، اور اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوگا، اور اس سے کبھی غلطی نہیں ہوگی.... اس لئے کہ جب وہ انسان ہے تو بشری تقاضے سے کبھی اس سے غلطی بھی ہوگی.... کبھی وہ گناہ بھی کرے گا.... لہٰذا اس کے گناہ کرنے کی وجہ سے فوراً اس عالم سے برگشتہ ہو جانا اور اس کی طرف سے بدگمان ہو جانا صحیح نہیں.... اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فوراً اس سے قطع تعلق مت کرو، بلکہ اس کے واپس آنے کا انتظار کرو، اس لئے کہ اس کے پاس علم صحیح موجود ہے.... امید ہے کہ وہ انشاء اللہ کسی وقت لوٹ آئے گا....

علماء کے حق میں دعا کرو

اور اگر اس کے لئے دعا کرو کہ یا اللہ! فلاں شخص آپ کے دین کا حامل ہے اس کے ذریعہ ہمیں دین کا علم معلوم ہوتا ہے، یہ بے چارہ اس گناہ کی مصیبت میں پھنس گیا ہے، اے اللہ اس کو اپنی رحمت سے اس مصیبت سے نکال دیجئے.... اس دعا کے کرنے سے تمہارا ڈبل فائدہ ہے.... ایک دعا کرنے کا ثواب ملے گا.... دوسرے ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا ثواب.... اور اگر تمہاری یہ دعا قبول ہو گئی تو تم اس عالم کی اصلاح کا سبب بن جاؤ گے.... پھر اس کے نتیجے میں وہ عالم جتنے نیک کام کرے گا وہ سب تمہارے اعمال نامہ میں بھی لکھے جائیں

www.besturdubooks.net

گے.... لہٰذا بلا وجہ دوسروں سے یہ کہہ کر کسی عالم کو بدنام کرنا کہ فلاں بڑے عالم بنے پھرتے ہیں وہ تو یہ حرکت کر رہے تھے.... اس سے کچھ حاصل نہیں.... اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا....

عالم بے عمل بھی قابل احترام ہے

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم کو تو خود چاہئے کہ وہ باعمل ہو، لیکن اگر کوئی عالم بے عمل بھی ہے تو بھی وہ عالم اپنے علم کی وجہ سے تمہارے لئے قابل احترام ہے.... اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دیا ہے، اس کا ایک مرتبہ ہے، اس مرتبہ کی وجہ سے وہ عالم قابل احترام بن گیا.... جیسا کہ والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَاِن جَاهَدَاکَ عَلٰی اَن تُشرِکَ بِی مَا لَیسَ لَکَ بِهٖ عِلمٌ فَلاَ تُطِعهُمَا وَصَاحِبهُمَا فِی الدُّنیَا مَعرُوفاً (سورۃ لقمان: ۱۵)

اگر والدین کافر اور مشرک بھی ہوں تو کفر اور شرک میں تو ان کی بات مت مانو، لیکن دنیا کے اندر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو، اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماں باپ ہونے کا جو شرف حاصل ہے.... وہ بذات خود قابل تکریم اور قابل تعظیم ہے، تمہارے لئے ان کی اہانت جائز نہیں.... اسی طرح اگر ایک عالم بے عمل بھی ہے تو اس کے حق میں دعا کرو کہ یا اللہ! اس کو نیک عمل کی توفیق دے دے.... لیکن اس کی بدعملی کی وجہ سے اس کی توہین مت کرو.... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علماء سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے کہ نرا علم کوئی چیز نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو.... لیکن یہ بھی فرماتے کہ میرا معمول یہ ہے کہ جب میرے پاس کوئی عالم آتا ہے تو اگرچہ اس کے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ یہ فلاں غلطی کے اندر مبتلا ہے.... اس کے باوجود اس کے علم کی وجہ سے اس کا اکرام کرتا ہوں، اور اس کی عزت کرتا ہوں....

علماء سے تعلق قائم رکھو

لہٰذا یہ پروپیگنڈہ کرنا اور علماء کو بدنام کرتے پھرنا کہ ارے میاں آج کل کے مولوی سب ایسے ہی ہوتے ہیں، آج کل کے علماء کا تو یہ حال ہے.... یہ بھی موجودہ دور کا ایک فیشن

www.besturdubooks.net

بن گیا ہے.... جو لوگ بے دین ہیں ان کا تو یہ طرز عمل ہے ہی، اس لئے کہ ان کو معلوم ہے کہ جب تک مولوی اور علماء کو بدنام نہیں کریں گے.... اس وقت تک ہم اس قوم کو گمراہ نہیں کر سکتے، جب علماء سے اس کا رشتہ توڑ دیں گے تو پھر یہ لوگ ہمارے رحم وکرم پر ہوں گے.... ہم جس طرح چاہیں گے.... ان کو گمراہ کرتے پھریں گے.... میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب گلہ بان سے بکریوں کا رشتہ توڑ دیا تو اب بھیڑیئے کے لئے آزادی ہو گئی کہ وہ جس طرح چاہے بکریوں کو پھاڑ کھائے.... لہٰذا جو لوگ بے دین ہیں ان کا تو کام ہی یہ ہے کہ علماء کو بدنام کیا جائے، لیکن جو لوگ دیندار ہیں ان کا بھی یہ فیشن بنتا جارہا ہے کہ وہ بھی ہر وقت علماء کی توہین اور ان کی بے وقعتی کرتے پھرتے ہیں کہ ارے صاحب! علماء کا تو یہ حال ہے.... ان لوگوں کی مجلسیں ان باتوں سے بھری ہوتی ہیں.... حالانکہ ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں.... سوائے اس کے کہ جب لوگوں کو علماء سے بدظن کر دیا تو اب تمہیں شریعت کے احکام کون بتائے گا؟ اب تو شیطان ہی تمہیں شریعت کے مسائل بتائے گا کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے پھر تم اس کے پیچھے چلو گے، اور گمراہ ہو جاؤ گے.... لہٰذا علماء اگرچہ بے عمل نظر آئیں.... پھر بھی ان کی اس طرح توہین مت کیا کرو.... بلکہ ان کے لئے دعا کرو، جب تم اس کے حق میں دعا کرو گے تو علم تو اس کے پاس موجود ہے.... تمہاری دعا کی برکت سے انشاء اللہ ایک دن وہ ضرور صحیح راستے پر لوٹ آئے گا....

ایک ڈاکو پیر بن گیا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدین سے فرمانے لگے تم کہاں میرے پیچھے لگ گئے.... میرا حال تو اس پیر جیسا ہے جو حقیقت میں ایک ڈاکو تھا.... اس ڈاکو نے جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پیروں کے پاس جاتے ہیں.... ان کے پاس ہدیے تحفے لے جاتے ہیں.... ان کا ہاتھ چومتے ہیں.... یہ تو اچھا پیشہ ہے.... میں خواہ مخواہ راتوں کو جاگ کر ڈاکے ڈالتا ہوں.... پکڑے جانے اور جیل میں بند ہونے کا خطرہ الگ ہوتا ہے.... مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے.... اس سے اچھا یہ ہے کہ

www.besturdubooks.net

میں پیر بن کر بیٹھ جاؤں.... لوگ میرے پاس آئیں گے، میرے ہاتھ چومیں گے، میرے پاس ہدیے تحفے لائیں گے.... چنانچہ یہ سوچ کر اس نے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا.... اور ایک خانقاہ بنا کر بیٹھ گیا.... لمبی تسبیح لے لی.... لمبا کرتا پہن لیا.... اور پیروں جیسا حلیہ بنالیا.... اور ذکر اور تسبیح شروع کر دی.... جب لوگوں نے دیکھا کہ کوئی اللہ والا بیٹھا ہے، اور بہت بڑا پیر معلوم ہوتا ہے.... اب لوگ اس کے مرید بننا شروع ہو گئے.... یہاں تک کہ مریدوں کی بہت بڑی تعداد ہو گئی.... کوئی ہدیہ لا رہا ہے، کوئی تحفہ لا رہا ہے، خوب نذرانے آ رہے ہیں.... کوئی ہاتھ چوم رہا ہے، کوئی پاؤں چوم رہا ہے، ہر مرید کو مخصوص ذکر بتا دیئے کہ تم فلاں ذکر کرو، تم فلاں ذکر کرو، اب ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انسان کے درجات بلند فرماتے ہیں.... چونکہ ان مریدوں نے اخلاص کے ساتھ ذکر کیا تھا.... اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بہت بلند فرما دیے.... اور کشف و کرامات کا اونچا مقام حاصل ہو گیا....

مریدین کی دعا کام آئی

ایک روز ان مریدین نے آپس میں گفتگو کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو اس مرتبہ تک پہنچا دیا.... ہم ذرا یہ دیکھیں کہ ہمارا شیخ کس مرتبے کا ہے؟ چنانچہ انہوں نے مراقبہ کر کے کشف کے ذریعہ اپنے شیخ کا مرتبہ معلوم کرنا چاہا، لیکن جب مراقبہ کیا تو شیخ کا درجہ کہیں نظر ہی نہیں آیا، آپس میں مریدین نے مشورہ کیا کہ شاید ہمارا شیخ اتنے اونچے مقام پر پہنچا ہوا ہے کہ ہمیں اس کی ہوا تک نہیں لگی، آخر کار جا کر شیخ سے ذکر کیا کہ حضرت! ہم نے آپ کا مقام تلاش کرنا چاہا، مگر آپ تو اتنے اونچے مقام پر ہیں کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ پاتے، اس وقت شیخ نے اپنی حقیقت ظاہر کر دی، اور روتے ہوئے اس نے کہا کہ میں تمہیں اپنا درجہ کیا بتاؤں، میں تو اصل میں ایک ڈاکو ہوں، اور میں نے دنیا کمانے کی خاطر یہ سارا دھندا کیا تھا.... اللہ تعالیٰ نے ذکر کی بدولت تمہیں اونچے اونچے مقام عطا فرما دیئے.... اور میں تو اسفل السافلین میں ہوں، تمہیں میرا مرتبہ کہاں ملے گا؟ میں تو ڈاکو اور چور ہوں، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، اس لئے تم اب میرے پاس سے بھاگ جاؤ، اور کسی دوسرے پیر کو تلاش

www.besturdubooks.net

کرو.... جب شیخ کے بارے میں یہ باتیں سنیں تو ان سب مریدوں نے آپس میں مل کر اپنے شیخ کے لئے دعا کی کہ یا اللہ! یہ چور ہو یا ڈاکو ہو، لیکن یا اللہ! آپ نے ہمیں جو کچھ عطا فرمایا ہے، وہ اسی کے ذریعہ عطا فرمایا ہے، اے اللہ! اب آپ اس کی بھی اصلاح فرما دیجئے، اور اس کا درجہ بھی بلند کر دیجئے، چونکہ وہ مریدین مخلص تھے، اور اللہ والے تھے.... ان کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی بخش دیا، اور اس کو بھی بلند درجہ عطا فرما دیا....

بہر حال: جب کسی عالم کے بارے میں کوئی غلط بات سنو تو اس کو بدنام کرنے کے بجائے اس کے لئے دعا کرنی چاہیئے.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے.... آمین.... (اصلاحی خطبات ج ۸)

علماء میں اختلاف ہو تو عوام کیا کریں؟

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بہت سے حضرات مسائل میں علماء کے اختلافات سے پریشان ہو کر پوچھا کرتے ہیں کہ ہم کدھر جائیں جس کی تہہ میں یہ پوشیدہ ہوتا ہے کہ اب ہم کسی کی نہ سنیں.... سب سے آزاد ہو کر جو سمجھ میں آئے کیا کریں، اور بظاہر ان کا یہ معصومانہ سوال حق بجانب نظر آتا ہے.... لیکن ذرا غور فرمائیں تو ان کا جواب اپنے گردوپیش کے معاملات میں خود ہی مل جائے گا....

ایک صاحب بیمار ہوئے.... ڈاکٹروں یا حکیموں کی آراء میں تشخیص و تجویز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو وہ کیا کرتے ہیں.... یہی نا کہ وہ ان ڈاکٹروں، حکیموں کی ڈگریاں معلوم کر کے یا پھر ان کے مطب میں علاج کرانے والے مریضوں سے یا دوسرے اہل تجربہ سے دریافت کر کے اپنے علاج کے لئے کسی ایک ڈاکٹر کو متعین کر لیتے ہیں.... اس کی تشخیص و تجویز پر عمل کرتے ہیں مگر دوسرے ڈاکٹروں، حکیموں کو برا بھلا کہتے نہیں پھرتے.... یہاں کسی کا یہ خیال نہیں ہوتا کہ معالجوں میں اختلاف ہے تو سب کو چھوڑ دو.... اپنی آزاد رائے سے جو چاہو کرو.... کیا یہی طرز عمل علماء کے اختلاف کے وقت نہیں کر سکتے....

ایک مثال اور لیجئے.... آپ کو ایک مقدمہ عدالت میں دائر کرنا ہے.... قانون جاننے

www.besturdubooks.net

والے وکلاء سے مشورہ طلب کیا....ان میں اختلاف رائے ہوا تو کوئی آدمی یہ تجویز نہیں کرتا کہ مقدمہ دائر کرنا ہی چھوڑ دے، یا پھر کسی وکیل کی نہ سنے....خود اپنی رائے سے جو سمجھ میں آئے وہ کرے، بلکہ ہوتا یہی ہے کہ مختلف طریقوں سے ہر شخص اپنی تحقیق کر لیتا ہے کہ ان میں کونسا وکیل اچھا جاننے والا اور قابل اعتماد ہے اس کو اپنا وکیل بنالیتا ہے اور دوسرے وکیل کو باوجود اختلاف کے دشمن نہیں سمجھتا، برا بھلا نہیں کہتا اس سے لڑتا نہیں پھرتا....

یہی فطری اور سہل اصول اختلاف علماء کے وقت کیوں اختیار نہیں کیا جاتا.... یہاں ایک بات یہ بھی سن لی جائے کہ بیماری اور مقدمے کے معاملات میں تو آپ نے کسی غلط ڈاکٹر یا غیر معتمد وکیل پر اعتماد کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالہ کر دیا تو اس کا جو نقصان پہنچنا ہے....وہ ضرور آپ کو پہنچے گا....مگر علماء کے اختلاف میں اس نقصان کا بھی خطرہ نہیں....

حدیث شریف میں ہے کہ کسی شخص نے اگر کسی عالم سے سوال کیا اور اس نے فتویٰ غلط دے دیا تو اس کا گناہ سوال کرنے والے پر نہیں بلکہ فتویٰ دینے والے کے سر ہے....شرط یہ ہے کہ سوال اس شخص سے کیا گیا ہو جس کا عالم ہونا آپ نے ایسی ہی تحقیق و جستجو کے ذریعہ معلوم کیا ہو جو اچھے معالج اور اچھے وکیل کی تلاش میں آپ کیا کرتے ہیں....اپنی مقدور بھر صحیح عالم کی تلاش و جستجو کر کے آپ نے ان کے قول پر عمل کر لیا تو آپ اللہ کے نزدیک بری ہو گئے....اگر اس نے غلط بھی بتا دیا ہے تو آپ پر اس کا کوئی نقصان یا الزام نہیں.... ہاں یہ نہ ہونا چاہئے کہ ڈاکٹر کی تلاش میں تو اس کا ایم.... بی.... بی....ایس ہونا بھی معلوم کریں اور یہ بھی کہ اس کے مطلب میں کس طرح کے مریض زیادہ شفایاب ہوتے ہیں مگر عالم کی تلاش میں صرف عمامے، کرتے اور ڈاڑھی کو زیادہ سے زیادہ جلسے میں کچھ بول لینے کو معیار بنالیں....اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ اپنی ذمہ داری سے بری نہیں....اس نے جواب میں کوئی غلطی کی تو آپ بھی اس کے مجرم قرار پائیں گے....'' (وحدت امت صفحہ ۴۹)

اس لئے علماء میں بھی اس کی تعلیم کے ساتھ اس کی زندگی بھی دیکھیں کہ کس کی زندگی سنت کے مطابق زیادہ ہے کس کی کم، کس میں دنیا کی طمع ہے اور کون آخرت کی طرف زیادہ

www.besturdubooks.net

راغب ہے.... اس سے تعلق رکھنے والوں کو بھی دیکھیں کہ ان میں بھی دینداری، خوف خدا، اتباع سنت، آخرت کی رغبت ہے یا نہیں.... ان سب چیزوں میں غور وفکر کرنے کے بعد جس پر اعتماد زیادہ ہو اس کا اتباع کریں.... مگر احترام دوسرے علماء کا بھی لازم ہے اور ضروری ہے.... نہ یہ کہ دوسرے علماء کی شان میں گستاخیاں کرنے لگیں کہ یہ انتہائی خطرناک ہے.... جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے کہ اپنے مخالف عالم کو فاسق فاجر تک کہنے سے نہیں چوکتے بلکہ اب تو اس کے ایمان تک کے حملے کئے جاتے ہیں.... "فَالَی اللهِ الْمُشْتَکٰی"

قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام نے مسائل میں رائے زنی کو خواہ مخواہ اپنا مشغلہ بنالیا.... ان کو اہل علم کے اختلاف میں حکم بننے کی کیا ضرورت ہے کہ ان کے علمی ابحاث، ان کے علمی دلائل سمجھنے کی اہلیت نہیں.... لیکن ان میں محاکمہ اور فیصلے یہ حضرات فرمانے لگے، حالانکہ ان کا کام یہ تھا کہ علمائے حق میں سے جس کے ساتھ حسن عقیدت ہو تجربہ سے اس کا دیندار تجربہ کار ہونا اور اللہ والا ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کا اتباع کرتے لیکن یہ تو جب ہوتا جب عمل مقصود ہوتا.... یہاں مقصود ہی نزاع ہے.... اس جلسہ اور اس تقریر میں ان کو لطف بھی نہیں آتا جس میں دوسروں پر سب وشتم نہ ہو، دوسروں پر تنقید نہ ہو، دوسروں کی پگڑیاں نہ اچھالی جاتی ہوں.... جس جلسہ میں سیدھی سیدھی دین کی باتیں بیان کی جائیں وہ جلسہ نہایت پھیکا اور بے مزہ ہے.... وہ وعظ ہی نہیں تقریر جانتا ہی نہیں.... ماہر تقریر وہی ہے جو مخالفین کو کھری کھری سنائے...." (الاعتدال صفحہ ۲۱۰)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"حالانکہ اتباع کا منصب یہ تھا کہ علمائے حق میں سے جس سے عقیدت ہو یا اس کا عالم باعمل ہونا محقق ہو جائے اس کے ارشادات پر عمل ہو.... لیکن ہم لوگوں میں باوجود ادعائے محبت وعقیدت عمل تو ندارد ہے.... ساری محبت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بڑے کی حمایت میں دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دیں.... کلام اللہ شریف جس کی تعلیم مسلمان کا ایمان ہے وہ تو اس بارے میں اتنا سخت ہے کہ:

www.besturdubooks.net

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (س انعام ع ۱۳)

ترجمہ:.... ''ارشاد ہے کہ تم گالیاں نہ دو ان (معبودوں) کو جو یہ مشرک اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر پکارتے ہیں.... (اور عبادت کرتے ہیں کیونکہ تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ لوگ بوجہ جہل کے حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے....''

قرآن پاک تو دوسروں کے بتوں کو گالیاں دینے کی بھی ممانعت کرتا ہے لیکن اس کے اتباع کے دعویداروں کا یہ عمل کہ ان کا کوئی جلسہ کوئی جلوس بھی دوسروں کی بربادی کے نعروں سے ان کے اکابر پر سب وشتم سے خالی نہیں ہوتا، آج کل ہر جماعت کا معظم عمل بجائے اپنی تعمیر اپنی تقویت اور عمل کی تدابیر کے دوسروں کی تخریب، ان کو گالیاں دینا، مردہ باد کے نعرے لگانا بن گیا ہے.... پھر لطف یہ ہے کہ اس کی شکایت بھی ہر فریق کو ہے کہ مسلمان تباہ ہو گئے، برباد ہو گئے، خود ہی فریق دوسرے مسلمانوں کی بربادی کی دعائیں کرتا ہے اور خود ہی اس کا رونا روتا ہے کہ مسلمان برباد ہو گئے.... فاللہ المستعان.... (الاعتدال صفحہ ۲۱۳)

بزرگوں کی شان میں گستاخی کا وبال

چہ جائیکہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینا، برا بھلا کہنا کہ اس میں اپنا ہی کچھ بگاڑنا ہے، کسی کا کیا نقصان ہے.... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

''مَنْ عادىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ....'' (مشکوٰۃ بخاری وغیرہ)

جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میرے طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے....

تم خود سمجھ لو کہ اللہ جل جلالہ سے لڑائی کر کے دنیا میں کون شخص فلاح پا سکتا ہے اور آخرت کا تو پوچھنا ہی کیا ہے....

اور یہ مضمون کئی حدیثوں میں مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف الفاظ سے اس پر متنبہ فرمایا ہے.... بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جس شخص نے میرے کسی ولی کو ستایا وہ میرے ساتھ لڑائی پر اتر آیا.... ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ

www.besturdubooks.net

کیلئے سامنے اتر آیا....(فتح الباری)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ لڑائی کے لئے مقابلہ کرتا ہے....(حاکم، مستدرک)

ایک روایت میں ہے جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے لڑنے کے لئے مقابلہ میں آتا ہے....میں اپنے اولیاء کی حمایت میں ایسا ناراض ہوتا ہوں جیسے غضب ناک شیر....(در منثور)

کتنا سخت اندیشہ ناک معاملہ ہے....اللہ تعالیٰ سے جس کی لڑائی ہو اس کا بھلا ٹھکانا کہاں؟ اور پھر اگر اس کے معاوضہ میں ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں، ناک، کان، آنکھ جاتے رہیں تب بھی سہل ہے کہ دنیا کی تکلیف بہر حال ختم ہونے والی ہے اور اس نوع کے نقصان سے توبہ کی امید ہے لیکن خدانخواستہ کوئی دینی نقصان پہنچ جائے کسی بددینی میں مبتلا ہو جائے تو کیا ہو؟ ائمہ نے کہا ہے کہ گناہوں میں کوئی گناہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے کرنے والے کو اللہ جل شانہ نے اپنے ساتھ لڑائی سے تعبیر فرمایا ہو بجز اس گناہ کے اور سود کھانے کے کہ حق تعالیٰ جل شانہ ان دونوں کو اپنے ساتھ جنگ سے تعبیر کیا ہے.... اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کا گناہ بہت ہی زیادہ بڑھا ہوا ہے....اور ان لوگوں کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے....(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

صاحب مظاہر حق نے بھی یہی لکھا ہے کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی دلالت کرتی ہے خاتمہ بد ہونے پر....ایک مسلمان کیلئے خاتمہ بالخیر ہونا انتہائی مرغوب اور لازوال نعمت ہے اور جس چیز سے خاتمہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو تم ہی سوچو کہ کتنی خطرناک چیز ہوگی....(تحفۃ الائمہ)

شیخ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

شیخ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع الاصول میں لکھا ہے کہ ان حضرات صوفیاء پر انکار کرنا جو سنت کے متبع ہوں اور بدعت کے توڑنے والے ہوں.... بالخصوص وہ حضرات جو علم نافع

www.besturdubooks.net

اور عمل صالح رکھتے ہوں اور معارف واسرار کے حامل ہوں زہر قاتل ہے اور بڑی ہلاکت ہے.... بڑی سخت وعید اس بارے میں وارد ہوئی ہے اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے.... یہ اس بات کی علامت ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہ سے اعراض ہے اور وہ امراض سے بھرا ہوا ہے ایسے شخص کے خاتمہ کے خراب ہونے کا (معاذ اللہ) اندیشہ ہے.... (الاعتدال صفحہ ۱۴)

جھگڑے کس طرح ختم ہوں؟

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

تمام باہمی جھگڑے کس طرح ختم ہوں؟ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ آپ حضرات کو سناتا ہوں جو بڑا زرین اصول ہے.... اگر انسان اس اصول پر عمل کرلے تو امید ہے کہ پچھتر فیصد جھگڑے تو وہیں ختم ہو جائیں.... چنانچہ فرمایا کہ: ''ایک کام یہ کرلو کہ دنیا والوں سے امید باندھنا چھوڑ دو.... جب امید چھوڑ دو گے تو ان شاء اللہ پھر دل میں کبھی بغض اور جھگڑے کا خیال نہیں آئے گا....''

دوسرے لوگوں سے جو شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں.... مثلاً یہ کہ فلاں شخص کو ایسا کرنا چاہیے تھا.... اس نے نہیں کیا.... جیسی میری عزت کرنی چاہیے تھی.... اس نے ایسی عزت نہیں کی.... جیسی میری خاطر مدارات کرنی چاہیے تھے.... اس نے ویسی نہیں کی.... یا فلاں شخص کے ساتھ میں نے فلاں احسان کیا تھا.... اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا.... وغیرہ وغیرہ.... یہ شکایتیں اس لیے پیدا ہوتی ہیں کہ دوسروں سے توقعات وابستہ کر رکھی ہیں اور جب وہ توقع پوری نہیں ہوئی تو اس کے نتیجے میں دل میں گرہ پڑگئی کہ اس نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا.... اور دل میں شکایت پیدا ہوگئی.... ایسے موقع پر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو اس سے جا کر کہہ دو کہ مجھے تم سے یہ شکایت ہے.... تمہاری یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی.... مجھے بری لگی .... پسند نہیں آئی.... یہ کہہ کر اپنا دل صاف کرلو.... لیکن آج کل بات کہہ کر دل صاف

www.besturdubooks.net

کرنے کا دستور ختم ہو گیا.... بلکہ اب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو اور اس شکایت کو دل میں لے کر بیٹھ جاتا ہے.... اس کے بعد کسی اور موقع پر کوئی اور بات پیش آ گئی.... ایک گرہ اور پڑ گئی.... چنانچہ آہستہ آہستہ دل میں گرہیں پڑتی چلی جاتی ہیں.... وہ پھر بغض کی شکل اختیار کر لیتی ہیں.... اور بغض کے نتیجے میں آپس میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے....

اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جھگڑے کی جڑ اس طرح کاٹو کہ کسی سے کوئی توقع ہی مت رکھو.... کیا مخلوق سے توقعات وابستہ کیے بیٹھے ہو کہ فلاں یہ دیدے گا.... فلاں یہ کام کر دے گا.... توقع تو صرف اس سے وابستہ کرو جو خالق اور مالک ہے بلکہ دنیا والوں سے تو برائی کی توقع رکھو کہ ان سے تو ہمیشہ برائی ہی ملے گی.... اور پھر برائی کی توقع رکھنے کے بعد اگر کبھی اچھائی مل جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ یا اللہ! .... آپ کا شکر اور احسان ہے اور برائی ملے تو پھر خیال کر لو کہ مجھے تو پہلے ہی برائی کی توقع تھی .... تو اب اس کے نتیجے میں دل میں شکایت اور بغض پیدا نہیں ہو گا اور پھر دشمنی بھی پیدا نہیں ہو گی.... نہ جھگڑا ہو گا.... لہٰذا کسی سے توقع ہی مت رکھو....

اسی طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور اصول یہ بیان فرمایا کہ جب تم کسی دوسرے کے ساتھ کوئی نیکی کرو.... یا اچھا سلوک کرو.... تو صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرو.... مثلاً کسی کی مدد کرو.... یا کسی شخص کی سفارش کرو.... یا کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کر دیا کسی کی عزت کرو.... تو یہ سوچ کر کرو کہ میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے یہ برتاؤ کر رہا ہوں.... اپنی آخرت سنوارنے کے لیے یہ کام کر رہا ہوں.... جب اس نیت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے تو اس صورت میں اس برتاؤ پر بدلہ کا انتظار نہیں کرو گے اب اگر فرض کریں کہ آپ نے ایک شخص کے ساتھ اچھا سلوک کیا.... مگر اس شخص نے تمہارے اچھے سلوک کا بدلہ اچھائی کے ساتھ نہیں دیا.... اور اس نے تمہارے احسان کرنے کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا.... تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہو گا کہ میں نے تو اس کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا.... اور اس نے میرے ساتھ اُلٹا سلوک کیا

www.besturdubooks.net

....لیکن اگر آپ نے اس کے ساتھ اچھا سلوک صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا تھا ....تو اس صورت میں اس کی طرف سے برے سلوک پر کبھی شکایت پیدا نہیں ہوگی .... اس لیے کہ آپ کا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا تھی ....اگر ان دو اصولوں پر ہم سب عمل کرلیں تو پھر آپس کے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے ....جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ....جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے تو میں اس شخص کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں....(اصلاحی خطبات جلد ۶ ص ۱۵۱)

اتباعِ سنت.....فوائد و برکات

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور اتباع سنت کا ذوق وشوق پیدا کرنیوالی پہلی مفید عام کتاب...قرآن وحدیث کی تعلیمات، اسلاف واکبر کے ایمان افروز واقعات ....سنت کے انوار و برکات کس طرح دنیا سنوارتے ہیں...مسنون اعمال کے بارہ میں جدید سائنس کے انکشافات...جسمانی وروحانی صحت کے وہ فارمولے جو چودہ صدیاں قبل بتادیئے گئے اور آج کی سائنس بھی انہیں مانتی ہے...طب نبوی کے حوالہ سے جدید سائنس کے حیرانگیز تجزیے

رابطہ کیلئے 0322-6180738

www.besturdubooks.net

حصہ دوم

حالات وواقعات

عہد رسالت اور خیر القرون میں باہمی اختلافات کی مثالیں اور باہمی محبت و احترام کی روشن مثالیں... حضرت علی ومعاویہ اور حضرت علی وعائشہ رضی اللہ عنہم میں باہمی اختلاف کے باوجود محبت وتعلق اور ادب واحترام کے واقعات... فقہاء میں مسلکی اختلاف کے باوجود باہمی رواداری... برصغیر کے اکابر علماء حق کے درخشندہ واقعات... حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے مابین اختلاف کے باوجود باہمی محبت وتعلق کے واقعات جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور مخالفین ومعاندین سے معاملہ کرنے میں بہترین نمونہ ہیں...

www.besturdubooks.net

واقعات خیر القرون

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا کہ فلاں کام کر آؤ.... میں گھر سے نکلا تو باہر کچھ کھیل تماشا ہو رہا تھا.... میں اس کھیل تماشے میں لگ گیا اور جس کام کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ بھول گیا.... اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انتظار میں تھے کہ میں واپس آ کر بتاؤں کہ اس کام کا کیا ہوا؟

جب کافی دیر گزر گئی اور میں واپس نہ پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جا کر وہ کام خود کر لیا جس کیلئے مجھے بھیجا تھا.... آپ وہ کام کر کے واپس آئے تو آپ نے دیکھا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں.... جب میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو مجھے خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کام سے بھیجا تھا اور میں کھیل میں لگ گیا.... مجھے صدمہ بھی ہوا اور فکر بھی ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں گے چنانچہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب گھر سے باہر نکلا تو میں وہ کام کرنا بھول گیا اور بچوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں.... میں وہ کام خود کر آیا.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نہ ڈانٹا.... نہ ڈپٹا اور نہ کوئی اور سزا دی.... (اصلاحی خطبات ج ۱۲)

www.besturdubooks.net

مخالف کے شر سے بچنے کا نبوی نسخہ

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا پڑوسی مجھے اتنا ستاتا ہے کہ اس نے میری زندگی تلخ کردی میں نے خوشامدیں کرلیں سب کچھ کرلیا مگر ایسا موذی ہے کہ رات دن مجھے ایذا پہنچاتا ہے یا رسول اللہ! میں کیا کروں میں تو عاجز آ گیا فرمایا ''میں تدبیر بتلاتا ہوں، وہ یہ کہ سارا سامان گھر سے نکال کر سڑک پر رکھ دے اور سامان کے اوپر بیٹھ جا اور جو آ کے پوچھے کہ بھائی گھر کے ہوتے ہوئے سڑک پر کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ کہنا پڑوسی ستاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بھائی گھر چھوڑ دو، اس واسطے میں نے چھوڑ دیا چنانچہ لوگ آئے پوچھا کہ بھئی! گھر کیوں چھوڑ دیا گھر موجود ہے سامان یہاں کیوں ہے؟ اس نے کہا جی کیا کروں، پڑوسی نے ستانے میں انتہا کردی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بھئی گھر چھوڑ دے تو جو سنے وہ کہے لعنت اس پڑوسی کے اوپر جو آرہا ہے، واقعہ سن رہا ہے لعنت لعنت کرتا ہے مدینہ میں صبح سے شام تک ہزاروں لعنتیں اس پر ہوئیں.... لعنتوں کی تسبیح پڑھی جانے لگی....

وہ پڑوسی موذی عاجز آیا اس نے آگے ہاتھ جوڑے اور کہا خدا کے واسطے گھر چل میری زندگی تو تباہ و برباد ہوگئی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ عمر بھر اب کبھی نہیں ستاؤں گا بلکہ تیری خدمت کروں گا اب انہوں نے نخرے کرنے شروع کردیئے کہ بتا پھر تو نہیں ستائے گا؟ اس نے کہا حلف اٹھاتا ہوں کبھی نہیں ستاؤں گا الغرض اسے گھر میں لایا سارا سامان خود رکھا اور روزانہ ایذاء پہنچانے کے بجائے خدمت شروع کردی....

تو تدبیر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تدبیر عقل سے بتلائی تھی وحی کے ذریعہ سے نہیں تو پیغمبر عقلمند بھی اتنے ہوتے ہیں کہ انکی عقل کے سامنے دنیا کی عقل گرد ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل اللہ سے تعلق قوی ہونے کا نام ہے اللہ سے تعلق ہوگا تو دل کا راستہ سیدھا ہوگا.... عقلمندی یہی ہے کہ اخیر تک کی بات آدمی کو سیدھی نظر آجائے وہ بغیر تعلق مع اللہ کے نہیں ہوتی اللہ سے تعلق نہ رہے پھر آدمی عقلمند بنے وہ عقل نہیں چالاکی وعیاری ہوتی

www.besturdubooks.net

ہے عیاری اور چیز ہے عقلمندی اور چیز ہے چالاکی میں دھوکہ دہی ہوتی ہے دھوکہ دہی سے اپنی غرض پوری کی جاتی ہے عقل میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا جاتا سیدھی بات تدبیر سے انجام دی جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کی نسبت اللہ سے کس کا تعلق زیادہ مضبوط ہوسکتا ہے؟ تو ان سے زیادہ عقل بھی کس کی کامل ہوسکتی ہے؟ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۶۵۹)

ایک پرلطف واقعہ

دوران سفر ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے کھانا وغیرہ پکایا مگر خود کسی کام سے باہر تشریف لے گئے .... ایک صحابیؓ کو بے تحاشہ بھوک لگی .... انہوں نے کھانے کے نگران سے کہا کہ بھائی! کم از کم مجھے ایک روٹی دے دو.... مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے .... مجھ سے تو اٹھا بھی نہیں جاتا .... نگران نے کہا جب تک امیر نہیں آئیں گے اور ان کی اجازت نہیں ہوگی تو میں کھانا نہیں دوں گا....

انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ بھائی مجھ پر ضعف طاری ہو رہا ہے.... بھوک ستا رہی ہے.... ایک آدھ روٹی دے دو.... کچھ سہارا ہو جائے گا.... انہوں نے پھر انکار کیا اور ان کو روٹی نہیں دی تو صحابہ جیسے مقدس تھے ویسے ہی ان کے اندر خوش طبعی بھی ہوتی تھی.... فرمایا اچھا میں تجھے سمجھوں گا نہ دے تُو روٹی.... اسی حال میں بھوکے بیٹھے رہے.... کچھ دیر کے بعد جنگل کی طرف اٹھ کر چلے.... اچانک دیکھا کہ ایک دیہاتی اونٹ پر بیٹھا ہوا آ رہا ہے.... وہ گاؤں کا سردار تھا لباس سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی گاؤں کا بڑا آدمی ہے اور اچھی خاصی بڑی عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آ رہا ہے.... ان صحابیؓ نے کہا چودھری صاحب کہاں جا رہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنا ہے کھیتی باڑی کے کام کے لئے....

انہوں نے کہا کہ میرے پاس غلام موجود ہے اور پانچ سو درہم میں بیچ سکتا ہوں.... چودھری صاحب نے کہا کہ پانچ سو درہم کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر غلام اچھا ہے.... انہوں نے کہا بہت سمجھ دار ہے.... معاملہ طے ہو گیا اور پانچ سو درہم لے کر اشارہ ان کی طرف کیا جنہوں نے روٹی نہیں دی تھی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اس کو جا کر پکڑ لو اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے دماغ

www.besturdubooks.net

میں تھوڑی سی سنک ہے.... جب کوئی پکڑنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں غلام کب ہوں؟
میں تو آزاد ہوں.... اس کا خیال نہ کیجیو....

انہوں نے کہا کہ میں سمجھ گیا بعض کے دماغ میں خرابی ہوا ہی کرتی ہے.... انہوں نے مزید بھی کہا کہ چلائے گا بھی کہ میں غلام کب ہوں؟

میں تو حر ہوں.... آزاد ہوں.... اس کا بھی خیال نہ کیجیو.... یہ اس کی عادت ہے.... انہوں نے کہا میں سمجھ گیا.... چودھری صاحب نے جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چل میرے ساتھ.... اس نے کہا کہ کہاں چلوں؟

چودھری صاحب نے کہا کہ میرے گھر.... اس نے کہا کہ کیوں؟

کہنے لگا کہ میں نے تجھے خریدا ہے.... اس نے کہا کہ واللہ میں غلام نہیں ہوں.... میں تو آزاد ہوں اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تیری عادت یہی ہے.... اب یہ چلا رہا ہے کہ میں آزاد ہوں.... حُر ہوں.... مگر چودھری صاحب نے ایک نہ سنی.... چودھری صاحب چونکہ طاقت ور تھے.... زبردستی اٹھا کر اونٹ پر سوار کیا اور لے جانا شروع کیا اور اس نے ہائے وائے شروع کی کہ مجھے غلام بنا دیا.... میں تو آزاد ہوں.... اس نے کہا کہ میں تیری ساری داستان سن چکا ہوں.... تیری عادت ہی یہ ہے....

ادھر سے صدیق اکبرؓ چلے آ رہے تھے.... ان کو دیکھ کر وہ صحابیؓ چلائے کہ امیر المؤمنین! میرا تو ناطقہ بند کر دیا ہے اور مجھے غلام بنا دیا ہے اور یہ چودھری مجھے لئے جا رہا ہے.... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سبھی لوگ احترام کرتے تھے.... چودھری سواری سے اترا اور سلام عرض کیا.... حضرتؓ نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میرا ساتھی ہے اسے تو کہاں لئے جا رہا ہے؟

کہنے لگا حضرت جی! میں نے تو اسے پانچ سو درہم میں خریدا ہے.... فرمایا کہ یہ غلام نہیں.... یہ آزاد ہے.... یہ کس نے بیچا ہے؟

اشارہ کیا کہ فلاں صاحب نے بیچا ہے.... میں نے رقم بھی ان کو ہی دی ہے.... انہوں نے کہا تھا کہ غلام موجود ہے لے جاؤ!

حضرت صدیق اکبرؓ سمجھ گئے کہ کسی نے مذاق کیا ہے ان کے ساتھ.... جب مذاق کرنے

www.besturdubooks.net

والے صحابیؓ واپس آئے تو انہوں نے آنکھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اب کہو کیا حال ہے؟

تُو نے مجھے روٹی سے عاجز کر رکھا تھا....اب بتا؟

جب صدیق اکبرؓ تک پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے بھوک لگ رہی تھی میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ بھائی آدھی ہی روٹی دے دو کچھ سہارا ہو جائے گا....اسنے کہا کہ جب تک امیر نہیں آئیں گے میں نہیں دوں گا....تو میں نے بھی ایک مذاق کیا کہ اس کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا....تو حضرت صدیق اکبرؓ بہت ہنسے....وہ پانچ سو درہم واپس کیے گئے جب اس کی گلوخلاصی ہوئی....

یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرائے اور منہ پر رومال رکھ لیا....جب بھی اس واقعہ کا ذکر آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور منہ پر رومال رکھ لیتے....گویا یہ عجیب لطیفہ بن گیا....(مجالس حکم الاسلام)

اسلامی تاریخ کا تابندہ واقعہ

ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کیا تھا مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر آیا....آخر شکست ہوئی اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا....دیبا کی قبا زیب تن کمر سے مرصع تلوار آویزاں بیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا....آپؓ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے فرمایا تم نے مکرر سہ کرر بدعہدی کی....اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟

ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے ....آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہو گا تم کوئی خوف نہ کرو....ہرمزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو ....حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا....ہرمزن نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے سے پہلے قتل نہ کر دیا جاؤں!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنی عذر نہ بیان کر لو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو....ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا

www.besturdubooks.net

میں پانی نہیں پینا چاہتا آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لئے آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے....

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بول اٹھے اور کہا امیر المؤمنین! یہ سچ کہتا ہے کہ کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ لو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے .... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرمزان تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکہ نہ دوں گا.... اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا امیر المؤمنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کر دی.... (ناقابل فراموش واقعات)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص خوش الحان چنگ بجایا کرتا تھا اس کی آواز پر مرد عورت بچے سبھی قربان تھے.... اگر کبھی مست ہو کر گاتا ہوا جنگل سے گزر جاتا تو چرند پرند اس کی آواز سننے کیلئے جمع ہو جاتے.... رفتہ رفتہ جب بوڑھا ہوا اور آواز پیری کے سبب بھدی ہو گئی تو عشاق آواز بھی رفتہ رفتہ کنارہ کش ہو گئے.... اب جدھر سے گزرتا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں.... نام وشہرت سب رخصت ہو گئے اور ویرانہ گمنامی میں مثل بوم ٹکرانے لگا اور فاقے پر فاقے گزرنے لگے.... خلق کی اس خودغرضی کو سوچ کر ایک دن بہت مغموم ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ اے خدا جب میں خوش آواز تھا تو مخلوق مجھ پر پروانہ وار گرتی تھی تھی اور ہر طرف میری خاطر تواضع ہوتی تھی.... ابڑھاپے سے آواز خراب ہو گئی تو یہ ہوا پرست اور خودغرض لوگ میرے سایہ سے بھی گریزاں ہو گئے.... ہائے ایسی بے وفا مخلوق سے میں نے دل لگایا.... یہ تعلق کس درجہ پرفریب تھا.... کاش میں آپ کی طرف رجوع ہوا ہوتا اور اپنے شب وروز آپ ہی کی یاد میں گزارتا اور آپ ہی سے امیدیں رکھتا تو آج یہ دن نہ دیکھتا.... پیر چنگی دل ہی دل میں نادم ہو رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ اچانک جذب غیبی نے اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا....

www.besturdubooks.net

جو گرے ادھر زمین پر مرے اشک کے ستارے ‌ ‌ ‌ تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

(اختر راقم الحروف)

پیر چنگی نے ایک آہ کھینچی اور خلق سے منہ موڑ کر دیوانہ وار مدینہ منورہ کے قبرستان میں طرف روانہ ہو گیا اور ایک پرانی و شکستہ قبر کے غار میں جا بیٹھا....روتے ہوئے اس نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ آج میں تیرا مہمان ہوں....جب ساری مخلوق نے مجھے چھوڑ دیا تو اب بجز تیری بارگاہ کے میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں بجز تیرے کوئی میری اس آواز کا خریدار نہیں ہے اے اللہ آشنا بے گانے ہو چکے اپنے پرائے ہو چکے اب سوائے آپ کے میری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے....اے اللہ میں بڑی امیدیں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اپنی رحمت سے آپ مجھے نہ ٹھکرایئے....

پرانی قبر کے اس غار میں پیر چنگی اس طرح آہ و زاری میں مشغول تھا اور آنکھ سے خون دل بہا رہا تھا کہ حق تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا کہ اے عمر! میرا فلاں بندہ جو اپنی خوش آوازی کے سبب زندگی بھر مخلوق میں مقبول و محبوب رہا ہے اور اب بوجہ پیری آواز خراب ہو جانے سے ساری خلقت نے اسے چھوڑ دیا ہے اور یہ قطع سلسلہ اسباب اور غم ناکامی اس کی ہدایت کا اور میری طرف رجوع کا سبب بن گیا ہے تو اب میری رحمت واسعہ اس کی خریدار ہے....

اگرچہ زندگی بھر وہ نافرمان و غافل رہا ہے لیکن میں اس کی آہ و زاری کو قبول کرتا ہوں کیونکہ میری بارگاہ کے علاوہ میرے بندوں کے لئے کوئی اور جائے پناہ نہیں....پس اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ بیت المال سے کچھ معتدبہ رقم لے کر اس قبرستان میں جایئے اور میرے بندہ عاجز و مضطر کو میرا اسلام پیش کیجئے پھر یہ رقم پیش کر کے کہہ دیجئے کہ آج سے حق تعالیٰ نے تجھے اپنا مقرب بنا لیا ہے....اپنے فضل کو تیرے لئے خاص کر دیا ہے....اب تجھے ملول خاطر ہونے کی ضرورت نہیں نہ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہے....اے عمرؓ! میرے اس بندے سے کہہ دو کہ حق تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے غیب سے تیری روزی کا انتظام کر دیا ہے....

www.besturdubooks.net

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی تو بے چین ہو گئے.... فوراً اٹھے اور بیت المال سے کچھ رقم لے کر قبرستان کی طرف چل دیئے وہاں دیکھتے ہیں کہ ایک فرسودہ وشکستہ قبر کے غار میں ایک بڈھا چنگ لئے ہوئے سو گیا ہے اور اس کا چہرہ و داڑھی آنسوؤں سے تر ہے.... اور اسی اشک ندامت سے اس کو یہ مقام ملا....

خلیفہ وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قبر کہنہ کے سامنے باادب کھڑے ہوئے انتظار فرما رہے تھے کہ پیر چنگی بیدار ہوں تو ان سے حق تعالیٰ کا سلام و پیام عرض کروں....

اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھینک آ گئی جس سے پیر چنگی کی آنکھ کھل گئی.... خلیفۃ المسلمین کو دیکھ کر غلبہ ہیبت سے وہ کانپنے لگے کہ اس چنگ کی وجہ سے نہ جانے مجھ پر کتنے درے پڑیں گے کیونکہ عہد خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں درہ فاروقی کی شہرت تھی....

حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ پیر چنگی لرزہ براندام ہیں تو ارشاد فرمایا کہ خوف مت کرو میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے بہت بڑی خوش خبری لایا ہوں....

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے پیر چنگی کو جب حق تعالیٰ کے الطاف وعنایات اور افضال کا علم ہوا تو اس مشاہدہ رحمت ذخار سے اس پر شکر وندامت کا حال طاری ہو گیا....

اس مرد پیر کی گریہ وزاری اور آہ وبکا سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو رہی تھیں.... آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیری یہ گریہ وزاری تیری باطنی ہوشیاری کی دلیل ہے.... تیری جان حق تعالیٰ کے قرب سے زندہ اور روشن ہے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں گنہ گار کے آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے....

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت مبارکہ کے فیض سے پیر چنگی پیر طریقت ہو گئے اور اکابر اولیاء اللہ کی صف میں داخل ہو گئے.... (دینی دسترخوان)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مخالف سے حکیمانہ برتاؤ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے خوب مال دیا تھا لیکن ان کے دل

www.besturdubooks.net

میں مال کی محبت نہیں تھی.... وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے..... بئر رومہ ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا.... اس وقت مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی مشکل کا سامنا تھا.... وہ اس یہودی سے پانی خریدتے تھے.... جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی دشواری کا سامنا ہے تو وہ یہودی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ کنواں فروخت کردو.... اس نے کہا میری تو بڑی کمائی ہوتی ہے میں تو نہیں بیچوں گا.... یہودی کا جواب سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ آدھا بیچ دیں اور قیمت پوری لے لیں.... وہ یہودی نہ سمجھ سکا.... اللہ والوں کے پاس فراست ہوتی ہے.... یہودی نے کہا ہاں ٹھیک ہے آدھا حق دوں گا اور قیمت پوری لوں گا.... چنانچہ اس نے قیمت پوری لے لی اور آدھا حق دے دیا اور کہا کہ ایک دن آپ پانی نکالیں اور دوسرے دن ہم پانی نکالیں گے....

جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے پیسے دے دیئے تو آپ نے اعلان کروادیا کہ میری باری کے دن مسلمان اور کافر سب بغیر قیمت کے اللہ کیلئے پانی استعمال کریں.... جب لوگوں کو ایک دن مفت پانی ملنے لگا تو دوسرے دن خریدنے والا کون ہوتا تھا.... چنانچہ وہ یہودی چند مہینوں کے بعد آیا اور کہنے لگا جی آپ مجھ سے باقی آدھا بھی خرید لیں.... آپ نے باقی آدھا بھی خرید کر اللہ کیلئے وقف کردیا.... (خطبات فقیر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تین اہم نصیحتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ والوں کے واعظ حضرت ابن ابی سائب رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: تین کاموں میں میری بات مانو ورنہ میں تم سے سخت لڑائی کروں گی....

حضرت ابن ابی سائب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا، وہ تین کام کیا ہیں؟ ام المومنین میں آپ کی بات ضرور مانوں گا.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

1۔ یہ ہے کہ تم دعاء میں بہ تکلیف قافیہ بندی سے بچو، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس طرح قصداً نہیں کیا کرتے تھے....

www.besturdubooks.net

2۔ یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ لوگوں میں بیان کیا کرو اور زیادہ کرنا چاہو تو دو دفعہ ورنہ زیادہ سے زیادہ تین دفعہ کیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرو ورنہ لوگ (اللہ کی اس کتاب سے اکتا جائینگے....

3۔ یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم کسی جگہ جاؤ، اور وہاں والے آپس میں بات کررہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنا بیان شروع کردو.... بلکہ انہیں اپنی بات کرنے دو، اور جب وہ تمہیں موقع دیں اور کہیں تو پھر ان میں بیان کرو.... (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۳۹)

فتنہ اور اختلاف سے بچنے کی تاکید

سیاسی مسائل میں مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتنہ، تکوینی حکمتوں کے ماتحت پیش آیا.... آپس میں تلواریں بھی چل گئیں مگر عین اسی فتنہ کی ابتداء میں جب امام مظلوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغیوں کے نرغے میں محصور تھے اور یہی باغی نمازوں میں امامت کراتے تھے تو امام مظلوم نے مسلمانوں کو ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی.... اور عام ضابطہ یہ بتا دیا کہ:

اِذَاهُمْ اَحْسَنُوْا فَاَحْسِنْ معهم وَاِنْ هُمْ اَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ (مشکوۃ شریف صفحہ ۶۲)

ترجمہ:.... "یعنی جب وہ لوگ کوئی نیک کام کریں اس میں ان کے ساتھ تعاون کرو اور جب کوئی برا کام اور غلط کام کریں اس سے اجتناب کرو...."

اس ہدایت کے ذریعہ اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں کو قرآنی ارشاد ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان﴾ کی صحیح تفسیر بتادی اور باہمی انتشار وافتراق کا دروازہ بند کردیا....

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور اسی فتنہ کے آخر میں جب کہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان میدان جنگ گرم تھا.... روم کی عیسائی سلطنت کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ ملانے اور ان کی مدد کرنے کا پیغام ملا، قیصر روم نے

www.besturdubooks.net

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ تم کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستا رکھا ہے.... تمہاری مدد کے لئے میں فوج بھیج دوں....

قیصر روم کے خط کا جواب

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھا....

''اے نصرانی کتے! میرے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جو اختلاف ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یاد رکھ کہ اگر تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ترچھی نگاہ سے دیکھا تو سب سے پہلے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کا سپاہی بن کر تیری آنکھیں پھوڑنے والا معاویہ ہوگا....''

قیصر روم نے مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے قیصر کے نام خط لکھا:

''اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے صلح کرلوں گا، پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر روانہ ہوگا اس کے ہراول دستہ میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا....'' (تاج العروس جلد ۷ صفحہ ۲۰۸ مادہ اصطفلین)

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں.... اور میرا ان سے اختلاف صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے مسئلہ میں ہے.... اور اگر وہ خون عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لے لیں تو اہل شام میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا.... (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹، فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۵۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک شخص ابن خیبری نے اپنی بیوی سے کسی کو زنا کرتے دیکھ لیا، صبر نہ ہو سکا اس کو قتل کر دیا.... حضرت معاویہ

www.besturdubooks.net

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مقدمہ پہنچا، ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا، کیا فیصلہ فرمادیں، قاتل کی سزا قصاص.... لیکن یہ قتل جن حالات میں پیش آیا وہ بھی بالکل نظر انداز کرنا مشکل.... حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کولکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں مسئلہ تحقیق کر کے لکھیں.... (موطاامام مالک)

کیا ہم بھی اپنے کسی سیاسی مخالف کے سامنے جہل کا اقرار کر سکتے ہیں، کسی مسئلے میں جو باہمی نزاع نہ ہواس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، ہمارے سیاسی مخالف کا نہ کوئی قول معتبر ہے نہ وہ اس قابل ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں اس کی طرف رجوع کرے.... (الاعتدال)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف

ابو صالح نے بیان کیا کہ ایک روز ضرار بن ضمرہ کنانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ضرار سے کہا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کچھ اوصاف بیان کرو.... انہوں نے کہا امیر المؤمنین مجھے معاف رکھیں.... آپ نے کہا نہیں آپ بیان کرو.... ضرار نے کہا جب کچھ بتانا ہی ضروری ہے تو سنیں:

''بخدا وہ ایک بلند نظر دور اندیش اور ایک طاقت ور انسان تھے ان کی بات فیصلہ کن اور حکم عادلانہ ہوتا تھا.... ان کے اطراف وجوانب سے علم وحکمت کے چشمے پھوٹتے تھے.... دنیا اور انکی رنگینیوں سے دور رہ کر رات کی تاریکیوں سے مانوس رہتے تھے.... واللہ وہ بہت روتے تھے اور سوچ میں غرق رہتے تھے اپنی ہتھیلیاں الٹتے پلٹتے تھے اور اپنے آپ سے باتیں کیا کرتے تھے.... موٹا جھوٹا لباس اور کھانا پسند کرتے تھے.... بخدا! ہمیں جیسے ایک آدمی نظر آتے تھے ان کے پاس جب ہم جاتے تو وہ ہمیں قریب رکھتے اور ہماری باتوں کا جواب دیتے، لیکن اتنے قرب کے باوجود ان کی ایسی ہیبت تھی کہ ہم ان سے بات نہیں کر پاتے تھے وہ مسکراتے تو موتیوں جیسے دانت نظر آتے.... وہ دین داروں کی تعظیم کرتے اور فقراء ومساکین سے محبت رکھتے.... کوئی طاقت ور آدمی ان سے کسی غلط کام کرانے کی بات نہیں سوچ سکتا تھا اور کوئی کمزور آدمی انکے عدل سے کبھی مایوس نہ ہوتا تھا....

www.besturdubooks.net

میں خدا کو حاضر سمجھ کر کہتا ہوں کہ شب کی تاریکیوں میں انہیں بعض مواقع پر میں نے دیکھا کہ محراب کے اندر اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس بے چینی سے تڑپ رہے ہیں جیسے انہیں بچھو نے ڈنک مار دیا ہو اور کسی غم زدہ وستم رسیدہ شخص کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں.... ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت بھی ان کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے.... اے میرے پروردگار! اے میرے پالنہار! اس کے حضور وہ گریہ وزاری کر رہے ہیں اور دنیا سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں.... تم میرے پاس آ رہی ہو، تم مجھ پر نظریں جما رہی ہو.... افسوس! افسوس! جاؤ، کسی دوسرے کو دھوکہ دو.... میں نے تمہیں تین طلاق دے دی ہیں.... تمہاری عمر مختصر، تمہاری محفل ذلیل وحقیر اور تمہارا فائدہ بہت کم ہے.... آہ! آہ! توشہ راہ کتنا قلیل، سفر کتنا طویل اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے...."

یہ سن کر (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے اور ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی جسے وہ اپنی آستین سے پونچھتے رہے اور حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں.... (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایسے ہی تھے، اللہ ان پر رحم فرمائے.... پھر انہوں نے پوچھا ضرار! تمہیں ان کا کتنا غم ہے! ضرار نے جواب دیا.... اتنا ہی جیسے کسی کا کوئی اپنا آدمی خود اسی کی گود میں ذبح کر دیا جائے جس سے اس کے آنسو نہ تھمیں اور نہ اس کا غم سکون پائے، یہ کہہ کر اٹھے اور واپس چلے گئے.... (الحلیۃ از ابو نعیم جلد ۱ صفحہ ۸۴ والاستیعاب از ابن عبدالبر جلد ۳ صفحہ ۴۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے.... ان کی بیوی نے کہا اب روتے ہو حالانکہ ان سے تم نے جنگ کی ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تجھ پر افسوس ہے، کیسی باتیں کرتی ہے تجھے نہیں معلوم آج علم وفضل اور فقہ لوگوں کے ہاتھوں سے جاتا رہا.... (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۰، فضائل صحابہ صفحہ ۷۳)

www.besturdubooks.net

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے مخالفین کے ساتھ برتاؤ

جنگ جمل کتنی سخت لڑائی ہوئی تھی کہ تقریباً بیس ہزار آدمی اس لڑائی میں قتل ہوئے (تاریخ الخمیس) لیکن جب معرکہ شروع ہو رہا تھا اور دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہونے کو تھی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ صف سے آگے بڑھے اور مدمقابل جماعت میں سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی وہ بھی اپنی صف سے آگے بڑھے دونوں نے معانقہ کیا اور دونوں روئے.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے مجبور کیا کہ تم یہاں مقابلہ پر آ گئے؟ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے بدلہ نے.... دونوں حضرات میں گفتگو ہوتی رہی.... یہ ایسے دو مخالفوں کا برتاؤ ہے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں تلواریں نکالے ہوئے بالکل تیار بیٹھے تھے (کتاب الامامۃ والسیاسۃ) اسکے بعد معرکہ ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جماعت کو فتح ہوئی.... دوسری جماعت کے بہت سے افراد قید ہوئے.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت کے بعض افراد نے اصرار کیا کہ ان قیدیوں کو قتل کیا جائے.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول نہیں فرمایا بلکہ ان سے دوبارہ بیعت لیتے رہے اور معاف کرتے رہے.... ان مغلوبین کے مال کو غنیمت قرار دیا لیکن انکی جانوں کو قیدی بنانے سے انکار فرما دیا.... لوگوں نے اس پر بھی اصرار کیا کہ جب ان کے مال غنیمت بنائے گئے تو جانیں بھی قیدی بنائی جائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول انکار فرماتے رہے.... آخر اپنی جماعت کے اصرار پر ارشاد فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باندی بنا کر اپنے حصہ میں لینے پر تم میں سے کون تیار ہے؟ انہوں نے عرض کیا نستغفر اللہ یعنی ہم اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں یہ تو ہو نہیں سکتا.... حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "وَاَنَا اَسْتَغْفِرُ اللہ" (میں بھی اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)....

کسی نے جنگ جمل میں آپ کے مخالفین کے بارے میں سوال کیا، کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ نے فرمایا شرک سے تو وہ بھاگے ہی تھے (تب ہی تو وہ اسلام میں داخل ہوئے)

www.besturdubooks.net

اس نے پھر پوچھا کیا وہ منافق ہیں؟ آپ نے فرمایا منافقین اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں.... یہ لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے والے ہیں.... اس کے بعد اس نے سوال کیا، پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا! ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت کی (جس کی وجہ سے مجبوراً جنگ کرنی پڑی....) (سنن بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۳، فضائل صحابہ صفحہ ۱۷)

کیا ہم بھی اپنے کسی مخالف کا کوئی احترام باقی رکھتے ہیں.... دشمنی اور مقابلہ میں تلوار اٹھانا بہت بڑی چیز ہے.... کیا ہم معمولی سا خلاف کرنے والے کا بھی اتنا احترام رکھتے ہیں جتنا یہ حضرات مقابلہ میں تلوار اٹھانے والے کا رکھتے تھے....

اس کے بعد دیکھا کہ مقتولین میں محمد بن طلحہ پڑے ہوئے ہیں.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے، تم بڑے عبادت گزار، شب بیدار، تمام رات نماز پڑھنے والے تھے، سخت سے سخت گرمی میں کثرت سے روزے رکھنے والے تھے.... (کتاب الامامۃ)

حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا سلوک

اس لڑائی کے خاتمہ پر جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ زخمی ہو کر گرا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی سے کہا.... دیکھو (ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی (طبری) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی محمد ابن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرف دار تھے جلدی سے بڑھے، دریافت کیا کہ کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود ہودج کے پاس تشریف لے گئے.... فرمایا اماں جان کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ اللہ جل شانہ تمہاری غلطی کو معاف فرمائے.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائے.... (طبری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر کو شکست ہوئی.... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہودج (اونٹ کے اوپر کا کجاوہ جس میں پردہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف رکھتی تھیں) مقتولین کے درمیان سے اٹھالیا جائے اور ان کے لئے خیمہ لگایا

www.besturdubooks.net

جائے اور خود حاضر ہو کر خیریت پوچھی.... (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام کیا انہوں نے بھی مرحبا کہا.... وہاں ایک عورت صفیہ نامی موجود تھی اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے کہا تیری اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ یتیم کرے جیسا کہ تو نے میری اولاد کو یتیم کیا.... اس نے دوبارہ یہی الفاظ کہے.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بات ان سنی کر دی اور خاموشی سے تشریف لے آئے.... کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین (خاموشی سے گزر رے چلے جا رہے ہیں) آپ نے سنا نہیں یہ عورت کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ حکم ہے کہ مشرک عورتوں سے بھی تعرض کریں.... پھر مسلمان عورتوں سے کیونکر درگزر نہ کریں.... (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶.... فضائل صحابہ صفحہ ۶۷)

اسی موقع پر ایک شخص نے آ کر عرض کیا امیر المؤمنین دو آدمی دروازہ پر کھڑے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برا کہہ رہے ہیں.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قعقاع بن عمرو کو حکم دیا کہ دونوں آدمیوں کو (تعزیراً) سو سو کوڑے لگائیں.... (حوالا بالا)

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روانہ ہونے لگیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکے قافلہ کیلئے سواریوں کا انتظام کیا اور زادراہ کھانا پینا و دیگر سامان فراہم کر کے دیا اور بصرہ کی چالیس عورتیں ان کے ساتھ کیں.... جب عین روانی کا وقت آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بنفس نفیس دروازہ پر تشریف لائے اس وقت اور بھی بہت سے افراد موجود تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب کو رخصت کیا اور سب کو دعا دی.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہ ایک واقعہ پیش آ گیا تھا جو اپنوں میں کبھی پیش آ جاتا ہے (ہم ایک دوسرے کی فضیلت کے منکر نہیں ہیں) بلاشبہ یہ دنیا و آخرت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں.... پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے ساتھ بطور مشایعت چند میل تک چلتے رہے اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ آج کا دن بھر سفر گزاریں.... (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶، فضائل صحابہ صفحہ ۶۸)

www.besturdubooks.net

یہ تھا مخالفوں کے ساتھ معاملہ اور یہ بھی مقالبین کی عزت افزائی ہم لوگوں کو اپنے کسی حریف پر تسلط حاصل ہو جائے تو ہمارا کیا برتاؤ ہے.... کسی مخالف پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اس کی جان و مال آبرو کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر ہم رحم کر سکتے ہیں.... (الاعتدال صفحہ ۲۴۰)

حضرت علی بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت علی بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جنگ جمل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موقف کے خلاف تھے.... ان کے سامنے کسی نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے غصہ کے عالم میں اسے ڈانٹا، چپ ہو جا بھونکنے والے قبیح آدمی! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب زوجہ کو ایذا پہنچانا چاہتا ہے؟ وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ محترمہ رہیں گی، انہوں نے امن کی راہ اختیار کیا، اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں آپ کی محبوب زوجہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ہمارا امتحان لیا کہ ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں یا خدا کی.... (کنز العمال صفحہ ۱۶۶، حیات الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۱۴)

اس سے بلند نمونہ ادب اور کیا ہو سکتا ہے؟ جو ایسے انسانوں نے پیش کیا جن کے درمیان مشیت خداوندی سے آپس میں شمشیر زنی اور نیزہ بازی ہو چکی تھی لیکن جو نور انہوں نے شمع نبوت سے پایا تھا وہ ان کے دلوں میں جگمگاتا رہا جس سے کینہ اور بغض و حسد کی ظلمتیں ان کے قریب نہ آسکیں اور ادب و اختلاف کی اتنی عظیم الشان مثالیں انہوں نے پیش فرما دیں.... فالحمد للہ.... (اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا طرز عمل

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ ناگوار بات کہہ دی.... تھوڑی دیر کے بعد فرمایا.... اے میرے بھائی! میرے لئے مغفرت طلب کرو.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ ہو

www.besturdubooks.net

گئے.... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی مرتبہ اس بات کا اعادہ کیا.... پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ ٹھنڈا نہ پڑا.... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا.... حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اس کے لئے مغفرت طلب کرو اور تم ایسا نہیں کرتے.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا.... قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ کوئی مرتبہ ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے مجھ سے اپنے لئے استغفار کرائی ہو اور میں نے استغفار نہ کی ہو.... اور اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی آپ کے بعد مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں.... یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا.... اور قسم اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ کو بھیجا ہے، آپ کے بعد ان سے زیادہ مجھے بھی کوئی محبوب نہیں.... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے میرے ساتھی کے بارے میں تکلیف مت دو.... اس لئے کہ مجھے اللہ پاک نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تھا.... تم لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو.... اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں.... اور اگر اللہ پاک نے ان کا نام صاحب نہ رکھا ہوتا تو میں ان کو اپنا خلیل بنالیتا، اللہ کے لئے بھائی بندی ہے سن لو مسجد میں سے ہر دریچی بند کر دی جائے مگر ابن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دریچی باقی رہنے دی جائے.... (حیات الصحابہ صفحہ ۵۰۶)

حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کا طرز عمل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب بلایا اور کہا ہمارے آپس میں بہت سی دفعہ وہ باتیں ہوئیں جو سوکنوں میں ہوتی ہیں.... اللہ میری اور تمہاری ان معاملات میں مغفرت کرے جو ہوئے.... میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان سب باتوں کی مغفرت کرے اور تجاوز کرے، اور ان سب باتوں سے بری الذمہ کرے.... یہ سن کر ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا.... تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تمہیں خوش کرے اور

www.besturdubooks.net

اسی طرح ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان سے بھی اس جیسی بات کہی.... (حیات الصحابہ جلد ۶ صفحہ ۵۰۷ اردو)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شعبی کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں ان کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اور ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں.... حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا... کیا آپ کو پسند ہے کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دوں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں! انہوں نے اجازت دی.... چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر رہے تھے اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے گھر اور مال اور اہل اور خاندان محض اللہ کی رضا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے اور تم اہل بیت کو راضی کرنے کے لئے چھوڑا ہے اور اس کے بعد پھر انہیں منایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہو گئیں.... (حیاۃ الصحابہ جلد ۶)

حضرت علی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابوزناد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کر دیا؟ حالانکہ آپ ان کی بہ نسبت مناقب میں زیادہ کامل ہیں.... اور اسلام لانے اور صلح جوئی میں ان سے پیش پیش اور سبقت لے جانے والے اعمال میں ان سے آگے ہیں.... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے استعاذہ کر (یعنی اس بات کے کہنے سے اللہ کی پناہ پکڑ) اس شخص نے کہا بہت اچھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر مؤمن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا اور اگر تو زندہ رہ گیا تو میری جانب سے تیرے پاس وہ گھبراہٹ آئے گی جو تیرا چاروں طرف سے محاصرہ کر لے

www.besturdubooks.net

گی.... تجھ پر بڑا افسوس ہے.... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے.... امام بننے میں مجھ سے سبقت لے گئے.... اور امام بنائے جانے میں، اور ہجرت کے وقت غار کے واقعہ میں بھی مجھ سے سبقت لے گئے.... اور اسلام کی اشاعت میں مجھ پر سبقت لے گئے.... تجھ پر بڑا افسوس ہے.... اللہ پاک نے تمام لوگوں کی مذمت کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی.... اور فرمایا:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورہ توبہ رکوع ۶)

ترجمہ:.... ''اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے (قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے).... '' (حیات الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۴۴)

حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان سو مختلف فیہ مسائل تھے اور ان میں سے چار کا ذکر بھی کیا ہے....

ان اختلافات کے باوجود ان دونوں حضرات کی باہمی محبت و یگانگت اور عزت و احترام میں کوئی کمی نہیں آئی.... (اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب بحوالہ اعلام الموقعین جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک روز دو آدمی آئے.... ان میں

www.besturdubooks.net

سے ایک نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے نے کسی دوسرے صحابی سے قرآن حکیم پڑھا تھا.... پہلے شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے عمر بن خطاب نے پڑھایا ہے، یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے....ان کا دامن آنسوؤں سے تر ہو گیا اور فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں جس طرح پڑھایا ہے اسی طرح پڑھ کر مجھے سناؤ....وہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں داخل ہو کر کوئی نکل نہیں سکتا تھا....آپ کے انتقال سے وہ قلعہ ٹوٹ کر بکھر گیا....(الاحکام جلد ۶ جلد ۶۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے....آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علم و تفقہ سے بھری ہوئی شخصیت....اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ علم سے ایسے بھرے ہوئے کہ میں اہل قادسیہ پر انہیں ترجیح دیتا ہوں....(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۱۶۱، حیات الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۹)

بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی تعظیم وتوقیر محبت وعظمت کا یہ حال تھا

حضرت ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بعض مسائل میں اختلاف تھا اور سخت اختلاف تھا لیکن اس کے باوجود ان کا حسن کردار یہ تھا....

ایک بار حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو ان کی سواری کی رکاب تھام لی اور ساتھ ساتھ چلنے لگے....

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے فرزند عم رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ چھوڑ کر ہٹ جائیں اور ایسا نہ کریں....''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''ہمیں یہی سکھایا گیا ہے کہ اپنے علماء اور بڑوں کے ساتھ ایسا ہی کریں....''

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ آگے کیا جسے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً چوم لیا اور فرمایا:

www.besturdubooks.net

"ہم کو اہل بیت نبی کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم اور تعلیم دی گئی ہے...."

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۷، حیات الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۳ بحوالہ اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب)

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "علم اس طرح رخصت ہوتا ہے...." (اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب بحوالہ اعلام الموقعین جلد ۱ صفحہ ۱۸)

اور ایک روایت میں ہے "علم کا جانا اس طرح ہوتا ہے" آج علم کا بہت زیادہ حصہ دفن ہو گیا.... (اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب بحوالہ سنن جلد ۶ صفحہ ۲۱۱، والمحصول جلد ۲ صفحہ ۷۷ ق ۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے قاتل کیساتھ حسن سلوک

ابولؤلؤہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے نصرانی غلام تھا.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہی میں ان کو اشارہ سے قتل کی دھمکی دی تھی، حتیٰ کہ کچھ عرصہ کے بعد قتل ہی کر دیا.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ اس نے اس وقت مجھے قتل کی دھمکی دی ہے لیکن اس کے باوجود کیا کوئی انتقام اس سے لیا بلکہ اسکے بالمقابل اس کے ساتھ احسان کا ارادہ تھا جو کتب احادیث اور تاریخ میں مشہور ہے.... اور اس کی عداوت کا یہ حال تھا کہ جب نہاوند قیدی پکڑ کر لائے گئے تو ایک ایک کے سر پر ہاتھ پھیرتا تھا اور کہتا تھا کہ "اَکَلَ عُمَرُ کَبِدِیْ" عمر نے میرا جگر کھالیا.... (اشاعۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے قاتل کیساتھ سلوک

ابن ملجم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ایک مرتبہ کسی اپنی حاجت کو لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا.... آپ نے اس کی حاجت پوری فرما دی، اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرا قاتل ہے کسی نے عرض کیا اس کو آپ قتل کیوں نہیں کرا دیتے؟ آپ نے فرمایا "فَمَنْ یُقْتُلُنِیْ" پھر مجھے کون قتل کرے گا؟ (اشاعۃ)

ایک روایت میں ہے کہ ابھی تو اس نے قتل نہیں کیا (تو پہلے سے قصاص کیسے ہو سکتا ہے) جب اس شقی نے آپ پر حملہ کر دیا اور پکڑا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی قتل نہ کرنا قید میں رکھنا "وَاَطِیْبُوْا طَعَامَهٗ وَاَلِیْنُوْا فِرَاشَهٗ" اور کھانے کو اچھا دینا اور بستر ہ نرم دینا....

www.besturdubooks.net

اگر میں اس حملہ سے مرگیا تو قصاص میں قتل کردینا.... اور اچھا ہوگیا تو میں اپنے معاملہ کا مختار ہوں چاہے معاف کردوں یا بدلہ لوں (خمیس).... (الاعتدال صفحہ ۲۴۵)

دشمنوں کے ساتھ ان پاک نفوس کا جو برتاؤ تھا وہ ہمارا دوستوں سے بھی نہیں پھر امید باندھے بیٹھے ہیں کہ اسلام اسلام کا نام زبان پر رٹیں اور ثمرات وہی حاصل ہوں جو ان کو حاصل تھے (فالی اللہ المشتکی).... (الاعتدال)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے قاتل کیساتھ سلوک

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب زہر پلایا گیا اور جب وصال ہونے لگا تو لوگوں نے دریافت کیا آپ کو کچھ معلوم ہے کہ کس نے زہر دیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ میں ہرگز نہ بتاؤں گا کہ کس نے پلایا ہے.... اگر وہی ہے جس کو میں سمجھتا ہوں تو اللہ جل شانہ کا انتقام بہت کافی ہے.... اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی بے گناہ کو مارا جائے.... (خمیس)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زہر کے اثر کا غلبہ ہوا تو اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور اس کی اجازت منگائی کہ میں ان کے گھر میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہوں.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باوجود اس ساری لڑائی کے بخوشی اس کو قبول فرمایا.... اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ شاید میری زندگی میں میری شرم ولحاظ کی وجہ سے اجازت دے دی ہو.... میرے انتقال کے بعد دوبارہ اجازت لے لینا.... اگر وہ بخوشی اجازت دے دیں تو وہاں دفن کردینا ورنہ عام قبرستان میں دفن کردینا.... حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھائی کے انتقال کے بعد دوبارہ اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "نعم و کرامۃً" ہاں ہاں بڑے اکرام کے ساتھ....

یہ ہے مسلمانوں کے اسلاف کی لڑائی اور آپس کی مخالفت....

www.besturdubooks.net

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ پڑھوانا

اس کے بعد کا بھی حال سنو کہ امراء بنوامیہ نے اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا تھا، مزاحمت کی اور کہا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا تو حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں دفن نہیں ہو سکتے.... لیکن اس کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے سعید بن العاص (امیر مدینہ کو بڑھایا اور فرمایا کہ یہی سنت ہے....(خمیس، الاعتدال)

قاضی بَکّار بن قُتَیبہ رحمہ اللہ کا بادشاہ سے معاملہ

قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ.... یہ بڑے درجے کے محدثین میں سے ہیں.... دینی مدارس میں حدیث کی کتاب ''طحاوی شریف'' پڑھائی جاتی ہے اس کے مصنف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے استاد ہیں.... ان کے زمانے میں جو بادشاہ تھا وہ ان پر مہربان ہوگیا اور ایسا مہربان ہوگیا کہ ہر معاملے میں ان سے صلاح اور مشورہ ہو رہا ہے.... ہر معاملے میں ان کو بلایا جا رہا ہے.... ہر دعوت میں ان کو بلایا جا رہا ہے.... حتیٰ کہ ان کو پورے ملک کا قاضی بنا دیا.... اور اب سارے فیصلے ان کے پاس آ رہے ہیں.... دن رات بادشاہ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے.... جو سفارش کرتے ہیں بادشاہ ان کی سفارش کو قبول کر لیتا ہے.... ایک عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا.... یہ اپنا قضا کا کام بھی کرتے رہے اور جو مناسب مشورہ ہوتا وہ بادشاہ کو دے دیا کرتے تھے....

چونکہ وہ تو عالم اور قاضی تھے.... بادشاہ کے غلام تو نہیں تھے.... تو ایک مرتبہ بادشاہ نے غلط کام کر دیا.... قاضی صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کا یہ کام غلط ہے اور درست نہیں ہے.... اور یہ کام شریعت کے خلاف ہے.... اب بادشاہ سلامت ناراض ہوگئے کہ ہم اتنے عرصے تک ان کو کھلاتے پلاتے رہے.... ان کو ہدیے تحفے دیتے رہے اور ان کی سفارش قبول کرتے رہے اور اب انہوں نے ہمارے خلاف ہی فتویٰ دے دیا.... چنانچہ فوراً ان کو قاضی

www.besturdubooks.net

کے عہدے سے معزول کردیا.... یہ دنیاوی بادشاہ بڑے تنگ ظرف ہوتے ہیں.... دیکھنے میں بڑے سخی نظر آتے ہیں لیکن کم ظرف ہوتے ہیں.... تو صرف یہ نہیں کیا کہ ان کو قضا کے عہدے سے معزول کردیا بلکہ ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ جاکر ان سے کہو کہ ہم نے آج تک نہیں تمہیں جتنے ہدیے تحفے دیئے ہیں وہ سب واپس کرو.... اس لئے کہ اب تم نے ہماری مرضی کے خلاف کام شروع کردیا ہے.... اب آپ اندازہ کریں کہ کئی سالوں کے وہ ہدایا.... کبھی کچھ دیا ہوگا.... کبھی کچھ بھیجا ہوگا.... لیکن جب بادشاہ کا وہ آدمی آیا تو آپ اس آدمی کو اپنے گھر کے اندر ایک کمرے میں لے گئے اور ایک الماری کا تالہ کھولا تو وہ پوری الماری تھیلیوں سے بھری ہوئی تھی.... آپ نے اس قاصد سے کہا کہ تمہارے بادشاہ کے پاس سے جو تحفے کی تھیلیاں آتی تھیں وہ سب اس الماری کے اندر رکھی ہوئی ہیں.... اور ان تھیلیوں پر جو مہر لگی تھی وہ مہر بھی ابھی تک نہیں ٹوٹی.... یہ ساری تھیلیاں اٹھا کر لے جاؤ.... اس لئے کہ جس دن بادشاہ سے تعلق قائم ہوا.... الحمدللہ اسی دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ذہن میں تھا کہ "احبب حبیبک ھونا ما عسٰی ان یکون بغیضک یوما ما" اور مجھے اندازہ تھا کہ شاید کوئی وقت ایسا آئے گا کہ مجھے یہ سارے تحفے واپس کرنے پڑیں گے.... الحمدللہ بادشاہ کے دیئے ہوئے ہدیے اور تحفوں میں سے ایک ذرہ بھی آج تک اپنے استعمال میں نہیں لایا.... یہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کا صحیح نمونہ.... یہ نہیں کہ جب دوستی ہوگئی تو اب ہر طرح کا فائدہ اٹھایا جارہا ہے اور جب دشمنی ہوئی تو اب پریشانی اور شرمندگی ہورہی ہے.... اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے.... آمین (اصلاحی خطبات ج ۱۰)

www.besturdubooks.net

فقہی اختلافات کے باوجود حضرت فقہاء کرام رحمہم اللہ کی باہمی محبت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی امام مالک رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس شہر کے رہنے والے تھے جس کے بارے میں مشہور تھا "الکوفی لا یوفی" کوفی کبھی وفا نہیں کرتا)....ایک دفعہ حضرت امام ابوحنیفہؒ مدینہ طیبہ گئے....وہاں امام مالکؒ رہتے تھے....انہوں نے تعارف پوچھا کہ کہاں سے آئے ہیں؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے کوفے سے آیا ہوں! حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: کوفے کے لوگ تو منافق ہوتے ہیں....کوفہ منافقوں کا گڑھ ہے....حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہایت ادب سے کہنے لگے حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے عمر میں بڑے تھے لیکن اخلاق شریفہ کے ساتھ متصف تھے اور مدینے کے زائر تھے....حاضری دینے والے تھے....مدینے کے رہنے والے نہیں تھے....

اہل مدینہ کا ادب کرتے تھے....حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے:

حضرت! اجنبی آدمی ہوں....ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا ہوں....

امام مالکؒ نے فرمایا: کہیے! فرمایا کہ ذرا اس آیت کا مطلب پوچھنا ہے کہ....

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ط وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط (التوبہ ۱۰۱)

"تمہارے گردو پیش میں بہت سے منافق رہتے ہیں اور مدینے میں بھی وہ لوگ

www.besturdubooks.net

موجود ہیں جونفاق رکھے ہوئے ہیں آپ ان کونہیں جانتے ہم جانتے ہیں....''

یہ سن کرامام مالک رحمہ اللہ کا تو رنگ فق ہوگیا....کہنے لگے آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کی تعریف کیا ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا مجھے نعمان کہتے ہیں....ابوحنیفہ کہتے ہیں....حضرت امام مالک کھڑے ہوگئے معانقہ کیا اوراس گستاخی کی معافی چاہی....تو امام ابوحنیفہ بھی وہیں کے ہیں....جیساوہ مدینہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں....اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں: اہل مدینہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جونفاق میں پکے ہیں....''

امام شافعیؒ کا امام ابوحنیفہؒ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرنا

خطیب بغدادی اور موفق نے علی بن میمون (جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے خود اپنے کانوں سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں.... ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کران کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو دعاء کے بعد مراد برآنے میں دیر نہیں لگتی....'' (امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۵۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے یہاں مخالف مسلک کا احترام

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نکسیر پھوٹنے اور حجامت (پچھنے) لگوانے سے وضوضروری ہوجاتا ہے....ان سے ایک بار پوچھا گیا کہ امام کے بدن سے خون نکلا اور اس نے وضونہیں کیا....کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

آپ نے جواب دیا: ''امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیچھے میں کیسے نماز نہ پڑھوں؟'' (اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب صفحہ ۱۰۹)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤطا پر لازمی عمل کرانے کی مخالفت کرنا

ائمہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اہل مدینہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلہ میں

www.besturdubooks.net

سب سے زیادہ ثقہ اور صحیح اسناد سمجھے جاتے تھے.... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفقہاء سبعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کے سب سے بڑے عالم بھی تھے.... آپ کے ذریعہ اور آپ ہی جیسے دوسرے ائمہ سے علم روایت وفتویٰ کی بنیاد مضبوط ہوئی.... آپ نے حدیث وافتاء کی بیش بہا خدمت کی اور موطا جیسی گرانقدر کتاب تالیف فرمائی.... جس میں اہل حجاز کی قوی احادیث اور مستند اقوال صحابہ وفتاویٰ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ جمع کر دیئے اور اس کے بہترین فقہی ابواب قائم فرمائے.... یہ مؤطا آپ کی چالیس سالہ جانفشانیوں کا ثمرہ ہے.... ستر (۷۰) معاصر علماء حجاز نے بھی اس کی تائید وموافقت فرمائی.... اس کے باوجود منصور نے جب اس کے چند نسخے کرا کے دوسرے شہروں اور ملکوں میں بھیجنے کا ارادہ کیا، تاکہ لوگ اس فقہ پر عمل کریں اور پیدا شدہ اختلافات ختم ہو جائیں تو سب سے پہلے آپ نے اس خیال کی مخالفت فرمائی اور فرمایا، امیر المؤمنین آپ ایسا نہ کریں لوگوں تک بہت سی باتیں اور احادیث وروایات پہنچ چکی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان میں سے کچھ اپنا چکے ہیں جس سے خود ہی اختلاف رونما ہو چکا ہے اور اب اس اقدام سے مزید اختلافات پیدا ہو جائیں گے.... اس لئے انہوں نے اپنے لئے جو اختیار کر لیا ہے اس پر انہیں آپ چھوڑ دیں.... خلیفہ منصور نے یہ سن کر کہا:

''ابو عبداللہ آپ کو اللہ اور توفیق بخشے....''

(اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳۳۵)

یہ امام کتنا جلیل القدر ہے جو بغیر رضامندی کے اس کتاب پر دعوت عمل کا اقدام بھی نہیں کرنے دیتا جس میں اس نے اپنی سنی ہوئی سب سے اچھی احادیث اور اپنا محفوظ وقوی علم ودیعت کر دیا تھا جس پر اہل مدینہ اور بہت سے معاصر علماء کا بھی اتفاق تھا.... (حوالا بالا)

مکتوب لیث بن سعد رحمہ اللہ بنام امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

غالباً ادب اختلاف کی سب سے اچھی اور بہترین مثال اور مکتوب ہے جسے فقیہ وعالم مصر امام لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام بھیجا.... کمال ادب کے ساتھ اس میں آپ نے ان سب مسائل کا ذکر کیا ہے جن میں ان دونوں حضرات کا

www.besturdubooks.net

اختلاف تھا.... یہ مکتوب کافی طویل ہے اس لئے اس کا صرف انتخاب یہاں پیش کیا جا رہا ہے، جس سے ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس امت کے اسلاف اور علماء فقہاء نے کن آداب اختلاف کے سائے میں پرورش پائی تھی حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آپ پر سلامتی ہو.... اس خدا کی حمد وثنا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں.... حمد وصلوٰۃ کے بعد دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عافیت میں رکھے.... اور دنیا وآخرت میں انجام بخیر فرمائے.... آپ کا مکتوب ملا جس میں آپ نے صحت احوال وظروف کا ذکر کیا ہے.... اللہ آپ کو ہمیشہ اسی طرح رکھے اور اپنے فضل واحسان سے مزید حمایت ونصرت عطا فرمائے....''

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''میرے کچھ ایسے فتاویٰ کا آپ کو علم ہوا جس کے خلاف آپ کے یہاں لوگوں کا عمل ہے.... اور یہ کہ فتاویٰ میں اپنے اوپر اعتماد کرنے سے مجھے ڈرنا چاہئے.... سبھی لوگ اہل مدینہ کے تابع ہیں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہوئی اور جہاں نزول قرآن ہوا.... آپ نے جو کچھ لکھا درست اور بجا ہے.... ان شاء اللہ میرے اوپر آپ کی تحریر کا وہی اثر ہوا جو آپ چاہتے ہیں.... میں شاذ فتاویٰ کی ناپسندیدگی، گزشتہ علماء مدینہ کی افضلیت تسلیم کرنے اور انکے متفقہ فتاویٰ قبول کرنے میں کسی عالم کو اپنے سے زیادہ نہیں پاتا جس پر اللہ رب العالمین کا شکر ہے جس کا کوئی شریک نہیں....''

پھر امام لیث بن سعد رحمہ اللہ اپنے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان عمل اہل مدینہ کی حجیت کے وجوہ اختلاف بیان کرتے ہیں اور اس کی وضاحت کرتے ہیں:

''بہت سے اسلاف کرام جنہوں نے درسگاہ نبوت میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پائی.... وہ جہاد کرتے ہوئے زمین کے شرق وغرب میں پھیل گئے.... تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں بھی بہت سی چیزوں میں اختلاف ہے.... جیسے ربیعہ ابن ابی عبدالرحمٰن، ان کے بعد ماخذ کا ذکر کرنے کے بعد لکھا بحمد اللہ اس کے باوجود ربیعہ کے یہاں بڑی بھلائی، اصیل عقل، بلیغ زبان، واضح فضیلت، اسلام کا اچھا راستہ، اپنے بھائیوں کے لئے عام طور پر اور ہمارے لئے خاص طور پر سچی محبت ہے.... اللہ انہیں رحمت ومغفرت سے نوازے، اور ان کے اعمال کی جزائے خیر دے....''

www.besturdubooks.net

اس کے بعد اپنے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان کئی اختلافی مسائل کی مثالیں دیں جیسے "الجمع لیلة المطر، القضاء بشاهد و یمین، مؤخر الصداق لایقبض الا عندالفراق، تقدیم الصلوٰة علی الخطبة فی الاستسقاء" وغیرہ..

آخر میں لکھتے ہیں: "اس طرح کی بہت سی دوسری چیزوں کا میں نے ذکر نہیں کیا.... اللہ آپ کو خیر وصلاح عطا فرمائے، زیادہ دنوں باقی رکھے، کیونکہ اسی میں لوگوں کی بھائی ہے....اور آپ کے چلے جانے سے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہے....دوری کے باوجود آپ کے مقام ومرتبہ سے آشنا ہوں....آپ کے سلسلہ میں میری یہ رائے اور یہ قدر ومنزلت ہے....اپنے اور اہل وعیال کے حالت سے یا کوئی ضرورت ہو تو مجھے باخبر فرماتے رہیں، مجھے مسرت ہوگی....اللہ مجھے اور آپ کو اپنی عافیت میں رکھے....فالحمد للہ، اس سے دعا ہے کہ اس نے ہم سب کو جو نعمت دے رکھی ہے اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے.... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...." (اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب)

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

مسالک ائمہ کا جو ہم نے جائزہ لیا ہے اور ہر ایک کے اصول وضوابط میں جو فرق ہے اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے درمیان کافی اختلاف ہے اور دونوں میں عمر کا بھی تفاوت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پندرہ برس بڑے ہیں اس کے باوجود ایک دوسرے کے احترام میں کوئی چیز مانع نہ ہو سکی....اور فقہ میں اختلاف مناہج ہوتے ہوئے بھی ادب کا پہلو ہی غالب رہا....قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ المدارک میں فرماتے ہیں:

"امام لیث بن سعد نے کہا ایک روز میں نے مدینہ طیبہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں....انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ سے گفتگو کر کے میں پسینہ پسینہ ہو گیا....اے مصری! وہ واقعی فقیہ ہیں...."

امام لیث مصری نے کہا: "اس کے بعد میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر

www.besturdubooks.net

کے کہا اس شخص (امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ کے بارے میں کتنی اچھی بات کہی....
تو آپ نے فرمایا: صحیح جواب اور بھرپور تنقید میں ان سے تیز خاطر آدمی میں نے نہیں
دیکھا....'' (اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب بحوالہ الانتقاء)

اسماعیل بن فدیک کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ وہ
حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں اور دونوں
اکٹھے چل رہے ہیں اور باہمی گفتگو بھی جاری ہے حتیٰ کہ جب دونوں مسجد کے دروازہ پر
پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا
احترام کرتے ہوئے انہیں مسجد میں داخل ہوتے وقت آگے کیا اور خود پیچھے داخل
ہوئے....(امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۵۳)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

سفیان بن ابی عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمعصر اور ان کے ہمسر
تھے....امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں....مالک اور ابن عیینہ دونوں معاصر ہیں....اگر یہ
دونوں نہ ہوتے تو علم حجاز رخصت ہو جاتا....

اس کے باوجود روایت ہے کہ ابن عیینہ نے ایک بار حدیث ذکر کی تو ان سے کہا گیا
کہ اس حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے اختلاف رکھتے ہیں....انہوں نے
کہا: ''مالک سے مجھے ملا رہے ہیں کہاں میں اور کہاں وہ؟ دونوں کا کیا مقابلہ؟''

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:
''قریب ہے کہ لوگ طلب علم میں سفر کریں گے تو عالم مدینہ سے بڑا کوئی عالم نہ
پائیں گے....سفیان سے پوچھا گیا وہ کون عالم ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: وہ مالک
ابن انس ہیں....اور کہتے تھے ان کے پاس صحیح احادیث ہی پہنچتیں، ثقہ راویوں سے وہ
حدیثیں لیتے....میں دیکھ رہا ہوں کہ مدینہ میں ان کے بعد علمی ویرانی چھا جائے گی....

(اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب بحوالہ الانتقاد)

www.besturdubooks.net

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

دونوں حضرات امام ہیں اور فقہی مسائل میں دونوں کے درمیان کافی اختلاف ہے.... اس کے باوجود حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''مالک ابن انس رحمہ اللہ تعالیٰ میرے استاد ہیں.... ان سے میں نے علم حاصل کیا.... علماء کا جب ذکر کیا جائے تو وہ ستارے ہیں.... میرے نزدیک ان سے زیادہ کوئی قابل اطمینان نہیں....''

اور یہ بھی فرماتے ہیں: ''جب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے حدیث آئے تو اسے مضبوطی سے تھام لو.... ان کو جب حدیث میں شک ہوتا تو اسے مکمل چھوڑ دیتے....'' (ایضا)

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں محدثین کی آراء

شعبہ بن حجاج کا ارشاد

حضرت شعبہ بن حجاج علم حدیث میں امیر المؤمنین تھے.... مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت عزت وتکریم کرتے تھے اور ان کے مقام ومرتبہ کے مداح تھے.... دونوں حضرات میں محبت ومودت تھی اور مراسلت بھی.... وہ امام ابوحنیفہ کی تائید وتوثیق کرتے اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کیا کرتے تھے.... اور ان کو جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمایا:

''آپ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ساتھ فقہ کوفہ بھی رخصت ہو گیا.... انہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازے....'' (حوالا بالا)

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمعصر محدثین کے اقوال

قول احمد مکی خوارزمی:.... احمد مکی خوارزمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

أَيَا جَبَلَيْ نُعْمَانَ إِنَّ حَصَا كُمَا
لَيُحْصَى وَلاَ يُحْصَى فَضَائِلُ نُعْمَانِ

www.besturdubooks.net

اے دونوں پہاڑ نعمان بے شک تمہاری کنکریاں شمار کی جا سکتی ہیں لیکن نعمان بن ثابت (امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ) کے فضائل شمار نہیں کئے جا سکتے....

قول شداد بن حکیم

شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے: ''میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا....''

قول مکی ابن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ

مکی ابن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.... ''ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ عالم تھے....''

قول ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا ''اس شخص کے فوت ہونے سے علم کا بہت بڑا حصہ جاتا رہا....''

قول عبداللہ بن داؤد

عبداللہ بن داؤد نے کہا: ''جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہیں....اور آثار یا حدیث کے دقائق یا موشگافیوں کو معلوم کرنا ہو تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں....''

عبداللہ بن داؤد سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

''اہل اسلام پر اپنی نماز میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کرنا واجب ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کے واسطے سنن اور آثار محفوظ کر دیا ہے....''

قول امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علم، تقویٰ، زہد اور اختیار آخرت میں اس مقام پر تھے جہاں کوئی نہیں پہنچا....

www.besturdubooks.net

قول عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بجز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کوئی زیادہ حقدار نہیں کہ اس کا اقتداء کیا جائے.... کیونکہ وہ امام و متقی و پرہیزگار اور عالم فقیہ تھے.... علم کو انہوں نے ایسا کھولا کہ کوئی نہیں کھول سکا....

قول خلف ابن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ

خلف بن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے.... انہوں نے فرمایا: خدا تعالیٰ سے علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اور ان سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اور ان سے تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو پس جو چاہے راضی رہے یا غصہ ہو....

قول سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ''جیسے باز کے سامنے چڑیوں کی حالت ہوتی ہے ویسی ہی ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہماری حالت تھی اور بلاشبہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علماء کے سردار ہیں....''

قول سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ

سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ حدیث ''لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَظْهَرَ الْعِلْمُ....'' (قیامت نہیں قائم ہوگی حتیٰ کہ علم ظاہر ہو جائے) کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ یہاں علم سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم مراد ہے....

قول امام شعرانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام شعرانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میزان کبریٰ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کثرت علم و ورع و عبادت و دقت مدارک و استنباط پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہے....

قول ابراہیم بن عکرمہ مخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ

ابراہیم بن عکرمہ مخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے، میں نے

www.besturdubooks.net

اپنی تمام عمر میں کوئی عالم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ پرہیزگار، زیادہ زاہد، زیادہ عبادت گزار، زیادہ علم والا نہیں دیکھا....

قول شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ

شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے، سب سے زیادہ پرہیزگار، سب سے زیادہ عبادت گزار، سب سے زیادہ کریم النفس اور دین میں بڑی احتیاط کرنے والے تھے....

قول عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے کوفہ میں داخل ہو کر وہاں کے لوگوں سے سوال کیا: تمہارے شہر میں کون شخص سب سے زیادہ علم والا ہے؟ سب نے کہا.... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پھر میں نے پوچھا سب سے زیادہ پرہیزگار کون شخص ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پھر میں نے پوچھا سب سے زیادہ زاہد کون ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ....

پھر میں نے پوچھا سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے؟ سب نے کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ.... پس اخلاق حسنہ ومحمودہ میں سے میں نے کوئی صفت نہیں پوچھی مگر سب نے یہی کہا ہے کہ بجز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اس وصف کے ساتھ پیدا ہوا....

قول امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا.... لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں.... کیونکہ میں نے ان سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں دیکھا.... اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ ہوگا....

www.besturdubooks.net

قول امام وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ

امام وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’میں نے کسی ایسے شخص سے جو ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ افقہ اور اچھی نماز پڑھنے والا ہو ملاقات نہیں کی....‘‘

قول یحییٰ سعید القطان

یحییٰ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سعید القطان کو فرماتے سنا:
’’ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی احسن رائے نہیں دیکھا....
ہم اکثر ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں....‘‘

قول یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نزدیک قراءتوں میں حمزہ کی قرأت اور فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا فقہ عمدہ ہے....

قول محمد بن بشر رحمہ اللہ تعالیٰ

نافع الکبیر میں خطیب بغدادی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ محمد بن بشر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا.... پس جب ابوحنیفہ کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہاں سے آیا ہے؟ تو میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے آیا ہوں.... وہ فرماتے.... تو ایسے شخص کے پاس سے آیا ہے کہ اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اس کے ضرور محتاج ہوتے اور جب میں سفیان کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آیا ہے؟ تو میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہوں.... وہ فرماتے تو فقہ اہل ارض کے پاس سے آیا ہے....

قول سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ

سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی شخص غزیر العلم، ثاقب الفہم، قائم بالصدق اور عارف بالحق ہوتا تو ان کی امت یہودی و نصرانی نہ ہوتی....

www.besturdubooks.net

قول مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ

مسعر بن کدام جن سے صحاح ستہ میں روایتیں لی گئی ہیں اور جو ابو سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ ہیں، فرماتے ہیں ''جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو وسیلہ کر لے اور ان کے مذہب پر چلا چلے، میں امید کرتا ہوں کہ اس کو کچھ خوف نہ ہوگا....'' اور یہ بھی فرمایا

حَسْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُّهٗ ۔۔۔ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ رَضَی الرَّحْمٰنِ

دِیْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ۔۔۔ ثُمَّ اِعْتِقَادِیْ مَذْهَبُ النُّعْمَانِ

کافی ہیں مجھ کو وہ نیکیاں قیامت کے روز جو میں نے خدا کی رضامندی کے لئے تیار کر رکھی ہیں.... یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین جو مخلوق میں سب سے بہتر ہیں.... پھر اس کے بعد میرا اعتقاد مذہب ابو حنیفہ نعمان کا ہے....

قول علی بن عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ علی بن عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی عقل کو نصف اہل ارض کی عقل کیساتھ وزن کیا جائے تو البتہ ان پر غالب آ جائے....

قول یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ

یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے ہزار شیوخ سے پڑھا اور علم حاصل کیا.... لیکن قسم بخدا میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ پرہیزگار اور ان سے زیادہ حفظ والا اور ان سے زیادہ عقل والا نہیں دیکھا....''

قول امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ عقیل کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا....

www.besturdubooks.net

قول امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے.... ''ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا حال پوچھا: انہوں نے فرمایا، وہ ایسے شخص ہیں کہ اگر تم ان سے اس ستون کی نسبت بات چیت کرو اور وہ چاہیں کہ اس کو سونے کا ثابت کریں تو البتہ وہ دلائل سے ثابت کر دیں گے....

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں ابن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا — اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَة
بِاٰثَارٍ وَفِقْهٍ فِيْ حَدِيْثٍ — كَاٰيَاتِ الزَّبُوْرِ عَلٰى صَحِيْفَة
فَمَا فِيْ الْمَشْرِقَيْنَ لَهٗ نَظِيْرٌ — وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنَ وَلَا بَكُوْفَة
يَبِيْتُ مُشَمِّراً سَهَراً لِّلَيَالِي — وَصَامَ نَهَاره لِلّٰهِ حَنِيْفَة
فَمَنْ كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ عَلَاهٗ — اِمَامٌ لِّلْخَلِيْقَة وَالْخَلِيْفَة
رَاَيْتُ الْعَائِبِيْنَ لَهٗ سَفَاهًا — خِلَافَ الْحَقِّ مَعْ حُجَجٍ ضَعِيْفَه
وَكَيْفَ يَحِلُّ اَنْ يُّوْذىٰ فَقِيْهٌ — لَهٗ فِي الْاَرْضِ اٰثَارٌ شَرِيْفَة
فَقَدْ قَالَ ابن اِدْرِيْسٍ مَقَالاً — صَحِيْحُ النَّقْلِ فِيْ حُكْمٍ لَطِيْفَة
بِاَنَّ النَّاسَ فِي فِقْهٍ عِيَالٌ — عَلٰى فِقْهِ الْاِمَام اَبِي حَنِيْفَة
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ — عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِيْ حَنِيْفَة

یہ تمام اقوال حدائق الحنفیہ سے نقل کیے گئے ہیں.... حدائق الحنفیہ میں ان اقوال کے حوالے موجود ہیں.... اختصار کی وجہ سے یہاں ترک کر دیا گیا....

تنبیہ:.... ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ان اقوال سے وہ غیر مقلدین عبرت حاصل کریں.... اردو کے دو رسائل دیکھ کر مجتہد بن بیٹھے ہیں اور ہمچو دیگرے نیست کا نعرہ بلند کرنے لگتے ہیں.... اور اسلام کی اس عظیم شخصیت کو ہدف ملامت بناتے ہیں جنکی مدح و توصیف میں اکابر محدثین اپنے فضل و کمال کے باوجود رطب اللسان ہیں، وہ ان اقوال

www.besturdubooks.net

میں غور کریں اور اپنے انجام کی فکر کریں.... اللہ پاک صحیح فہم اور عقل سلیم عطا فرمائے اور ہر قسم کی گمراہی وضلالت سے حفاظت فرمائے....

یہ اقوال ان ائمہ حدیث کے ہیں جو مسلک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی باتوں کے خلاف ہیں پھر بھی ان حضرات نے آپ کی تعریف وتوصیف کی اور آپ کے اندر پائی جانے والی خوبیوں کا ذکر کرتے رہتے.... کیونکہ انہیں یہ یقین تھا کہ ان اختلافات کا سبب نہ نفسانیت ہے اور نہ تقویٰ وبرتری کی خواہش.... بلکہ سبھی کا مقصود حق کی تلاش وجستجو ہے.... اللہ تعالیٰ سبھی ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے....

یہ ادب جمیل اور اخلاق فاضلہ نہ ہوتے تو بہت سے علماء سلف کا فقہ منتشر اور ناپید ہو جاتا.... ایک دوسرے کا دفاع وہ اسی لئے کرتے تھے کہ اس امت کے فقہ کی حفاظت کا یہی طریقہ ہے.... اور اسی فقہ کے سائے میں اسکی زندگی کو صحیح ہدایت واستقامت ملتی رہے گی....

امام شافعیؒ کے بارے میں بعض علماء کی آراء ابن عیینہؒ کا ارشاد

امام ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی جلالت شان کے باوجود تفسیر وفتویٰ کے سلسلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کے بارے میں اکثر کہا کرتے ''یہ اپنے وقت کا سب سے بہتر نوجوان ہے....'' اور آپ کی وفات کی خبر پا کر کہا:

''اگر محمد بن ادریس کا انتقال ہو گیا ہے تو اپنے زمانہ کا سب سے بہتر شخص اس دنیا سے رخصت ہو گیا....''

یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ کا ارشاد

یحییٰ ابن سعید قطان فرماتے ہیں: ''میں اپنی نماز میں بھی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کیا کرتا تھا....''

عبداللہ بن حکم رحمہ اللہ کا ارشاد

عبداللہ بن حکم اور ان کے لڑکے مسلک امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیرو تھے لیکن انہوں نے اپنے لڑکے محمد کو وصیت کی کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لگے

www.besturdubooks.net

رہیں....انہوں فرمایا....اس شیخ (امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ساتھ لگے رہو، ان سے بڑا عالم اصول (یا اصول فقہ) میں نے نہیں دیکھا....اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے باپ کی نصیحت پر عمل بھی کیا، انہوں نے خود کہا....اگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہوتے تو میں بھی نہ جانتا کہ کیسے کسی کا جواب دیا جائے؟ سب کچھ میں نے انہیں سے سیکھا اور جانا، انہوں نے ہی مجھے قیاس سکھایا....اللہ ان پر رحم فرمائے....وہ صاحب حدیث وسنت تھے، فضل وخیر کے جامع تھے....ان کی زبان فصیح اور عقل محکم اور ہمہ گیر تھی....'' (حوالا بالا)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

عبداللہ بن امام احمد نے ایک روز کہا والد محترم! شافعی کون شخص ہیں؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لئے بہت دعائیں کرتے ہیں....انہوں نے فرمایا....بیٹے! شافعی پر اللہ کی رحمتیں ہوں وہ اس دنیا کے لئے آفتاب اور انسانوں کے لئے باعث خیر وبرکت تھے....کیا ان دونوں چیزوں کا عوض اور وارث ہوسکتا ہے....

اور ایک روز صالح بن امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یحییٰ بن معین نے اپنی ایک ملاقات میں مجھ سے کہا....کیا آپ کے والد شرماتے نہیں وہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ تب انہوں نے کہا: میں نے انہیں شافعی کے ساتھ دیکھا ہے کہ وہ سوار ہیں اور یہ ان کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے پیدل چل رہے ہیں.... یہ بات سن کر میں نے والد صاحب سے پوچھا....تو انہوں نے فرمایا، ان سے جب ملاقات ہو تو کہنا....میرے باپ کہہ رہے تھے اگر فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوسری طرف سے ان کی رکاب تھام لو....'' (ایضاً)

ابوحمید احمد بصری نے کہا: میں احمد بن حنبل سے ایک مسئلہ پر مذاکرہ کر رہا تھا....ایک شخص نے آپ سے کہا اے ابوعبداللہ! اس میں حدیث صحیح نہیں....آپ نے فرمایا....اگرچہ اس میں حدیث صحیح نہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں یہی کہتے ہیں اور اس میں آپ کی حجت سب سے قوی ہے....احمد نے کہا، میں نے شافعی سے پوچھا کہ فلاں فلاں مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے ان کے جوابات دیئے....میں نے کہا اس کا ماخذ کیا ہے؟ کوئی آیت

www.besturdubooks.net

یا حدیث ہے؟ کہا ہاں! پھر ایک حدیث دکھائی....(آداب الشافعی ومناقبہ صفحہ ۸۶،۸۷)

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے تھے، جب مجھ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس میں کسی حدیث کا مجھے علم نہ ہوتو کہہ دیتا شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں....کیونکہ وہ قریش کے امام عالم ہیں....(حاشیہ آداب الشافعی ومناقبہ صفحہ ۸۶)

داؤد بن علی اصبہانی کہتے ہیں....میں نے اسحٰق بن راہویہ کو یہ کہتے ہوئے سنا مجھ سے مکہ مکرمہ میں احمد بن حنبل ملے اور کہا....آیئے میں آپ کو ایک ایسا آدمی دکھاؤں کہ آپ کی آنکھوں نے ایسا آدمی نہ دیکھا ہوگا....اس کے بعد انہوں نے امام شافعی کو دکھایا....

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ رائے تھی اور اگر شاگرد اپنے استاد کا گرویدہ اور اس کے فضل وکمال کا معترف ومداح ہوتو کوئی جائے تعجب نہیں....لیکن اس نسبت تلمذ کے باوجود خود امام شافعی امام احمد کی فضیلت اور علم سنت کا اعتراف کرتے تھے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے ایک بار فرمایا....تم لوگ حدیث ورجال کے مجھ سے بڑے عالم ہو....حدیث جب صحیح ہوتو مجھے بتاؤ خواہ وہ کوفی ہو، بصری ہو، شامی ہو، اگر صحیح ہوگی تو میں اختیار کرلوں گا....(الانتقاء صفحہ ۷۵)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کرتے ہیں تو تعظیماً انکا نام نہ لیتے بلکہ کہتے "حَدَّثَنَا الثِّقَةُ مِنْ اَصْحَابِنَا وَاَنْبَاَنَا الثِّقَةُ وَاَخْبَرَنَا الثِّقَةُ"

(مناسب الامام احمد بن الجوزی صفحہ ۱۱۶)

اس سرسری جائزہ اور طائرانہ نظر ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلاف کس ادب عالی اور اخلاق فاضلہ کے حامل تھے جن پر اختلاف اجتہاد کا کوئی مضر اثر نہیں ہوا کرتا تھا....

یہ گرانقدر آداب ان شخصیتوں کے ہیں جنہوں نے درسگاہ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منسلک ہوکر تکمیل علوم کی....اس لئے نفسانیت ان پر کہیں غالبہ نہ پاسکی....ان ائمہ کرام کے بلند کردار، لطیف علمی مباحثے، جن پر آداب رفیع اور اسلامی اخلاق کا سایہ فگن رہا....ان کے بے شمار نمونوں سے طبقات وتراجم، فضائل ومناقب اور تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں....

آج جب کہ ہمارے سبھی مسائل ومعاملات اختلاف وانتشار کا شکار ہیں، ایسے نازک دور

www.besturdubooks.net

میں ہمیں سکون قلب کیلئے اسی شجر سایہ دار کا سہارا لینا چاہئے....اور انہیں مبارک آداب واختلاق سے اپنے آپ کو آراستہ کر لینا چاہئے جنہیں اسلاف کرام ہمارے لئے چھوڑ گیا....اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے سنجیدہ کوشش کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے....(اسلام میں اختلاف کے اصول وآداب صفحہ ۱۲۴)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صبر وتحمل

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا....اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی....والدہ بوڑھی تھیں....نوے سال کے قریب عمر ہو گئی....وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دو.... تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں' حسینہ وجمیلہ ہیں....تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں....

حضرتؒ نے سنا تو بھانپ گئے....فرمانے لگے' بھئی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے' میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں....

اس نے کہا' بہت اچھا....حضرتؒ نے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا....اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اس کی موت آ گئی....امام اعظمؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی....(انمول موتی اول)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عفو وکرم کا عجیب واقعہ

ایک روز ظہر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے گئے....بالاخانے پر آپ کا گھر تھا....جا کر آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گئے....اتنے میں کسی نے دروازے پر نیچے دستک دی...... آپ اندازہ کیجئے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو....اور سارا دن مصروف رہا ہو....اس وقت اس کی کیا کیفیت ہو گی....ایسے وقت کوئی آ جائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے کہ یہ شخص بے وقت آ گیا....لیکن امام صاحب اٹھے....زینے سے نیچے اترے....دروازہ کھولا تو دیکھا کہ

www.besturdubooks.net

ایک صاحب کھڑے ہیں.... امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا کہ ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے.... دیکھئے اول تو امام صاحب جب مسائل بتانے کیلئے بیٹھے تھے.... وہاں آ کر تو مسئلہ پوچھا نہیں اب بے وقت پریشان کرنے کیلئے یہاں آ گئے لیکن امام صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا.... بلکہ فرمایا کہ اچھا بھائی.... کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟

اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں.... جب میں آ رہا تھا تو اس وقت مجھے یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے.... لیکن اب میں بھول گیا.... یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھنا تھا.... امام صاحب نے فرمایا کہ اچھا جب یاد آ جائے تو پھر پوچھ لینا.... آپ نے اس کو برا بھلا نہیں کہا.... نہ اس کو ڈانٹا ڈپٹا.... بلکہ خاموشی سے واپس اوپر چلے گئے.... ابھی جا کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دروازہ پر دستک ہوئی.... آپ پھر اٹھ کر نیچے تشریف لائے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے.... آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ مجھے یاد آ گیا تھا.... آپ نے فرمایا پوچھ لو.... اس نے کہا کہ ابھی تک تو یاد تھا مگر جب آپ آدھی سیڑھی تک پہنچے تو میں وہ مسئلہ بھول گیا.... اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس وقت تک اس کے اشتعال کا کیا عالم ہوتا مگر امام صاحب اپنے نفس کو مٹا چکے تھے.... امام صاحب نے فرمایا اچھا بھائی جب یاد آ جائے پوچھ لینا.... یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے.... اور جا کر بستر پر لیٹ گئے.... ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ پھر دروازے پر دستک ہوئی.... آپ پھر نیچے تشریف لائے.... درازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے.... اس شخص نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ یاد آ گیا.... امام صاحب نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟

اس نے کہا کہ یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے

کہ انسان کی نجاست (پاخانہ) کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے؟

(العیاذ باللہ.... یہ بھی کوئی مسئلہ ہے)

اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا.... اور وہ اب تک ضبط بھی کر رہا ہوتا.... تو اب اس سوال کے بعد تو اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا.... لیکن امام صاحب نے بہت اطمینان سے جواب دیا کہ اگر انسان کی نجاست تازہ ہو تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اور اگر سوکھ جائے تو

www.besturdubooks.net

کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے.... پھر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ نے چکھ کر دیکھا ہے؟ (العیاذ باللہ) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم چکھ کر حاصل نہیں کیا جاتا.... بلکہ بعض چیزوں کا علم عقل سے حاصل کیا جاتا ہے.... اور عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ نجاست پر مکھی بیٹھتی ہے خشک پر نہیں بیٹھتی.... اس سے پتہ چلا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ مکھی دونوں پر بیٹھتی....

جب امام صاحب نے یہ جواب دے دیا تو اس شخص نے کہا.... امام صاحب! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں.... مجھے معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو بہت ستایا.... لیکن آج آپ نے مجھے ہرا دیا.... امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے کیسے ہرا دیا؟

اس شخص نے کہا کہ ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی.... میرا کہنا یہ تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ علماء کے اندر سب سے زیادہ بردبار ہیں.... اور وہ غصہ نہ کرنے والے بزرگ ہیں اور میرے دوست کا یہ کہنا تھا کہ سب سے بردبار اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ہم دونوں کے درمیان بحث ہو گئی.... اور اب ہم نے جانچنے کے لئے یہ طریقہ سوچا تھا کہ میں اس وقت آپ کے گھر پر آؤں جو آپ کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور اس طرح دو تین مرتبہ آپ کو اوپر نیچے دوڑاؤں اور پھر آپ سے ایسا بے ہودہ سوال کروں اور یہ دیکھوں کہ آپ غصہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

میں نے کہا کہ اگر غصہ ہو گئے تو میں جیت جاؤں گا اور اگر غصہ نہ ہوئے تو جیت گئے .... لیکن آج آپ نے مجھے ہرا دیا.... اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس روئے زمین پر ایسا حلیم انسان جس کو غصہ چھو کر بھی نہ گزرا ہو.... آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھا....

اس سے اندازہ لگائیے کہ آپ کا کیا مقام تھا.... اس پر ملائکہ کو رشک نہ آئے تو کس پر آئے.... انہوں نے اپنے نفس کو بالکل مٹا ہی دیا تھا.... (اصلاحی خطبات ج ۸)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا پڑوسی سے حلیمانہ برتاؤ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محلّہ میں ایک موچی رہتا تھا جو نہایت رنگین

www.besturdubooks.net

طبع اور خوش مزاج تھا اس کا معمول تھا کہ دن بھر محنت مزدوری کرتا.... شام کو بازار جا کر گوشت اور شراب مول لاتا کچھ رات گئے دوست واحباب جمع ہوتے خود سیخ پر کباب لگاتا .... خود کھاتا یاروں کو کھلاتا خوب شراب کا دور چلتا اور مزے میں آ کر شعر گاتا....

اضاعونی و ای فتی اضاعو   الیومه کریهته وسد اذثغر

''یعنی لوگوں نے مجھ کو ہاتھ سے کھو دیا اور کیسے بڑے شخص کو کھویا جو لڑائی اور رخنہ بندی کے دن کام آتا'' امام صاحب ذکر وشغل کی وجہ سے رات کو بہت کم سوتے تھے.... رات کو اس کی نغمہ سنجیاں سنتے اور کچھ تعرض نہ کرتے.... ایک رات ایسا ہوا کہ شہر کا کوتوال اِدھر آ نکلا اور اس کو گرفتار کر کے لے گیا اور قید خانہ میں بھیج دیا.... صبح کو امام صاحب نے دوستوں سے تذکرہ کیا کہ گزشتہ رات ہمارے ہمسایہ کی آواز نہیں آئی.... نہ معلوم کیا وجہ ہوئی لوگوں نے رات کا تمام ماجرا بیان کر دیا کہ وہ غریب تو قید خانہ میں ہے....

آپ نے اسی وقت سواری طلب کی اور دربار کے کپڑے پہن کر دارالامارۃ کی طرف روانہ ہو گئے کوفہ کے گورنر کو لوگوں نے اطلاع دی کہ امام ابوحنیفہ آپ سے ملنے آئے ہیں .... اس نے یہ سنتے ہی آپ کے استقبال کے لیے اپنے درباریوں کو بھیجا.... جب آپ کی سواری نزدیک آئی تو گورنر خود بھی تعظیم کے لیے اُٹھا.... اور نہایت ادب واحترام سے لا کر بٹھایا اور عرض کیا.... آپ نے کیوں تکلیف فرمائی مجھ کو بلا بھیجتے میں خود حاضر ہو جاتا....

آپ نے فرمایا ہمارے محلہ میں ایک موچی رہتا تھا کوتوال نے اس کو گرفتار کر لیا ہے .... میں چاہتا ہوں کہ وہ رہا کر دیا جائے.... گورنر نے اسی وقت حکم بھیجا اور وہ رہا کر دیا گیا.... امام صاحب عیسیٰ گورنر سے رخصت ہو کر چلے تو وہ موچی بھی ہمرکاب ہو گیا.... امام صاحب نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیوں ہم نے تم کو ضائع تو نہیں کیا.... اس نے عرض کیا نہیں آپ نے حق ہمسائیگی خوب ادا کیا.... امام صاحب کے اس خلق ومروت کا اس کے دل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے عیش پرستی سے توبہ کی اور امام صاحب کے حلقہ درس میں بیٹھنے لگا رفتہ رفتہ علم وفقہ میں مہارت حاصل کی اور فقیہ کے لقب سے ممتاز ہوا۔ (یادگار واقعات)

www.besturdubooks.net

حکمت سے اسلام کی جیت

تیمور تا تاریوں کی ایک شاخ کا شہزادہ تھا جس کا پایہ تخت کاشغر تھا، آپ کو معلوم ہے کہ ساتویں صدی ہجری اور تیرھویں صدی عیسوی میں تا تاریوں نے ترکستان اور ایران پر حملہ کیا اور پھر اس کے بعد وہ بغداد تک پہنچ گئے.... اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور عالم اسلام کی چولیں ہلا دیں، ایسا نظر آنے لگا کہ اب اسلام دنیا میں ایک طاقت کی حیثیت سے باقی نہیں رہے گا، ان کی ایک شاخ جو ترکستان پر حکمراں تھی، جس میں ایران بھی شامل تھا.... اس کا وہ ولی عہد تھا، ابھی اس کی تاج پوشی نہیں ہوئی تھی تاج پوشی کے بعد وہ اس پورے قلمرو کا حکمراں ہوتا، وہ شکار کیلئے نکلا.... ہر طرف پہرے بٹھا دیئے گئے کہ کوئی باہر کا آدمی شکارگاہ میں داخل نہ ہونے پائے، ایک ایرانی بزرگ شیخ جمال الدین کہیں جارہے تھے، وہ نادانستہ اس شکارگاہ میں داخل ہو گئے، ان کو مشکیں باندھ کر شہزادہ کے سامنے حاضر کیا گیا....

خان نے ان سے غضبناک ہو کر کہا کہ ایک ایرانی سے تو کتا ہی بہتر ہوتا ہے، شیخ نے کہا کہ ہاں سچ ہے.... اگر ہم کو اللہ تعالیٰ دین حق کی نعمت وعزت نصیب نہ فرماتا تو ہم سے کتا ہی بہتر ہوتا....

خان نے شیخ سے پوچھا کہ دین برحق کیا چیز ہے؟ شیخ نے اسلام کے عقائد ایسی گرم جوشی اور ایسے دینی ولولہ سے بیان کئے کہ اس کا پتھر کا دل موم کی طرح پگھل گیا، شیخ نے حالت کفر کا بھی ایسا ہیبت ناک نقشہ کھینچا کہ خان پر لرزہ طاری ہو گیا، خان نے شیخ سے کہا کہ جب آپ سنیں کہ میری تاج پوشی ہو گئی تو آپ مجھ سے ضرور ملیں....

یہ دل سے نکلی ہوئی بات تھی اس لئے اس میں کوئی منطقی اثر ہو یا نہ ہو لیکن اس کے دل پر اس کا اثر پڑا.... اس کے بعد وہ برابر اس کے انتظار میں رہے کہ یہ اطلاع ملے کہ تیمور کی تاج پوشی ہو گئی ہو تو میں جاؤں اور یہ واقعہ یاد دلاؤں، لیکن ان کی قسمت میں نہیں تھا، جب وہ عالم سکرات میں تھے، آخری وقت تھا تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ شیخ رشید الدین کو بلایا اور کہا کہ دیکھو بیٹا میری قسمت میں تو یہ سعادت نہیں تھی، لیکن شاید تمہاری قسمت میں ہو،

www.besturdubooks.net

جب سننا کہ تیمور کی تاج پوشی ہوگئی اور وہ بادشاہ ہوگیا تو اس سے ملنا اور یہ واقعہ یاد دلانا....

جب شیخ رشید الدین نے سنا کہ تیمور کی تاج پوشی ہوگئی تو وہ گئے، اس کے شاہی محل میں تو ان کو کون اندر جانے دیتا، جب ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو انہوں نے ذرا فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے مصلی بچھالیا اور وہاں نماز پڑھنی شروع کی، جب نماز کا وقت آیا اذان دیتے اور نماز پڑھتے، اور وقتوں میں تو اذان کی آواز نہیں پہنچتی، لیکن فجر میں ایک دن جو کہ سناٹے کا وقت ہوتا ہے محل میں آواز آئی، اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یہ کیسی مجنونانہ صدا ہے؟ یہ کیا صدائے بے ہنگام ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ایک مجذوب سا شخص ہے، وہ کچھ اٹھتا بیٹھتا ہے، اور یہ آواز لگاتا ہے، اس نے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے، وہ لائے گئے تو اس نے کہا تم کون ہو؟ اور یہ کیا آواز لگاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ کو کچھ یاد ہے ایک مرتبہ آپ شکار میں گئے تھے، تو ایک ایرانی عالم آپ کو ملے تھے شیخ جمال الدین سے آپ کا کچھ مکالمہ ہوا تھا، اس نے کہا کہ ہاں یاد ہے، انہوں نے کہا کہ میں یہ شہادت دینے آیا ہوں کہ ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا، اس نے اسی وقت کلمہ پڑھا، آرنلڈ نے بھی یہ لکھا ہے، اور ترکی فارسی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے، اس نے کلمہ پڑھا اور اپنے ایک رازدار اور سربرآوردہ امیر کو بلایا اور تنہائی میں کہا کہ دیکھو میں نے اپنے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اب تم اپنے متعلق سوچو، انہوں نے کہا کہ حضور میں تو بہت دنوں سے مسلمان ہوں، آپ کے ڈر سے ظاہر نہیں کرتا تھا، اس کے بعد پھر اس طرح پوری کی پوری شاخ سو فیصدی مسلمان ہوگئی....(تاریخ دعوت وعزیمت)

www.besturdubooks.net

حضرات اکابر کے واقعات

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے واقعات

انگریزوں کے دور حکومت میں ایک مشہور عیسائی پادری دہلی آیا.... انگریز وائسرائے سے ملاقات کی.... اور کہا کہ میں کسی بڑے مسلمان عالم کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتا ہوں.... تو اسے بتلایا گیا کہ مسلمانوں کا بڑا عالم اور رہنما موجودہ دور میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ہیں .... حضرت شاہ صاحبؒ نے مناظرے کی چیلنج قبول کرلی.... ایک تاریخ طے ہوگئی.... بڑی دنیا تماشے کے لئے موجود تھی عیسائی پادری نے شاہ صاحب پر تین اعتراضات کر لئے.... کہ ان کا جواب دو.... پہلا اعتراض یہ تھا کہ آپ مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے.... تو کربلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ حضرت سیدنا امام حسین جب دشمن کے درمیان پھنسے ہوئے تھے.... تو ان کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیوں نہیں بچایا.... ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں کی؟

حضرت شاہ صاحب نے عقلی جواب دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی.... کہ یارب العالمین میرے نواسے کو دشمنوں کے شر اور تکلیف سے بچادیں.... مگر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ اپنے نواسے کے بارے میں پریشان ہیں.... یہ لوگ بڑے ظالم ہیں.... خود میرا بیٹا حضرت عیسیٰ جب دشمنوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا اور یہودی آپ کو پھانسی پر چڑھا رہے تھے تو وہ ہائے ابو ہائے کہہ رہے تھے کہ مجھے دشمن سے بچادیں وہ مجھے قتل کررہے ہیں.... اللہ پاک نے فرمایا.... جب میں ان ظالموں سے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کو نہ

www.besturdubooks.net

بچاسکا اور آخر انہیں پھانسی پر چڑھایا گیا... تو آپ کے نواسے کو کیسے بچا سکتا ہوں.... یاد رہے کہ یہ جواب حضرت شاہ صاحب نے الزامی طور پر دیا.... کہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے.... اور یہودیوں نے پھانسی پر چڑھایا... تو یہ اعتراض آپ پر خود آسکتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں نہیں بچایا ..... اس جواب پر پادری لاجواب ہو گیا.... یہ شاہ صاحب کی طرف سے عقلی جواب تھا.... کہ یہ اعتراض تو اللہ تعالیٰ پر بھی آتا ہے.... کہ بیٹے کو کیوں نہیں بچایا؟

پادری نے دوسرا اعتراض یہ کیا.... کہ ایک بڑے شہر میں ایک چوک ہے.... چوک میں ایک آدمی سو رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بیٹھا ہوا ہے.... اب ایک مسافر وہاں پہنچا.... اس کو راستے کا علم نہیں.... اب وہ مسافر راستے کے بارے میں کس سے پوچھے گا جو سو رہا ہے.... اس سے پوچھے گا یا جو جاگ رہا ہے؟

حضرت شاہ صاحب نے بڑا حکیمانہ جواب دیا.... فرمایا مسافر کو تو راستے کا پتہ نہیں .... بلکہ جو بیٹھا ہوا ہے اسے بھی راستے کا علم نہیں.... وہ دونوں سوئے ہوئے شخص کا انتظار کریں گے کہ جب یہ جاگ اٹھیں گے تو دونوں ان سے راستے کے بارے میں معلومات لیں گے .... پادری کا مطلب یہ تھا کہ آپ مسلمان کہہ رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ آسمانوں میں زندہ ہیں تو دین میں رہنمائی حضرت عیسیٰؑ سے لینی ہے نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وفات پا چکے ہیں.... تو شاہ صاحب سمجھ گئے.... اور ایسا پیارا جواب دیا کہ عیسیٰ بھی خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے.... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی لیں گے.... اس جواب پر پادری بڑا شرمندہ اور لاجواب ہو گیا.... تیسرا اعتراض پادری نے یہ کیا کہ میرے ہاتھ میں انجیل ہے آپ قرآن پاک لے آئیں اور دونوں کو آگ میں ڈالتے ہیں جو کتاب حق پر ہوگی وہ آگ میں محفوظ رہے گی.... اور جو حق پر نہیں ہوگی وہ جل جائے گی.... حضرت شاہ صاحب نے بڑا ایمان افروز جواب دیا فرمایا یہ تو کتابوں کی توہین ہے کہ آگ میں پھینکتے ہیں.... آپ اپنی کتاب سینے سے لگائیں اور میں قرآن

www.besturdubooks.net

مجید کو سینے سے لگاتا ہوں اور آگ میں چھلانگ لگاتے ہیں جو بندہ حق پر ہوگا وہ آگ میں نہیں جلے گا اصل میں پادری نے انجیل کتاب پر ایسا مصالحہ لگایا تھا جس پر آگ اثر نہیں کرتی تھی.... اس پر پادری مناظرہ ہار کر میدان سے بھاگ گیا.... (ملفوظات عزیزی)

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی حکیم ضیاء الرحمٰن سے ملاقات

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں.... ان کے زمانے میں ایک بڑے عالم اور فقیہ مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے.... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ''صوفی'' کے مشہور تھے اور یہ بڑے عالم ''مفتی اور فقیہ'' کی حیثیت سے مشہور تھے.... اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ''سماع'' کو جائز کہتے تھے.... بہت سے صوفیاء کے یہاں سماع کا رواج تھا .... ''سماع'' کا مطلب ہے کہ موسیقی کے آلات کے بغیر حمد و نعت وغیرہ کے عمدہ مضامین کے اشعار ترنم سے یا بغیر ترنم کے محض خوش آواز سے کسی کا پڑھنا اور دوسروں کا اسے خوش عقیدگی اور محبت سے سننا بعض صوفیاء اس کی اجازت دیتے تھے اور بہت سے فقہاء اور مفتی حضرات اس سماع کو بھی جائز نہیں کہتے تھے بلکہ ''بدعت'' قرار دیتے تھے.... چنانچہ ان کے زمانے کے مولانا حکیم الدین ضیاء صاحب نے بھی ''سماع'' کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ''سماع'' سنتے تھے....

جب مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے.... اور یہ اطلاع کرائی کہ جا کر حکیم ضیاء الدین صاحب سے عرض کیا جائے کہ نظام الدین مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہے.... اندر سے حکیم ضیاء الدین صاحب نے جواب بھجوایا کہ ان کو باہر روک دیں میں مرنے کے وقت کسی بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا.... خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھجوایا کہ ان سے عرض کر دو کہ بدعتی.... بدعت سے توبہ کر کے حاضر ہوا ہے.... اسی وقت مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ

www.besturdubooks.net

علیہ نے اپنی پگڑی بھیجی کہ اسے بچھا کر خواجہ صاحب اس کے اوپر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور جوتے سے قدم رکھیں.... ننگے پاؤں نہ آئیں.... خواجہ صاحب نے پگڑی کو اٹھا کر سر پر رکھی کہ یہ میرے لئے دستار فضیلت ہے.... اسی شان سے اندر تشریف لے گئے .... آکر مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے اور حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے.... پھر خواجہ صاحب کی موجودگی میں حکیم ضیاء الدین کی وفات کا وقت آ گیا.... خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ.... حکیم ضیاء الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے کہ ترقی مدارج کے ساتھ ان کا انتقال ہوا...... آپ نے دیکھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ حالت تھی کہ صورت دیکھنا گوارہ نہیں تھی.... لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ فرمایا کہ میری پگڑی پر پاؤں رکھ کر اندر تشریف لائیں.... (اصلاحی خطبات ج ۸)

مولانا محمد یعقوب دہلوی کا ایک چور سے معاملہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مہاجر مکی رحمہ اللہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپ بازار میں کچھ خریدنے تشریف لے گئے کوئی چیز خریدی اور تھیلی میں سے دام نکال کر دوکاندار کو دیئے ایک بدوی نے دیکھا اور جب آپ چلے آپ کے پیچھے ہولیا جب آپ اپنے مکان کے قریب گلی میں پہنچے وہ بدوی آپ کے ہاتھ سے تھیلی اچک اور وہ جا یہ جا آپ نے اس کا کوئی تعاقب نہیں کیا اپنے گھر میں داخل ہو کر زنجیر لگالی اب بدوی جو گلی سے نکلنا چاہتا ہے تو رستہ نہیں ملتا لوٹ پھر کر پھر وہاں ہی پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا بہت پریشان ہوا آخر سمجھا کہ یہ شیخ کا مال لینے کے سبب سے ہے دروازہ پر آ کر پکارا یا شیخ! یا شیخ! اب شیخ بولتے نہیں پھر اس نے گلی سے نکلنا چاہا مگر راستہ بند پھر شیخ کو پکارا جواب ندارد آخر اس نے غل مچانا شروع کیا کہ لوگو دوڑو مجھ کو ماردیا محلّہ کے لوگ آئے اور پوچھا بدوی نے کہا اس گھر میں کون رہتا ہے اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے لوگوں نے اس کو ڈانٹا کہ اس میں تو ایک بڑے بزرگ رہتے ہیں اس نے کہا کہ انہیں باہر بلاؤ تب میں بتلاؤں لوگوں نے منت سماجت کر کے حضرت کو بلایا حضرت تشریف

www.besturdubooks.net

لائے بدوی نے کہا انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے کہ:....

''میں نے ان کی تھیلی چھینی تھی اب مجھ کو راستہ نہیں ملتا اب میں تھیلی واپس کرنا چاہتا ہوں تو یہ بولتے نہیں ان سے کہو کہ اپنی تھیلی لے لیں اور میری جان چھوڑیں''

لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ تھیلی لے لیجئے آپ نے فرمایا:.... ''میں تھیلی لے نہیں سکتا جب اس نے تھیلی چھینی تھی اسی وقت مجھ کو یہ خیال ہوا کہ افسوس یہ شخص اس غضب سے دوزخ میں جاویگا میری طبیعت نے اس کو گوارہ نہ کیا کہ میرے سبب سے میرا ایک بھائی مسلمان دوزخ میں جاوے اس لئے میں نے یہ اس کو ہبہ کر دیا تھا اب ہبہ سے رجوع نہیں کرتا''

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا واقعہ

حکایات اولیاء میں ہے کہ خان صاحب نے فرمایا کہ مرزا ثریا جاہ بیان فرماتے تھے کہ اکبر بادشاہ دہلی کی ایک بہن تھیں جن کو بی چھکو کہتے تھے.... یہ اکبر شاہ سے بہت بڑی تھیں اور انہوں نے اکبر شاہ کو گود میں کھلایا تھا اس لئے بادشاہ بھی ان کا ادب کرتے تھے اور تمام شہزادے اور شہزادیاں بھی ان کو بڑا مانتے تھے.... غرض تمام اہل قلعہ ان سے دبتے تھے اور یہ کوسنے اور گالیاں بہت دیتی تھیں....

ایک مرتبہ چند شہزادوں اور چند شہدوں نے مشورہ کیا کہ ایک دن بھر سے مجمع میں بی چھکو سے مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو گالیاں دلوانی چاہئیں اور اس کیلئے تدبیر یہ کی گئی کہ ان شہزادوں نے ایک دعوتی جلسہ تجویز کیا جس میں بی چھکو کو بھی مدعو کیا اور مولانا شہید کو بھی اور جو شہزادے اور شہدے اپنے ہم مذاق تھے ان کی بھی دعوت کی گئی.... اور جو شہزادے وغیرہ ان کے ہم مذاق نہ تھے ان کو مدعو نہیں کیا گیا.... اور اس عرصہ میں یہ کارروائی کی گئی کہ مولانا شہید کی طرف بی چھکو کو خوب بھر دیا گیا کہ اسماعیل بی بی کی صحنک کو منع کرتا ہے اور میراں کے بکرے کو ناجائز کہتا ہے.... فلاں کے روٹ کو منع کرتا ہے فلاں کے توشہ کو.... شیخ عبدالقادر کی گیارہویں کو منع کرتا ہے اور یہ کرتا ہے اور وہ کرتا ہے جب خوب اچھی طرح بی چھکو کے کان بھر دیئے تو جلسہ منعقد کیا گیا.... سب لوگ جلسہ میں آئے اور بی چھکو بھی آئیں (مگر یہ پردہ میں تھیں)

www.besturdubooks.net

اتفاق سے مولوی اسماعیل صاحب کو ذرا دیر ہوگئی اس پر ان کو موقع ملا اور انہوں نے بی چھکو سے کہا کہ دیکھئے یہ شخص کتنا مغرور ہے کہ اب تک نہیں آیا اس پر وہ اور بھی برہم ہوگئیں....

غرض جب مولانا شہید جلسہ میں پہنچے تو اس وقت یار لوگ بی چھکو کو خوب برہم کر چکے تھے.... ان کے پہنچنے پر بی چھکو نے غصہ کی آواز سے پوچھا کہ عبدالعزیز کا بھتیجا اسماعیل آ گیا؟ مولانا جلسہ کا رنگ دیکھ کر تاڑ گئے تھے کہ آج ضرور کوئی شرارت کی گئی ہے.... آپ نے اس کا تو کچھ جواب نہیں دیا اور فرمایا اخاہ! یہ آواز تو چھکو اماں کی معلوم ہوتی ہے اماں سلام.... جب انہوں نے اس انداز سے گفتگو کی تو بی چھکو کا غصہ سب کافور ہو گیا اور انہوں نے بڑوں کے قاعدے سے ان کے سلام کا جواب دیا اور ادھر ادھر کی دو چار باتیں کر کے کہا کہ اسماعیل ہم نے سنا ہے کہ تم بی بی کی صحنک کو منع کرتے ہو؟ مولانا نے فرمایا کہ اماں میں منع نہیں کرتا، بھلا میری کیا مجال ہے کہ میں بی بی کی صحنک کو منع کروں.... انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں.... مولانا نے فرمایا کہ جو کوئی کہتا ہے غلط کہتا ہے.... بات صرف اتنی ہے کہ بی بی کے ابا جان منع کرتے ہیں میں لوگوں کو بی بی کے ابا جان کا حکم سناتا ہوں.... اس پر بی چھکو نے حیرت کے لہجہ میں پوچھا کہ بی بی کے ابا منع کرتے ہیں؟ مولانا نے فرمایا جی ہاں....

چنانچہ وہ فرماتے ہیں مَنْ اَحدَثَ فِی دِیْنِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ اور حدیث پڑھ کر اس کی تفصیل فرمائی اور اس سے صحنک کی ممانعت ثابت فرمائی.... بی چھکو نے جو یہ تقریر سنی تو مان گئی اور کہا کہ اب سے اگر کوئی عورت کرے گی تو اس حرام زادی کی چٹیا کاٹ لوں گی ہم بی بی پر ایمان نہیں لائے ہم تو بی بی کے ابا پر ایمان لائے ہیں.... جب وہی منع کرتے ہیں تو پھر ہم کیوں کریں.... (حکایات اولیاء)

شیخ زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا واقعہ

ایک بار ملتان میں سخت قحط پڑا حاکم ملتان غلہ کی وجہ سے بہت پریشان تھا.... آپ نے غلہ کی ایک بڑی مقدار اور اسی میں سونے کے دو کوزے رکھ کر حاکم ملتان کو بھیجے.... جب غلہ اس کے پاس پہنچا تو غلہ کے ڈھیر سے دو کوزے بھی نکلے....

www.besturdubooks.net

حاکم ملتان نے شیخ کو اطلاع دی.... آپ نے فرمایا غلہ کے ساتھ ان کو بھی مساکین میں تقسیم کر دیا جائے.... ایک مرتبہ آپ کے پاس گڈری پوش قلندروں کی ایک جماعت آئی اور آپ سے مالی امداد چاہی.... آپ نے اس جماعت سے بیزاری کا اظہار فرمایا اس پر قلندروں نے نہایت گستاخی شروع کر دی اور اینٹ و پتھر سے مارنے لگے آپ نے نہایت حلم و بردباری کی وجہ سے جواباً کوئی اقدام نہیں کرنے دیا بلکہ خادم سے کہا کہ دروازہ بند کر دو....

قلندروں نے دروازہ پر پتھر مارنے شروع کر دیئے حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد خادم سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو.... میں اس جگہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کا بٹھایا ہوا ہوں.... خادم نے دروازہ کھول دیا قلندر بہت شرمندہ ہوئے اور اپنے قصور کی معافی چاہی آپ نے معاف کر دیا.... (تذکرہ اولیائے پاک و ہند)

مخلوق کی ایذائیں برداشت کرنے کی تلقین

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب عبادت و ریاضت میں ایک خاص لذت محسوس ہونے لگی تو آپ دنیا کے ہنگاموں سے گھبرانے لگے اور دل چاہنے لگا.... کہ جنگل بیابان میں نکل جاؤں وہاں ہر وقت محبوب حقیقی کی عبادت میں مشغول رہوں ایک روز امیر خسروؒ کے پاس گئے اور کہا آپ پیر و مرشد سے زیادہ بے تکلف ہیں.... میری گزارش خدمت اقدس میں پہنچا دیں....

گزارش یہ ہے کہ جب میں اپنے وطن اودھ جاتا ہوں تو لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے مشغول نہیں رہ سکتا.... اگر حضرت کی رائے ہو تو جنگل میں جا کر عبادتِ حق میں مشغول ہو جاؤں....

امیر خسرو رحمہ اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد محبوب الٰہی کے پاس جاتے اور دیر تک باتیں کرتے رہتے تھے.... حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کا حضرت محبوب الٰہی سے اظہار کیا....

آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے کہو کہ تجھے مخلوق خدا کے درمیان ہی رہنا چاہئے اور لوگوں کے ظلم و ستم برداشت کرنے چاہئیں....

www.besturdubooks.net

اس حکم کے بعد آپ نے ارادہ ترک کردیا اور اس طرح کی خواہش کو اپنے دل سے نکال دیا....(تذکرہ اولیائے پاک وہند)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بدعت کی بہت کثرت ہوگئی تھی....اور دلی کے لال قلعہ میں ہر بدعت جاری تھی....سنت کا پتہ نہیں تھا....بس بدعات اور خرافات پھیلی ہوئی تھیں تو شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں لوگوں نے ایک شوشہ اٹھایا اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تختے پر تصویر بنائی جو بہت رنگین اور خوشنما تھی اور ہاتھی منگا کر اس پر وہ تصویر رکھی اور جلوس نکالا.... ہزاروں آدمی پیچھے جمع ہو گئے....اور ظاہر بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک کا نام آجائے تو طبعی طور پر مسلمان ٹوٹ پڑتے ہیں.... یہاں تک تو ان کی حرکت تھی پھر آدمی بھیجا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کہ شبیہ مبارک کا جلوس نکل رہا ہے....آپ اس میں شریک ہوں اور مقصد یہ تھا کہ انہوں نے اگر انکار کردیا تو ہم کو کہنے کا موقع مل جائے گا کہ ان لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تصویر تھی....ہم نے بلایا مگر وہ نہیں آئے اور اگر آگئے تو کل کو ان کو کچھ کہنے کا موقع نہیں رہے گا....

بہرحال اس شخص نے جا کر کہا شبیہ مبارک کا جلوس نکل رہا ہے آپ بھی شرکت کریں....شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا شبیہ مبارک کا جلوس نکل رہا ہے؟ تمام طلباء کو کہا کہ سب چلو....لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا، جو اپنے تھے وہ بھی خوش ہوئے کہ اب فتنہ نہیں ہوگا....اور جو فتنہ پرداز تھے وہ یوں خوش ہوئے کہ اب ان کی زبان بند ہوجائے گی، اب یہ کسی بدعت سے روک نہیں سکیں گے....بہرحال شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مجمع چلا اور جلوس میں بڑی خوشی ہوگئی کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آگئے....

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی ادب سے شبیہ مبارک کی زیارت کی....اس کے بعد فرمایا کہ بھائی اس سے تو کوئی برکت بھی حاصل کرنی چاہئے.... یہ کوئی معمولی چیز

www.besturdubooks.net

نہیں یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک ہے اس کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہئے.... لوگ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آنے سے مطمئن ہو گئے تھے، کہا کہ جو مناسب ہو وہ کریں تو شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گلاب اور کیوڑے کی بوتلیں منگاؤ اور ایک بڑا طشت منگاؤ.... اس ہاتھی پر بیٹھ کر اس شبیہ مبارک کو اس طشت میں رکھا، اور چھینٹے دینے شروع کر دیئے.... یہاں تک کہ وہ تصویر مٹ گئی اور رنگ دھل گیا.... اس کے بعد فرمایا کہ یہ جو پانی ہے یہ برکت کی چیز ہے اس میں نسبت ہو گئی ہے کوئی منہ میں لگائے کوئی آنکھوں میں، لوگوں نے ایسا ہی کیا.... کسی نے آنکھوں میں لگایا اور کسی نے چہرہ پر ملا.... اس طرح تصویر بھی ختم ہو گئی اور جلوس بھی ختم ہو گیا.... (مجالس حکیم الاسلام)

شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کی حکیمانہ باتیں

کلکتہ میں ایک ملحد نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ سے کہا کہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ اگر فطرت کے موافق ہو تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت بھی ہوتی....

مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر خلاف فطرت ہونے کی یہی وجہ ہے تو دانت بھی خلاف فطرت ہیں ان کو بھی توڑ ڈالو کیونکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت دانت بھی نہ تھے.... (امثال عبرت)

ایک مرتبہ ایک شخص نے مجمع عام میں مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مولانا میں نے سنا ہے کہ آپ حرامزادے ہیں.... شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے بہت متانت اور نرمی سے فرمایا تم سے کسی نے غلط کہا ہے.... شریعت کا قاعدہ ہے.... الولد للفراش سو میرے والدین کے نکاح کے گواہ اب تک موجود ہیں ایسی باتوں کا یقین نہیں کیا کرتے وہ شخص پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ مولانا میں نے امتحاناً ایسا کیا تھا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کی تیزی سب اللہ کے واسطے ہے....

ف:.... اہل اللہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کی ذات کو جس قدر کوئی برا کہے وہ اپنے کو اس سے بدتر جانتے ہیں... (امثال عبرت)

www.besturdubooks.net

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ
کی ایک عیسائی پادری سے گفتگو

انگریزوں کے دور حکومت میں ایک مشہور عیسائی پادری دہلی آیا.... انگریز وائسرائے سے ملاقات کی اور کہا کہ میں کسی بڑے مسلمان عالم کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتا ہوں تو اسے بتلایا گیا کہ مسلمانوں کا بڑا عالم اور رہنما موجودہ دور میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ہیں.... حضرت شاہ صاحبؒ نے مناظرے کی چیلنج قبول کرلی ایک تاریخ طے ہوگئی بڑی دنیا تماشے کے لئے موجود تھی عیسائی پادری نے شاہ صاحب پر تین اعتراضات کرلئے کہ ان کا جواب دو.... پہلا اعتراض یہ تھا کہ آپ مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے تو کربلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ حضرت سیدنا امام حسین جب دشمن کے درمیان پھنسے ہوئے تھے تو ان کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیوں نہیں بچایا ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں کی؟

حضرت شاہ صاحب نے عقلی جواب دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ یا رب العالمین! میرے نواسے کو دشمنوں کے شر اور تکلیف سے بچادیں مگر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ اپنے نواسے کے بارے میں پریشان ہیں یہ لوگ بڑے ظالم ہیں.... خود میرا بیٹا حضرت عیسیٰ جب دشمنوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا اور یہودی آپ کو پھانسی پر چڑھا رہے تھے تو وہ ہائے ابو ہائے کہہ رہے تھے کہ مجھے دشمن سے بچادیں وہ مجھے قتل کررہے ہیں اللہ پاک نے فرمایا جب میں ان ظالموں سے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کو نہ بچاسکا اور آخر انہیں پھانسی پر چڑھایا گیا تو آپ کے نواسے کو کیسے بچاسکتا ہوں....

یاد رہے کہ یہ جواب حضرت شاہ صاحب نے الزامی طور پر دیا کہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور یہودیوں نے انہیں پھانسی پر چڑھایا تو یہ اعتراض آپ پر خود آسکتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

www.besturdubooks.net

کیوں نہیں بچایا اس جواب پر پادری لاجواب ہوگیا یہ شاہ صاحب کی طرف سے عقلی جواب تھا کہ یہ اعتراض تو اللہ تعالیٰ پر بھی آتا ہے کہ بیٹے کو کیوں نہیں بچایا؟

پادری نے دوسرا اعتراض یہ کیا کہ ایک بڑے شہر میں ایک چوک ہے چوک میں ایک آدمی سورہا ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بیٹھا ہوا ہے.... اب ایک مسافر وہاں پہنچا اس کو راستے کا علم نہیں.... اب وہ مسافر راستے کے بارے میں کس سے پوچھے گا جو سورہا ہے اس سے پوچھے گا یا جو جاگ رہا ہے؟

حضرت شاہ صاحب نے بڑا حکیمانہ جواب دیا فرمایا مسافر کو تو راستے کا پتہ نہیں بلکہ جو بیٹھا ہوا ہے اسے بھی راستے کا علم نہیں.... وہ دونوں سوئے ہوئے شخص کا انتظار کریں گے کہ جب یہ جاگ اٹھیں گے تو دونوں ان سے راستے کے بارے میں معلومات لیں گے....

پادری کا مطلب یہ تھا کہ آپ مسلمان کہہ رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ آسمانوں میں زندہ ہیں تو دین میں رہنمائی حضرت عیسیٰؑ سے لینی ہے نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وفات پاچکے ہیں تو شاہ صاحب سمجھ گئے اور ایسا پیارا جواب دیا کہ عیسیٰ بھی خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی لیں گے....

اس جواب پر پادری بڑا شرمندہ اور لاجواب ہوگیا....

تیسرا اعتراض پادری نے یہ کیا کہ میرے ہاتھ میں انجیل ہے آپ قرآن پاک لے آئیں اور دونوں کو آگ میں ڈالتے ہیں جو کتاب حق پر ہوگی وہ آگ میں محفوظ رہے گی اور جو حق پر نہیں ہوگی وہ جل جائے گی....

حضرت شاہ صاحب نے بڑا ایمان افروز جواب دیا فرمایا یہ تو کتابوں کی توہین ہے کہ آگ میں پھینکیں.... آپ اپنی کتاب سینے سے لگائیں اور میں قرآن مجید کو سینے سے لگاتا ہوں اور دونوں آگ میں چھلانگ لگاتے ہیں جو بندہ حق پر ہوگا وہ آگ میں نہیں جلے گا اصل میں پادری نے اپنی کتاب انجیل پر ایسا مصالحہ لگایا تھا جس پر آگ اثر نہیں کرتی تھی ....اس پر پادری مناظرہ ہار کر میدان سے بھاگ گیا....(ملفوظات عزیزی)

www.besturdubooks.net

معروف کرخی رحمہ اللہ کا حکیمانہ طرزِ عمل

ایک شخص حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کے ہاں مہمان ہوا....وہ کسی مہلک مرض میں مبتلا تھا، جس کی وجہ سے وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتا تھا....آپ نے اس کی خوب مہمان نوازی کی....وہ اس کا بہت خیال رکھتے تھے....وہ شخص بیمار تو تھا ہی، زبان کا بھی برا تھا....عجیب سا مزاج پایا تھا اس نے....سارا دن ہائے ہائے کرتا خود آرام کرتا نہ دوسروں کی راحت کی پروا گھر والے اس کی اس حرکت کی وجہ سے بڑے ناراض اور تنگ تھے....

ان تمام باتوں کے باوجود حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ دن رات اس کی خدمت میں لگے رہے، وہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا خیال رکھتے تھے....مشقت اور بے آرامی کی وجہ سے خود بھی قدرے کمزور ہو گئے تھے....ایک رات جو سوئے تو کسی چیز کا ہوش نہ رہا مہمان نے انہیں بار بار پکارا لیکن بے سود ان کی آنکھ نہ کھلی....یہ دیکھ کر وہ بدمزاج اور بدکلام شخص چلانے لگا:

''بڑا درویش بنا پھرتا ہے، خدا ایسے صوفیوں کو غارت کرے، خدمت خلق اور پارسائی کے کیسے کیسے دعوے کرتے ہیں، یہ فقیری کا ڈھونگ رچانے والے لوگ دنیا کو کتنی آسانی سے دھوکا دے دیتے ہیں، غضب خدا کا میں بستر مرگ پر پڑا ہوں اوز یہ حضرت خواب راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں....''

اس کی باتیں سن کر حضرت کی آنکھ کھل گئی، لیکن انہوں نے کسی ردعمل کا اظہار نہ کیا...ان کی بیوی بھی مہمان کی یہ کڑوی کسیلی باتیں سن رہی تھیں....اگلی صبح حضرت معروف سے کہنے لگیں:

''یہ آپ نے کس مصیبت کو گھر بٹھا رکھا ہے، ایسے ناشکرے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کسی طور مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے....اللہ کے لیے، اسے گھر سے نکال باہر کریں اور اپنے رحم و کرم کو یوں ضائع مت کیجئے....

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے اپنی بیوی کی باتیں توجہ سے سنیں اور فرمایا:

''اس نے جو کہا، بیماری کی کیفیت میں کہا، غریب آدمی ہے، مجبور ہے، اس نے جو کیا، سو کیا....مصیبت زدہ کی بات کو توجہ اور تحمل سے سننا میرا فرض ہے، کسی کی بدمزاجی کے

www.besturdubooks.net

جواب میں خوش اخلاقی سے کام لیناہی انسانیت ہے اور یہی ہمارے دین کی تعلیم ہے....''

ان کا جواب سن کر بیوی خاموش ہو گئیں....

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کو دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں بیت گئی ہیں مگر ان کا نام آج بھی زندہ وجاوید ہے....(از کتاب مختصر پراثر)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنے ماتحت سے برتاؤ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم تھے بھائی نیاز ....خانقاہ میں آنے جانے والے تمام حضرات انہیں ''بھائی نیاز'' کہہ کر پکارتے تھے.... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص منہ چڑھے خادم تھے اور چونکہ حضرتؒ کی خدمت کرتے تھے اور حضرت والاؒ کی محبت بھی حاصل تھی تو ایسے لوگوں میں کبھی ناز بھی پیدا ہو جاتا ہے....تھے تو ''نیاز'' لیکن تھوڑا سا ناز بھی پیدا ہو گیا تھا اس لیے خانقاہ میں آنے جانے والوں سے کبھی غصے بھی ہو جایا کرتے تھے....ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے بھائی نیاز کی شکایت کی....حضرت یہ لوگوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں اور مجھے انہوں نے برا بھلا کہا ہے ....چونکہ حضرت والاؒ کو پہلے بھی ان کی کئی شکایتیں پہنچ چکی تھیں اس لیے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بلایا اور ڈانٹ کر فرمایا کہ میاں نیاز! یہ تم کیا ہر آدمی سے لڑتے جھگڑتے پھرتے ہو؟ انہوں نے سن کر چھوٹتے ہی جواب میں کہا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو ....اب یہ الفاظ ایک نوکر اپنے آقا سے کہہ رہا ہے ....آقا بھی کون سے ....حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ....حقیقت میں ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حضرت! آپ جھوٹ نہ بولیں بلکہ اصل میں ان کا مقصد یہ تھا کہ جن لوگوں نے آپ تک یہ شکایت پہنچائی ہے ....انہوں نے جھوٹی شکایت پہنچائی ہے ان کو چاہیے کہ جھوٹ نہ بولیں ....اللہ سے ڈریں ....لیکن جذبات میں بے اختیار لفظ زبان سے یہ نکلا کہ حضرت! جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو.... اب دیکھئے کہ اگر ایک آقا اپنے نوکر کو ڈانٹ رہا ہو اور نوکر یہ کہہ دے کہ جھوٹ نہ بولو تو اور زیادہ

غصہ آئے گا اور زیادہ اشتعال پیدا ہوگا لیکن یہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تھے .....ادھر انہوں نے کہا کہ جھوٹ نہ بولو اللہ سے ڈرو .....ادھر حضرت والاؒ نے فوراً گردن جھکالی اور فرمایا استغفر اللہ .....استغفر اللہ .....استغفر اللہ.....

اور پھر بعد فرمایا میں کہ مجھ سے غلطی ہوگئی.....وہ یہ کہ میں نے ایک طرفہ بات سن کر ان کو ڈانٹنا شروع کر دیا.....اور حالانکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی ایک کی بات سن کر فوراً فیصلہ نہ کریں جب تک دوسری طرف کی بات بھی نہ سن لیں..... پہلے مجھے ان سے پوچھنا چاہئے تھا کہ کیا قصہ ہوا؟ وہ اپنا موقف پہلے بیان کر دیتا پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کرتے.....لیکن میں نے پہلے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا.....تو غلطی مجھ سے ہوئی اور جب اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو تو میں نے کہا کہ اللہ کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ.....واقعۃً مجھ سے غلطی ہوئی اور میں نے استغفر اللہ پڑھا.....

یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ **کان وقافا عند حدود الله** اللہ کے حدود کے آگے رک جانے والے بھائی نوکروں کے ساتھ .....اور خادموں کے ساتھ اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے .....ان کے ساتھ کسی وقت تحقیر کا معاملہ نہ کریں..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائیں.....آمین.....(اصلاحی خطبات جلد۲ ص ۲۱۷)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے حسن العزیز میں حضرت شیخ الہند قدس سرہ کا ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ الہند مراد آباد مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لے گئے، لوگوں نے وعظ کے لئے اصرار کیا (مولانا وعظ سے بچتے تھے) عذر کیا کہ مجھے عادت نہیں.....مگر لوگوں نے نہیں مانا..... آخر مولانا کھڑے ہوئے اور حدیث **"فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ"**..... پڑھی اور اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے وہاں ایک مشہور عالم تھے وہ کھڑے ہوئے اور کہا یہ ترجمہ غلط ہے اور جس کو ترجمہ بھی صحیح کرنا نہ آئے اس کو وعظ کہنا جائز نہیں.....بس مولانا فوراً ہی بیٹھ گئے.....اور کہا میں پہلے ہی کہتا ہوں کہ مجھے وعظ کی لیاقت نہیں ہے اور بعد میں مولانا ان کے پاس آئے اور

www.besturdubooks.net

پوچھا کیا غلطی ہوئی.... کہا اشد کا ترجمہ اضر ہے نہ کہ اثقل مولانا نے کہا.... حدیث کیفیت وحی میں بھی یہ لفظ ہے.... "وَيَاتِيْنِي اَحْيَانًا كَصَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهَا عَلَيَّ" وہاں اضر کا ترجمہ کیسے بنے گا.... بس ان عالم صاحب کی یہ حالت کہ رنگ فق تھا اور سر سے پیر تک عرق میں ڈوبے ہوئے تھے.... (آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۳۰۹، بحوالہ حسن العزیز جلد ۴ صفحہ ۲۴)

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کا طرزِ عمل

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مدت دراز سے مجھ پر عنایت فرماؤں کی طرف سے بے جا اعتراضوں کی بوچھاڑ ہے جس میں سے اکثر کا سبب تعصب اور تحزب ہے.... جس کے جواب کی طرف احقر نے اسلئے التفات نہیں کیا کہ میں نے ان اعتراضوں کو قابل التفات نہیں سمجھا.... نیز یہ بھی خیال ہو کہ آج کل جواب دینا قاطع اعتراضات نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ مطول کلام ہو جاتا ہے، تو وقت بھی ضائع ہوا اور غایت بھی حاصل نہیں ہوئی تیسرے مجھ کو اس سے زیادہ اہم کام اس کثرت سے رہا کئے کہ اس کام کے لئے مجھ کو وقت بھی نہیں مل سکتا تھا.... چوتھے میں نے جہاں تک دل کو ٹٹولا.... ایسے اعتراضوں کے جواب دینے میں نیت اچھی نہیں پائی.... میں اہل خلوص کو کہتا نہیں مگر مجھ جیسے مغلوب النفس کی نیت تو زیادہ یہی ہوتی ہے کہ جواب نہ دینے میں معتقدین کم ہو جائیں گے، شان میں فرق آ جائے گا.... جس کا حاصل ارضاء عوام ہے، سو طبعاً مجھ کو اس مقصود ارضاء عوام سے غیرت آتی ہے.... (آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۳۰۹ بحوالہ خوان خلیل صفحہ ۳۲)

اشرف السوانح میں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ پر معترضین کی بھرمار، بوچھاڑ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت والا نے اپنے معترضین کے مقابلہ میں بھی کبھی رد کی کوشش نہیں فرمائی بلکہ ان کے اعتراضوں پر بھی بالخصوص جہاں مظنہ نیک نیتی کا تھا اس نیت سے نظر فرمائی کہ اگر ان اعتراضات میں کوئی امر واقعی قابل قبول ہو تو اس کو قبول کر کے اس پر عمل کیا جائے.... (اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۶۳)

اشرف السوانح میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ حضرت والا پر اگر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا

www.besturdubooks.net

ہے تو اس سے اپنا تبریہ فرمانے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے بلکہ اگر وہ اعتراض علمی رنگ کا ہوتا ہے اور قابل قبول ہوتا ہے تو اس کو قبول فرما کر اپنی تحقیق سابق سے بلا تامل رجوع فرما لیتے ہیں اور ترجیح الراجح میں اپنا رجوع شائع فرما دیتے ہیں.... یہ معاملہ تو علمی رنگ کے اعتراضات کے ساتھ فرماتے ہیں....اور اگر اعتراض معاندانہ رنگ کا ہوتا ہے تو اس کی مطلق پرواہ نہیں فرماتے، چنانچہ اگر ایسا اعتراض بذریعہ جوابی خط کے موصول ہوتا ہے تو بجائے اپنے تبریہ فرمانے کے نہایت استغناء کا جواب تحریر فرما دیتے ہیں....اور ایسے عنوان سے کہ معترض پر ظاہر ہو جائے کہ اس کے اعتراض کو بالکل لغو اور غیر قابل التفات سمجھا گیا....مثلاً ایک شخص کو جس نے واہی تباہی اعتراضات لکھ کر بھیجے تھے، تحریر فرمادیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ عیوب ہیں، مگر مجھے تو اپنے عیوب کی اشاعت کی توفیق نہیں ہوتی تم ان کو مشتہر کردو تا کہ لوگ دھوکہ میں نہ رہیں....اور اگر خط جوابی نہیں ہوتا تو اس کو پھاڑ کر ردی میں ڈال دیتے ہیں....'' (آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۱۳۱۰، اشرف السوانح صفحہ ۱۵۴)

مولوی محمد رشید رحمہ اللہ تعالیٰ کی حق گوئی اور حسنِ ادب

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک سلسلہ میں فرمایا کہ مولوی محمد رشید مرحوم جنہوں نے مجھ سے پڑھا تھا، بڑے حق گو لیکن اس کے ساتھ بڑے باادب تھے، ایک بار میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا وہاں ریزگاری کی ضرورت پڑی....ایک صاحب کے پاس موجود تھی ان کو روپیہ دے کر میں نے ریزگاری لے لی....مولوی صاحب بھی اس وقت موجود تھے وہ آگے بڑھے اور مجھ سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا بیع میں تو داخل نہیں....مجھے فوراً تنبہ ہوا....میں نے کہا خیال نہیں رہا....یہ معاملہ تو واقعی بیع ہی میں داخل ہے جو مسجد میں جائز نہیں....پھر میں نے ان صاحب کو جن سے معاملہ ہوا تھا ریزگاری واپس کر کے کہا کہ میں اب اس معاملہ کو فسخ کرتا ہوں....پھر میں نے کہا مسجد سے باہر چلو وہاں پھر اس معاملہ کو از سر نو کریں گے....چنانچہ مسجد سے باہر آ کر اور روپیہ دے کر میں نے پھر ان سے ریزگاری لے لی....مولوی محمد رشید کی اس بات سے میرا جی بڑا خوش ہوا....کیونکہ ظاہر کرنا تو ضروری

www.besturdubooks.net

ہی تھا لیکن انہوں نے نہایت ادب سے ظاہر کیا.... یہ پوچھا کہ کیا یہ بیع میں تو داخل نہیں....

(افاضات ۲/۹/صفحہ ۳۵۳ آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۳۱۱)

امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کا حسن ادب

ایک شخص حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے سامنے حضرت قدس سرہ کی تعریف کر رہا تھا.... مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے.... مولانا محمد یوسف نے ایک کاغذ پر مٹی رکھی اور اس کو حضرت مولانا محمد الیاس قدس سرہ کی طرف کھسکا کر چپکے سے اٹھ کر چلے گئے، گویا حسن ادب کے ساتھ اس پر تنبیہ کی کہ اپنی تعریف سننا حدیث کے خلاف ہے کہ حدیث پاک میں منہ پر تعریف کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ اس کے چہرہ پر مٹی ڈال دی جائے.... (اسلام میں اختلاف کے اصول)

مولانا خلیل احمد اور مولانا محمد یحییٰ رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف رائے

قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

میرے والد صاحب قدس سرہ اور میرے حضرت قدس سرہ کے درمیان میں متعدد مسائل میں اختلاف تھا، مگر چونکہ مجادلہ، اور مخالفت نہیں تھی، اس لئے عوام تو عوام، خواص کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی تھی.... ان میں سے ایک مسئلہ مثال کے طور پر لکھتا ہوں.... قربانی کے جانور میں دو تین شرکاء اگر ایک حصہ مشترک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنا چاہیں بشرطیکہ خود ان کے حصے اپنے بھی اس جانور میں ہوں.... یہ صورت میرے والد صاحب کے نزدیک جائز تھی اور میرے حضرت کے نزدیک ناجائز.... میرے والد صاحب اوپر رہتے تھے اور حضرت قدس سرہ کا قیام نیچے رہتا تھا.... قربانی کے زمانہ میں متعدد لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ مسئلہ حضرت کے پاس پوچھنے آئے تو میرے حضرت یوں فرما دیا کرتے تھے کہ میرے نزدیک تو ناجائز ہے مولانا یحییٰ کے نزدیک جائز ہے.... تو اوپر جا کر ان سے مسئلہ پوچھ لے، وہ تجھے اجازت دے دیں گے تو اس پر عمل کر لینا.... اس کے بعد میرے نزدیک یہ صورت جائز ہے اور ہمارے مدرسہ کے مفتی

www.besturdubooks.net

سابق (مفتی سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) اور سابق ناظم مولانا عبداللطیف صاحب قدس سرہ کے مسلک کے مطابق ناجائز بتاتے تھے اور ہر ایک کا فتویٰ ایک دوسرے کو معلوم تھا.... میں نے ان دونوں حضرات سے گفتگو بھی کی، انہوں نے میری نہیں مانی.... میں نے ان کی نہیں مانی مگر نہ کبھی اشتہار بازی ہوئی نہ جنگ وجدال ہوا.... (آپ بیتی نمبر ۴ صفحہ ۹۴)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اور حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا اختلاف رائے

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنا واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں.... ''خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخیر رمضان المبارک میں شعبان کے چاند کی گڑبڑ سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آج مطلع صاف ہے.... تیس روز پورے ہو جانے کے بعد اگر شام کو رویت نہ ہوئی تو کل روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ شعبان کے چاند میں شہادت پر مدار تھا....

بعض وجوہ سے شرعی حجت نہ تھی اس لئے روزہ ہے اور میرا ناقص خیال تھا کہ وہ شرعی حجت سے صحیح تھی اس لئے کل کا روزہ نہیں ہے.... دن بھر بحث رہی شام کو چاند نظر نہ آیا.... حضرت نے طے فرمادیا کہ میں روزہ رکھوں گا میں نے عرض کیا میرے لئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ میرے اتباع کی ضرورت نہیں.... سمجھ میں آ گیا ہو تو روزہ رکھو ورنہ نہیں.... بالآخر حضرت کا روزہ تھا میرا افطار.... حضرت کے خدام میں اور بھی متعدد ایسے تھے جنہوں نے افطار کیا اور متعدد نے روزہ رکھا حضرت نے ان سے دریافت بھی نہ فرمایا کہ تم نے افطار کیوں کیا؟ گو مجھے اب تک قلق ہے کہ میں نے اپنی سمجھ کو حضرت کی رائے کے مقابلہ میں کیوں قابل اعتناء سمجھا مگر حضرت نے ذرا بھی اشارۃً کنایۃً کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ تصویب ہی فرمائی.... (الاعتدال صفحہ ۲۰۹)

حضرت مدنی رحمہ اللہ اور مولانا ظفر احمد صاحبؒ کا واقعہ

حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.net

لیگ، کانگریس کے دور میں بھی یعنی تقسیم سے پہلے میرے حضرت مدنی شیخ الاسلام قدس سرہ تو کانگریس کی حمایت میں جتنے زوروں پر تھے سبھی کو آج معلوم ہے.... اور اس کے مقابل حضرت تھانوی قدس سرہ اس کی مخالفت اور حضرت کے اتباع میں مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی شیخ الاسلام پاکستان مسلم لیگ کی حمایت میں حضرت مدنی سے کم نہیں تھے.... منبروں پر، جلسوں میں، اشتہارات میں ایک دوسرے کی تردید دونوں طرف سے جتنی شدت ہوتی تھی.... وہ ابھی تک سب کو معلوم ہے.... اور مقدر سے دونوں اکابر میرے مہمان ہوا کرتے تھے.... لیکن مولانا ظفر احمد صاحب کی جب تشریف آوری ہوتی تھی تو دو تین دن قیام ہوتا تھا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری منٹوں اور گھنٹوں کی ہوا کرتی تھی.... ایک مرتبہ اسی دور میں مولانا ظفر احمد صاحب زاہد مجدہم ودام ظلہم تشریف فرما تھے، دو تین دن سے آئے ہوئے تھے.... مدرسہ میں قیام تھا.... میرے مہمان تھے.... میں دار الطلبہ گیا ہوا تھا.... ایک لڑکے نے مجھے آکر اطلاع دی کہ حضرت مدنی قدس سرہ آئے ہیں.... کچے گھر میں ہیں.... میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی اور اب تک بھی جب اس منظر کا مجھے خیال آجاتا ہے اور اپنی اس وقت کی پریشانی یاد آتی ہے تو دھڑ دھڑی سے آجاتی ہے.... میں دار الطلبہ سے بہت تیزی کے ساتھ مدرسہ قدیم آیا.... اور مولانا ظفر احمد صاحب زاد مجدہم سے درخواست کی کہ حضرت مدنی تشریف لے آئے.... مکان پر ہیں.... حضرت کا قیام گھنٹہ آدھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوگا.... آپ ابھی تکلیف نہ فرمائیں.... کھانے کے بعد حضرت کی تشریف بری کے بعد آپ کو بلالوں گا.... مولانا ظفر احمد صاحب نے اللہ ان کو بہت ہی بلند درجے عطا فرمائے، یہ فرمایا کہ کیوں؟ میری حاضری سے کیا نقصان ہوگا؟ میں ابھی آؤں گا.... میں نے بڑی خوشامد ومنت کی کہ اللہ کے واسطے ہرگز کرم نہ فرمائیں.... مگر جتنا میں نے خوشامد کی اتنا انہوں نے اصرار کیا کہ نہیں ابھی آؤں گا.... حضرت میرے بڑے ہیں وہ کچھ ارشاد فرمائیں گے تو میں بالکل جواب نہیں دوں گا.... ان سے مایوس ہو کر میں کچے گھر میں حاضر ہوا.... اور حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کئی دن سے آئے ہوئے ہیں اور میرے مہمان ہیں.... میں ان سے کہہ آیا

www.besturdubooks.net

ہوں کہ ابھی نہ آویں.... حضرت کی تشریف بری کے بعد آپ کو بلاؤں گا.... حضرت قدس سرہ نے فرمایا، کیوں میں ان سے کیا چھین لوں گا یا وہ مجھ سے کیا چھین لیں گے؟ میری گفتگو حضرت سے ہو رہی تھی کہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کچے گھر میں پہنچ گئے.... حضرت ان کو دیکھ کر بہت ہی مسرت سے اٹھے، کھڑے ہو کر مصافحہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اچھا یہ ابو الدیک صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں.... اس کی شرح یہ ہے کہ جب عزیز مولوی عمر احمد ابن مولانا ظفر احمد صاحب پیدا ہوئے تو ان کی تاریخ ولادت ''مرغ محمد'' تجویز کی گئی تھی.... اس وقت سے حضرت مدنی قدس سرہ نے تفریحاً مولانا ظفر احمد صاحب کی کنیت ابوالدیک تجویز کر رکھی تھی اور اکثر ملاقات پر اسی لفظ سے مخاطبت ہوتی تھی.... مولانا ظفر احمد صاحب نے دست بوسی کی اور میں پھر بھی ڈرتا ہی رہا.... اور یا رب سلم سلم پڑھتا رہا.... جلدی سے دستر خوان بچھایا، دونوں اکابر نے آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا نوش فرمایا، طرفین سے خیریت، اہل وعیال کے حالات وغیرہ امور ہوتے رہے.... تقریباً پون گھنٹے بعد حضرت مدنی قدس سرہ تشریف لے گئے اور میری جان میں جان آئی اور کوئی سیاسی لفظ اس مجلس میں نہیں آیا، مولانا ظفر احمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مٹھائی کھلاؤ.... میں نے کہا ضرور مگر آپ سے زیادہ حضرت شیخ الاسلام ہیں.... مجھے یہ فکر تھا اگر ایک ڈانٹ پڑ گئی تو کیا ہوگا.... مولانا نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ مولانا اگر ڈانٹیں گے تو کچھ نہیں بولوں گا.... مجھے مولانا کی بڑائی یا علوشان سے کچھ انکار نہیں.... میں مولانا کو ہر طرح اپنا بڑا سمجھتا ہوں.... لیکن کیا کریں، ہم دیانۃً کانگریس کو مسلمانوں کے حق میں نہایت مضر سمجھتے ہیں.... اس لئے اخبارات، اشتہارات اور منبروں کی تقریر میں تردید پر مجبور ہیں....(آپ بیتی نمبر ۴ صفحہ ۹۶)

حکیم الامت تھانوی اور شیخ الاسلام رحمہما اللہ تعالیٰ میں اختلاف رائے

حضرت اقدس حکیم الامت اشرف العلماء مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ اور حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کا اختلاف رائے اور دونوں حضرات کا طرز عمل بھی قابل دید ہے.... حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ لیگ کے سخت حامی تھے اور کانگریس کو امت کے لئے مضر سمجھتے تھے..... اور حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ

www.besturdubooks.net

کانگریس کی شرکت کو ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے اور اس کی پوری حمایت فرماتے تھے اس شدت اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کا کس درجہ احترام تھا....

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ سے جو حضرات بیعت کی درخواست کرتے، حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہونے کا مشورہ دیتے اور فرماتے ہماری جماعت کے بڑے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں ان سے بیعت ہو جاؤ....(اسلام میں اختلاف کے اصول)

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمہ اللہ کی بیعت کا واقعہ

حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت ہونا چاہتے مگر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ ان کو لے کر خود تھانہ بھون تشریف لائے اور بیعت کی درخواست کی.... حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ کام تقسیم کر لیا جائے اگر مجھ سے بیعت ہوں تو اصلاحی تعلق آپ سے ہو....اور یا بیعت آپ فرمائیں اصلاحی تعلق مجھ سے ہو....آخر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہوئے اور اصلاحی تعلق حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ سے رہا....(اسلام میں اختلاف کے اصول)

مکتوب شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ
بنام مولانا عبدالماجد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام تحریر فرماتے ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ یہ ناکارہ تو حضرت مولانا (تھانوی) دامت برکاتہم کا نہایت معتقد اور ان کی تعظیم و احترام کو نہایت ضروری سمجھتا ہے....ان کی قابلیت اور کمالات کے سامنے اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جو کہ طفل دبستان کو افلاطون سے ہو سکتی ہے....البتہ تحریک حاضرہ کے متعلق جو چیزیں وہاں سے شائع کرائی جاتی ہیں اور جو کچھ وہاں کے متوسلین گاتے ہیں

www.besturdubooks.net

وہ نہایت دلخراش ہیں.... مولانا کو اپنا مقتدی اور اپنے اکابرین میں سمجھتا ہوں.... ۱۵ر شوال ۱۳۵۲ھ.... (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، تکملہ الاعتدال صفحہ ۲۳)

بے شک وہ مجدد تھے

ایک صاحب کے سوال پر حضرت مدنی رحمہ اللہ ارشاد فرمایا ''بے شک وہ (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) مجدد تھے، انہوں نے ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جب کہ دین کو بہت احتیاج تھی....'' (حیرت انگیز واقعات صفحہ ۱۶۲، بحوالہ تکملہ الاعتدال صفحہ ۲۴)

مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

ایک صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں.... مولانا اشرف علی رحمہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ مشرکانہ عقائد ہرگز نہیں رکھتے تھے.... بہت بڑے موحد، خداپرست، تصوف میں ان کا قدم بہت راسخ تھا، پیری مریدی بھی حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کے حکم پر اور ان کی اجازت سے کرتے تھے.... علم ظاہر میں بھی ان کا قدم راسخ تھا....

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں نہ صرف صحیح مسلمان ہونے کا معتقد ہوں، بلکہ ان کو بہت بڑا عالم باعمل اور صوفی کامل جانتا ہوں.... ہاں ان کی رائے دربارۂ تحریک آزادی ہند غلط سمجھتا ہوں.... اس بارے میں میرا یقین کامل ہے کہ میرے اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کی رائے نہایت صحیح اور واجب الاتباع تھی.... یہ غلطی حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجتہادی غلطی جانتا ہوں جس کی وجہ سے حضرت تھانوی مرحوم کی شان میں نہ گستاخی کرتا ہوں اور نہ کسی کی گستاخی کو روا رکھتا ہوں....

۴ر ربیع الاول ۱۳۵۷ھ.... (مکتوبات شیخ الاسلام صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مولوی احمد حسن سنبھلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

مولوی احمد حسن سنبھلی حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے اور بڑے عالم تھے،

www.besturdubooks.net

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں تصنیف وتالیف کی خدمت پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اچھی تنخواہ پر لگا رکھا تھا.... سیاسیات میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کو اختلاف ہوا اور انہوں نے اس کی بری صورت اختیار کی.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اکرام واحترام کا کوئی خیال نہ رکھا اور بہت ہی نامناسب رویہ اختیار کیا، جس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ ''موذی مرید'' لکھا.... امروہہ ضلع مرادآباد کے ایک مدرسہ میں ان کو صدر مدرس تجویز کیا مگر وہ اس عہدہ کو کامیابی کے ساتھ باقی رکھنے میں ناکام رہے.... مدرسہ کے ذمہ داروں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کو یہ حالت لکھی، اس پر حضرت مدنی قدس سرہ نے مدرسہ کے ذمہ داروں کو تحریر فرمایا:

مولوی احمد حسن سنبھلی کا صدر مدرسی کے کام کو بخوبی انجام نہ دے سکنا قابل تعجب امر ہے جس کا تسلیم کرنا بھی بمشکل ہو سکتا ہے.... میرے نزدیک مولوی صاحب موصوف نے اپنے پیرومرشد (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے متعلق جو اعلانات شائع کئے ہیں اس میں نہایت فاش غلطی کھائی ہے اور اس کے برے نتائج کا خوف ہے مگر اس کو ان سے ذکر کرنے کا موقع مجھ کو ہاتھ نہ لگا کہ میں پکڑا گیا، اگرچہ اس میں ان کی نیت بخیر ہو.... مگر میرا ذاتی خیال ہے کہ غیر مناسب ہوا، اور وہ مولوی صاحب کے لئے شاید مضر ہو.... ''وَاللّٰہُ یَحْمِیْنَا وَاِیَّاہُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ حَوَادِثِ الدَّھْرِ وَسُوْءِ الْعَوَاقِبِ اٰمِین....''

واضح ہو کہ مولوی احمد حسن کا سیاسی مسلک وہی تھا جو حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا تھا، اس کے باوجود آپ نے مولوی احمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے طرز عمل کی مذمت کی.... کوئی دنیادار پابند نفس ہوتا تو خوش ہوتا اور اپنے مخالف کے مرید کی اور کمر ٹھونکتا کہ تم نے بہت اچھا کام کیا، مگر اہل اخلاص حق اور حقیقت کو ہاتھ سے کہاں جانے دیتے ہیں.... (مکتوب شیخ الاسلام تکملہ الاعتدال صفحہ ۴۲)

مکتوب حضرت مدنیؒ بنام مولانا خدا بخش ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا خدا بخش ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے ہمارا سیاسی اختلاف ہے اور بہت زیادہ اختلاف ہے، مگر جزئیات اور فروع اور اسلامک لاجن کو سیاست سے تعلق نہیں

www.besturdubooks.net

ہے، ان میں ان کا ذاتی قابل اعتماد ہوگا، مولانا موصوف کا اسلامی تفقہ اور علوم وفنون میں تمام عمر مصروف رہنا، ان کی تعلیم دینا، ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرنا، ان میں بے شمار مفید اور کارآمد تصانیف وتالیف کر کے عالم اسلامی اور خلائق کو فیض یاب بنانا آفتاب کی طرح دنیا میں روشن ہے اور ہو چکا ہے.... اس بارے میں مودودی صاحب کا قول ان کے سامنے ایسا ہی شمار کیا جائے گا جیسے کہ ایک کامیاب بیرسٹر کے سامنے چوتھی یا پانچویں کلاس کے طالب علموں کا قول ہوگا.... (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اصفحہ ۴۳۰ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام زاہد حسین رحمہم اللہ تعالیٰ

زاہد حسین صاحب کو تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا تھانوی کے مواعظ خرید لیجئے اور ان کو دیکھا کیجئے....'' (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اصفحہ ۴۳۴ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام سید علی آفندی رحمہ اللہ تعالیٰ

سید علی آفندی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا تھانوی کے مواعظ بہت مفید ہیں، ضرور ان کا مطالعہ رکھیں.... علی ہذا القیاس ''تربیت السالک'' بھی مفید ہے....''

(مکاتیب شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا عبدالحق مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا عبدالحق مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تحریر فرماتے ہیں: ''وَاَمَّا عَدَمُ مَیْلِکُمْ اِلٰی مَوْلَانَا اَشْرَفَ عَلٰی صاحب فَاعْرَاکُمْ مُخْطِئِیْنَ فِیْهِ''.... (حوالا بالا)

لیکن آپکا مولانا تھانوی کی جانب میلان نہ ہونا سو میں اس بارے میں آپکو غلطی پر سمجھتا ہوں

مکتوب حضرت مدنی بنام مولانا دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تحریر فرماتے ہیں.... والا نامہ باعث سرفرازی ہوا... تھانہ بھون ارزانی کے متعلق مجھ روسیاہ ونالائق سے اجازت چاہنا عجیب بات ہے.... میں تو خود ہی نا کارہ ہوں.... اس سے بڑھ کر کیا چیز خوشی کی ہو سکتی ہے کہ مقصد اصلی اور محبوب حقیقی تک رسائی ہو جو کہ حضرت مولانا (تھانوی) دامت برکاتہم کی بارگاہ میں ارجی

www.besturdubooks.net

ہو....از دیوبند جمادی الثانیہ ۱۳۵۰ھ....(مکتوبات شیخ الاسلام صفحہ ۱۴۰ ھ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

ایضاً: ایک دوسرے والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''اپنے مشاغل قلبیہ سے غافل نہ رہیں، ذکر میں کوشاں رہیں....مولانا (تھانوی) دامت برکاتہم کی خدمت میں جس قدر بیٹھنا نصیب ہو غنیمت جانیں اس وقت جہاں تک ممکن ہو ذکر کا خیال رہے اور قلب حاضر ہو ''صحبة الشيخ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً'' قول اکابر ہے....حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون ہے اور استدعاء دعوات صالحہ وصرف ہمت عرض کردیں....(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ا صفحہ ۱۴۴ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مکتوب حضرت مدنی قدس سرہ بنام مولانا سید محمد میاں صاحب قدس سرہ

ان اختلافات کے سلسلہ میں مولانا سید محمد میاں صاحب نور اللہ مرقدہ نے حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہ سے استفسار کیا....حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ملاحظہ ہو....

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ....

تصوف کا ضروری اور مضبوط اصول جو کہ نفس پر شاق بھی بہت ہوتا ہے یہ ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ بدظنی اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اسی کے ماتحت حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

''معرفت خدا تعالیٰ برآں کس حرام است کہ خود راا ز کافر فرنگ بہتر داند فکیف از اکابرین دین....''

اپنے نفس کے کید ومکر سے کسی وقت بھی مطمئن نہ ہونا چاہئے ۔

فَاِنَّکَ تَعْرِفُ کَیْدَ الْخَصَمِ وَالْحِکْمَۃِ

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ

www.besturdubooks.net

پس جو حضرات پہلے سے معتقد علیہم ہیں یا جان کے اقوال وافعال مسائل خاصہ کے سوا پسندیدہ ہیں.... ان کے ساتھ بداعتقادی وغیرہ نہ ہونا چاہئے حسن ظن رکھنا چاہئے.... ہمارے لئے مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین درس عبرت ہیں، ممکن ہے ان حضرات کی رائے صحیح ہو، اگرچہ غلبہ ظن یہی ہے کہ ہماری آراء اور اعمال بالکل حق بجانب ہوں.... لہٰذا نہ زبان درازی چاہئے نہ بداعتقادی بلکہ ان کے اور اپنے لئے دعا کرنی چاہئے.... "اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ"....

ذکر سے غافل نہ ہو جائے، وقت کو غنیمت جانئے، گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، آج کچھ کر لیجئے کل کو کرنا ناممکن ہوگا جفاکش بنئے آرام وراحت کو آخرت کے لئے چھوڑیئے

نازپروردہ راہ نبرد راہ بہ دوست　　عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

من نکردم شمار حذر بکنید　　والسلام ننگ اسلاف حسین احمد

(سیاست شیخ الاسلام صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱ سیرت شیخ الاسلام صفحہ ۲۰۹)

"کتنی عظیم انسانیت اور کس اعلیٰ کردار کے حامل تھے.... یہ حضرات کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود نہ زبان درازی کی اجازت دیتے ہیں نہ بداعتقادی کی بلکہ حسن ظن کی تاکید فرماتے ہیں.... اے کاش ان حضرات اسلاف کے کردار واخلاق کا کچھ حصہ ہم کو بھی نصیب ہو جاتا...."

سیاسی کشمکش زوروں پر تھی، گنگوہ میں اسی سلسلہ میں ایک عظیم جلسہ تھا اثناء جلسہ میں ایک شخص نے حضرت تھانوی قدس سرہ پر اعتراضات والزامات کی بوچھاڑ کر ڈالی.... حضرت قدس مولانا مدنی قدس سرہ نے جوش غضب میں جو جوابی تقریر فرمائی تو حضرت تھانوی قدس سرہ کے فضائل ومناقب ہی پر ختم کر دی.... (صفحہ ۱۹۹ سیرت شیخ الاسلام)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا برائی سے ذکر کرنے پر ڈانٹنا

ایک شخص ایک جلسہ میں لے جانے کے لئے دیوبند حضرت مدنی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا.... اثناء گفتگو اس نے تھانہ بھون کا ذکر کیا اور حضرت تھانوی قدس سرہ کا ذکر برائی کے ساتھ کیا.... حضرت مدنی قدس سرہ کو سخت غصہ آ گیا، کبھی اتنا غصہ نہیں آیا، اور سخت

www.besturdubooks.net

لہجہ میں فرمایا مجھ سے تعلق رکھتے ہو.... میرے بزرگوں کو برا کہتے ہو اور خادم سے فرمایا اس کا بستر اٹھا کر لے جاؤ.... میرے یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں.... جو سخت سے سخت تکالیف اور گالیاں سن کر بھی کبھی کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے اور اپنے سیاسی مخالف مگر دینی عظیم رہنما کی شان میں کوئی جملہ برداشت نہیں کر سکے.... اور غصہ کی شدت میں اپنے یہاں ٹھہرانے کے بھی روادار نہ ہوئے.... ایسی مثال شاید حضرت مدنی قدس سرہ کے یہاں شاذ و نادر ہی پیش آئی ہو کہ اپنے یہاں سے نکلوا دیا اور ٹھہرانے تک کے روادار نہ ہوئے....

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تھانہ بھون تشریف آوری

ایک دفعہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ تھانہ بھون تشریف لائے کسی نے حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کو اطلاع کی کہ مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی آئے ہیں.... حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا.... ایں کس کو کہہ رہے ہو، کیا ہمارے مولانا حسین احمد صاحب (دیوبند والے) ہیں؟ کہاں جی ہاں! فرمایا کدھر ہیں؟ اور اٹھ کر دروازہ تک تشریف لائے.... سلام، مصافحہ معانقہ فرمایا.... حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے دست بوسی فرمائی حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑ کر لائے اور اپنی مسند پر اپنے برابر بٹھایا.... حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے مسند پر بیٹھنے سے انکار کیا.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... میرا حکم یہی ہے یہیں بیٹھو اس کے بعد گفتگو ہوئی.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... آپ نے زیادتی کی کہ اطلاع نہیں فرمائی.... اگر اپنی آمد کی پہلے سے اطلاع فرما دیتے تو کسی سواری کا انتظام کر دیتا اور دو چار آدمی استقبال کے لئے بھیج دیتا.... حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا.... حضرت اپنے گھر آنے کے لئے کیا اطلاع کی ضرورت ہوتی ہے.... حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا آپ کے اس جواب سے بہت مسرت ہوئی کہ اس گھر کو اپنا گھر فرمایا.... اچھا بتایئے آپ کیا کھائیں گے.... حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا روٹی اور شلجم کا اچار.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں گھر آدمی کو بھیجا کہ جس گھر میں شلجم کا اچار اور روٹی ہو لائیں.... چنانچہ روٹی اور شلجم کا اچار اور لسی لائی

www.besturdubooks.net

گئی.... حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ساتھ میرے دو ساتھی ہیں، اگر اجازت ہو تو وہ بھی ساتھ کھالیں اس پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے محاسبہ فرمایا کہ جب آپ نے اس گھر کو اپنا گھر فرمایا ہے تو پھر اجازت کا کیا مطلب؟ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا.... مہمان کے سامنے جو کھانا آتا ہے وہ اباحت ہوتا ہے ملک نہیں.... مہمان کو کھانے کا تو حق ہوتا ہے اور تصرف کا نہیں.... اس لئے اجازت طلب کی.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں اجازت ہے، کھانے سے فراغت پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پگڑی منگائی اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش فرمائی.... حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے پگڑی کو آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا اور فرمایا حضرت کو معلوم ہے کہ میں بدیسی کپڑا استعمال نہیں کرتا.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے سہو ہو گیا قصداً میں نے ایسا نہیں کیا اور آدمی بھیجا کہ گھر سے کھدر کی پگڑی لائیں.... کھدر کی پگڑی آ گئی اس کو پیش فرمایا، اور چاندی کے دو روپے نذرانہ دیئے، حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے ان کو پگڑی میں باندھ لیا اور پگڑی حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھ کر سر جھکا دیا کہ حضرت خود اپنے ہاتھ سے باندھ دیں.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر مبارک پر پگڑی باندھی.... اس طرح کہ وہ روپے اوپر کی طرف آ گئے.... حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اوپر کی طرف پگڑی میں اڑس لیا.... اس کے بعد رخصت کرتے ہوئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں آپ کو اپنے استاذ شیخ العالم (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کو شیخ العالم فرمایا کرتے تھے) کے قائم مقام سمجھتا ہوں....

ایک دفعہ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ تھانہ بھون تشریف لائے کہ خانقاہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا دروازہ کھلوایا.... دربان نے دروازہ نہیں کھولا کہ قانون کے خلاف ہے.... حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ بستر اٹھا کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر تشریف لائے وہاں بھی دروازہ بند ہو چکا تھا.... دروازہ کے باہر ہی بستر بچھا کر سو رہے.... صبح کو دروازہ کھلا حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... آپ اس وقت کہاں.... حضرت مدنی رحمہ اللہ

www.besturdubooks.net

تعالیٰ نے فرمایا.... آپ کا قانون کسی غریب مسافر کو خانقاہ میں ٹھہرنے کی کہاں اجازت دیتا ہے؟ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر خانقاہ تشریف لائے اور دربان سے فرمایا کہ دیکھو مولانا اس قانون سے مستثنیٰ ہیں.... مولانا جس وقت بھی تشریف لایا کریں دروازہ کھول دیا کریں....

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی گرفتاری سے صدمہ

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی گرفتاری ہوئی تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت صدمہ ہوا.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... ''مجھے خیال نہیں تھا کہ مجھے مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اتنی محبت ہے....'' کسی خادم نے عرض کیا کہ مولانا مدنی تو اپنی خوشی سے گرفتار ہوئے تو حضرت نے فرمایا، آپ مجھے اس جملہ سے تسلی دینا چاہتے ہیں.... کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے مقابلہ میں اپنی خوشی سے نہیں گئے تھے، مگر آج تک کون ایسا شخص ہوگا جسکو اس حادثہ کا رنج نہ ہوا.... (حیرت انگیز واقعات صفحہ ۳۰)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ:

''مولوی حسین احمد صاحب بہت شریف طبیعت کے ہیں.... باوجود سیاسی مسائل میں اختلاف رکھنے کے بھی کوئی کلمہ خلاف حدود ان سے نہیں سنا گیا....''

(الکلام الحسن حصہ اول صفحہ ۷ ملفوظ نمبر ۳۲ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

ایضاً: ''الحیلۃ الناجزۃ'' کے سلسلہ میں حضرت مدنی قدس سرہ نے جو سعی فرمائی اس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

''اخیر میں بغرض طلب دعا عرض کرتا ہوں کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دار العلوم دیوبند دامت فیوضہم نے علماء مالکیہ سے فتاویٰ حاصل کرنے میں بہت مدد فرمائی ہے، بلکہ مسئلہ مفقود کے علاوہ دیگر مواقع میں تحقیق احکام کے اصل محرک بھی وہی ہیں.... نیز مدینہ طیبہ میں مولانا سید احمد صاحب مہتمم مدرسۃ العلوم الشرعیہ نے علماء مالکی سے حصول

www.besturdubooks.net

فتاویٰ میں سعی بلیغ فرمائی اور ہمیشہ نہایت اہتمام سے روانہ فرماتے رہے.... اشرف علی اوائل ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ.... (دیباچہ الحیلۃ الناجزہ صفحہ ۴۱ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

کیا ہم بھی اپنے مخالف سے کسی دینی کام میں بھی تعاون حاصل کرتے ہیں اوراس کے تعاون کا شکر یہ ادا کرتے ہیں....

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو خصوصی کمال

مولانا خیر محمد صاحب جالندھری جو مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص خلفاء میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق میرے سامنے فرمایا کہ ''ہمارے اکابر دیوبند کے بفضلہٖ تعالیٰ کچھ کچھ خصوصیات ہوتے ہیں.... چنانچہ شیخ مدنی کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہیں، ایک تو مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں، دوسرے تواضع، چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود (اپنے) آپ کو کچھ نہیں سمجھتے....'' (حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۱۲ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مقامِ شہنشاہیت

مولانا عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے مولانا عبدالمجید صاحب بچھرایونی خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہ سے کہا:

''شیخ الاسلام سے اس درجہ اختلاف نہ رکھیں، کیونکہ میں نے مفتی محمد حسن صاحب امرتسری سے سنا ہے جو حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حال میں، میں نے ایک دو جواب مسائل سلوک میں پڑھے ہیں جن کی وجہ سے سابقہ اختلاف سے رجوع کر چکا ہوں.... کیونکہ باطنی دنیا میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ اور مقام شہنشاہیت کا ہے.... یہ سن کر مولانا عبدالجبار صاحب نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میں نے کئی بار حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ:

''مجھ کو اپنی موت پر بھی فکر تھی کہ بعد میں باطنی دنیا کی خدمت کرنے والا کون ہے

www.besturdubooks.net

مگر حضرت مدنی کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ دنیا ان سے زندہ رہے گی....''

(حاشیہ مکتوب شیخ الاسلام جلد۲ صفحہ ۱۷۲، حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۱۳ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

مکتوب حضرت تھانوی بنام
مولانا عبدالماجد دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا عبدالماجد دریابادی کو تحریر فرمایا:

''کوئی مضمون دینی بدون ملاحظہ مولانا حسین احمد صاحب کے شائع نہ کیا جائے....''

(حکیم الامت صفحہ ۱۰۳ تکملہ الاعتدال)

ایضاً: ایک مرتبہ مولانا دریابادی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہی تحریر فرمایا:

''میں نے مدت ہوئی فیصلہ کر لیا کہ جن احباب سے دوستی ہے، ان سے عقائد و احکام میں گفتگو نہ کروں گا، یا تو خیریت کی اطلاع و استطلاع کا تعلق رکھوں گا یا دعا کا یا معالجہ نفسیات کی تحقیق کا، اور ایسے احباب کی فہرست میں جناب کا اور مولانا عبدالباری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور جناب سید سلیمان صاحب کا نام ذہن میں تجویز کیا ہے....ان دو صاحبوں کو بھی اس کی اطلاع دے چکا ہوں، ایسی تحقیقات کے لئے مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا انور شاہ صاحب کی طرف توجہ دلاتا ہوں، اسی میں مصلحت ہے....'' (حکیم الامت صفحہ ۱۳۳ بحوالہ تکملہ الاعتدال)

ایضاً: ایک مرتبہ تحریر فرمایا:

''معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کانگریس کی شرکت کو فرض فرماتے ہیں، اس لئے خاص عقیدت رکھنے والوں پر لازم ہے کہ مولانا سے ایسے طریقہ سے کہ مولانا اصلی خیال ظاہر فرما دیں ضرور تحقیق کر لیں کہ مجھ جیسے تارک فرض سے ان صاحبوں کا ملنا ان کے قلب لطیف پر گراں تو نہ ہوگا کیونکہ گرانی کی صورت میں باطنی فیوض منقطع ہو جاتے ہیں.... جو ضرر عظیم ہے.... نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آیا وہ روایت

www.besturdubooks.net

گوظاہراً متواتر ہے صحیح ہے یا نہیں.... اگر صحیح ہو اور ملنا گراں ہو تو چند روز کے لئے مجھ سے ملنا بند کر دینے سے کچھ ضرر نہیں.... (حکیم الامت صفحہ ۱۶۱ تکملہ الاعتدال صفحہ ۴۸)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا تبصرہ

اس پر مولانا دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

ظاہر ہے کہ اس وقت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ کو مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شدید سیاسی اختلاف تھا.... اس شدید اختلاف کے وقت وہ یہ نہیں کرتے کہ مولانا کے ایک متوسل کا میلان اپنی طرف دیکھ کر اسے اور اپنانے کی کوشش کریں بلکہ جب وہ اس طرف بڑھتا ہے تو اور الٹا اسے روکتے ہیں اور باصرار بار بار روکتے ہیں کہ ادھر قدم اٹھانے سے شیخ کے قلب پر غبار آجانے کا اندیشہ ہے.... (حکیم الامت صفحہ ۴۷ تکملہ الاعتدال صفحہ ۴۹)

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں نظم

۱۹۳۲ء حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر (ضلع اعظم گڑھ) تشریف لے گئے.... جناب اقبال احمد خاں صاحب سہیل نے بطور خوش آمدید ایک نظم کہی جس کو ایک خوش الحان طالب علم نے پڑھ کر سنایا، جس کا پہلا شعر یہ ہے ۔

اے سایہ ات بال ہما خوش آمدی خوش آمدی
اہلاً وسہلاً مرحبا خوش آمدی خوش آمدی

آخری شعر یہ ہے ۔

از مقدمت دل شاد شد، ویرانہ ام آباد شد
اے برتو چومن صد فدا خوش آمدی خوش آمدی

[illegible] دریابادی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں [illegible]جا، حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے نظم ملاحظہ فرما کر تحریر فرمایا:

"واقعی نفیس ہے اور لطف یہ ہے کہ سلیس ہے، گویا سہل ممتنع ہے میں نے نقل کر لی ہے...." (حکیم الامت صفحہ ۲۳۳ تکملہ الاعتدال)

www.besturdubooks.net

مکتوب حضرت تھانویؒ بنام مولانا دریابادیؒ

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''اور مولانا (مدنی) کی تواضع مجھ میں ہو ہی نہیں سکتی....'' (حکیم الامت صفحہ ۲۱۹ تکملہ الاعتدال)

غور فرمائیں کہ حضرات شیخین قدس سرہما کا سیاسی شدید اختلاف کے باوجود باہم کیا طرز عمل تھا....اور ایک نظر اپنے حالات پر بھی ڈالیں کہ کسی سے ذرا سا اختلاف ہو جائے تو ہمارا طرز عمل کیا ہوتا ہے....

خانقاہ تھانہ بھون میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی امامت

میرے استاذ محترم مولانا محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم مہاجر نے بیان کیا کہ حاجی صاحب تاؤلی والے نے بیان کیا کہ میں تھانہ بھون حاضر تھا....حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے رات کو قیام فرمایا....فجر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا....حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میرے نماز پڑھانے سے ہوسکتا ہے کچھ لوگوں کو تکلیف ہو....حضرت نے فرمایا جن کی نماز نہ ہو وہ اپنی نماز کہیں دوسری مسجد میں جا کر پڑھ لیں مگر نماز آپ ہی پڑھائیں گے....حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھائی، جمعہ کا روز تھا، پہلی رکعت میں الم تنزیل سجدہ دوسری میں سورہ دہر پڑھی....آیت سجدہ پر سجدہ کیا، بعض لوگ رکوع میں چلے گئے اور جب سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہی تو وہ رکوع سے اٹھے....نماز کے بعد چہ گوئیاں ہوئیں....بعض نے کہا نماز نہیں ہوئی....حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شاید اس نماز کی برکت سے ہماری زندگی بھر کی نمازیں قبول ہو جائیں....

حضرت مدنی رحمہ اللہ اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

دونوں حضرات میں سیاسی اختلاف تھا اور ۱۳۴۶ھ میں حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دارالعلوم دیوبند سے علیحدہ ہونے پر ہی حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان

www.besturdubooks.net

ہی کی جگہ مسند مشیخت وصدارت پر رکھا گیا جس سے ذہنی تکدر ایک طبعی چیز ہے مگر اس کے باوجود دونوں حضرات کا کیا طرز عمل تھا، ملاحظہ ہو:

حضرت مدنی قدس سرہ کا دار العلوم میں تقرر کے بعد آسام کا سفر ہوا.... وہاں خاص قسم کی چائے ہوتی ہے اس کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے لئے خریدا.... اور اس کو وہیں سے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے پتہ پر ارسال کرنا چاہتے تھے مگر ذہول ہو گیا.... سفر سے دیوبند واپس تشریف لے آئے.... اس وقت حضرت شاہ صاحب قدس سرہ بواسیر کی شدت کے باعث ڈابھیل کے بجائے دیوبند دولت کدہ پر ہی تشریف فرما تھے.... جمعہ کے روز نماز جمعہ سے فراغت پر ڈولی میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر واپس آتے ہوئے حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے در دولت کے پاس سے گزرے.... اشتیاق ملاقات کے باعث ڈولی رکھوالی.... حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہی اندر مکان میں تشریف لے گئے اور چائے کا بنڈل جس کو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے آسام سے خریدا تھا لا کر پیش کیا اور دونوں اصحاب محبت انسانیت کے ساتھ جس پوری وسعت قلبی سے ملے اور بلند نظری سے پیش آئے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے.... (صفحہ ۲۰۰ سیرت شیخ الاسلام)

حضرت مدنی اور مولانا عبداللہ صاحب فاروقی قدس سرہما

دونوں حضرات حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے شاگرد ہیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں.... مولانا عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ سن رسیدہ بزرگ تھے لاہور میں قیام تھا اس وقت حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ منورہ میں قیام تھا.... مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حج کے لئے تشریف لائے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر قیام فرمایا.... آگے خود مولانا عبداللہ صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے....

ایک روز مسجد میں جاتے ہوئے میں نے مولانا مدنی صاحب کا جوتہ اٹھا لیا مسجد سے واپس ہوئے تو دیکھتا ہوں مولانا حسین احمد صاحب میرا جوتہ سر پر رکھے ہوئے جا رہے ہیں.... میں پیچھے پیچھے بھاگا اور مولانا نے تیز قدم چلنا شروع کر دیا.... میں نے کوشش کی

www.besturdubooks.net

کہ جوتا لے لوں مگر لینے نہیں دیا.... میں نے کہا کہ جوتا سر پر نہ رکھئے.... فرمایا عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتہ نہ اٹھاؤں گا.... بجز عہد کوئی چارہ کار نہ پا کر میں نے عہد کر لیا تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا.... (سیرت شیخ الاسلام صفحہ ۲۴۲)

مکتوب حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

مگر یہ سب تواضع وعبدیت کے ثمرات ہیں جوان حضرات کا حال بن چکی تھی.... حضرت مدنی قدس سرہ ایک صاحب کو تحریر فرماتے ہیں....

''واللہ باللہ، ثم للہ میں اس قدر نالائق و ناہنجار، گنہگار، دنیا پرست، سگ دنیا اور بدکردار ہوں کہ اگر محض اپنے فضل وکرم سے اس غفار الذنوب اور ستار العیوب نے کام نہ لیا تو اشد الناس عذابا اور اخسر الخاسرین میں ہوں گا فلہ، الحمد حلمہ وعلی عفوہ بعد قدرتہ....'' (سیرت شیخ الاسلام صفحہ ۲۴۹)

ایضاً: ایک بڑے انشاء پرداز عالم نے حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت کی درخواست کی، جواب میں تحریر فرمایا ''مجھ کو نہایت تعجب ہے کہ آپ جیسا تجربہ کار، صاحب علم وشعور ایسی غلطی میں پڑے.... میرے محترم اصلاح نفس کے لئے کسی سگ دنیا، نفس پرست، ناکارہ نالائق کے پاس جانا کیا معنی رکھتا ہے.... پیاسا دریا کا قصد بے شک کرتا ہے مگر آتش کا قصد نہیں کرتا.... درودیوار سنگ وکہسار کی طرف نظر نہیں اٹھاتا....''

ایضاً: آگے تحریر فرماتے ہیں:

''میں حلفیہ کہتا اور میں سچا ہوں کہ میں اپنی روسیاہی اور سیہ کاری سے خود شرمندہ اور نادم ہوں اور بسا اوقات روتا ہوں میری واقعی حالت اشخاص انسانیہ سے بدتر ہونا درکنار ارذل حیوانات سے بھی بدتر ہے....'' (سیرت شیخ الاسلام صفحہ ۲۴۷ بحوالہ مکتوبات صفحہ ۱۰۸)

سیتا رام شکل کا بیان

یہی وہ اخلاق تھے جن کو دیکھ کر جیل کا ساتھی سیتا رام شکل پکار اٹھتا ہے: ''میں اس

www.besturdubooks.net

بیرک میں آپ کے ساتھ نہ رہوں گا.... آپ انسانیت، آدمیت اور شرافت کے ایسے مقام پر ہیں کہ اگر میں تھوڑے دنوں آپ کے ساتھ رہا تو مسلمان ہو جاؤں گا.... مولانا (مدنی) نے فرمایا تم بہت دنوں سے مسلمان ہو، تم کیا مسلمان ہو گے....

شکل صاحب کو بیرک سے علیحدگی کا آڈر آیا تو جواب دیا، میں مولانا کو چھوڑ کر بہشت میں بھی جانا پسند نہ کروں گا....'' (سیرت شیخ الاسلام صفحہ ۲۰۴)

حضرت شیخ الہند اور حضرت تھانوی قدس سرہما

حضرت تھانوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے استاذ اور ہر لحاظ سے میرے بڑے تھے.... مگر سیاسی تحریک میں شرکت سے متعلق میں نے مولانا سے اختلاف کیا مگر نہایت ادب کے ساتھ اور مولانا کو بھی میرے اس اختلاف سے ذرہ برابر ناگواری نہیں ہوئی.... چنانچہ ایک بار مقرب معتقد نے میرٹھ میں مجمع کے سامنے مجھ پر کچھ نکتہ چینی کی.... جب مولانا کو اس کی خبر پہنچی تو اظہار ناراضگی فرمایا.... اور فرمایا وہیں جا کر اسی مجمع میں اپنے قول کو رد کرو اور اس مسئلہ میں کیا مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے.... یہ محض میری رائے ہے ممکن ہے کہ اس کی رائے صحیح ہو....''

حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم نے یہ بھی سنایا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا کہ وہ تحریک خلافت کی مخالفت کرتے ہیں.... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ نے دانتوں میں انگلی دبالی اور فرمایا... ان کا ذکر مت کرو.... وہ عالم ہیں وحی ہمارے پاس بھی نہیں آئی.... ہو سکتا ہے ان کی رائے صحیح ہو.... حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا... فرمایا وہ عالمانہ شان رکھتے ہیں خاموش رہو یعنی تم اس لائق نہیں کہ ان کے بارے میں کچھ ذکر کرو....

حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی قدس سرہما

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.net

''اور مولانا سے تجاوز کر کے میں نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بعض مسائل میں اختلاف کیا اور اس اختلاف کا علم بھی مولانا کو میں نے کرا دیا، لیکن شفقت میں کبھی ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا.... بلکہ جب میں والد صاحب مرحوم کی بینک کی رقم کے منافع کا حصہ ترکہ میں نہیں لایا اور اپنی رائے حرمت کی اطلاع بھی کر دی تھی اور مولانا کے نزدیک اس میں تنگی نہ تھی تو مولوی محمد یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ پھر آپ اسے (یعنی مجھ سے) لے لینے کو کیوں نہیں فرما دیتے.... اس پر مولانا نے فرمایا کہ سبحان اللہ ایک شخص اپنی ہمت سے تقویٰ اختیار کرنا چاہتا ہے.... کیا میں اس کو تقویٰ سے روکوں.... تو دیکھئے مولانا اس اختلاف سے ناراض تو کیا ہوتے اس کا نام تقویٰ قرار دے کرالٹے خوش تھے....

غرض اگر اپنے بڑوں سے بھی اختلاف نیک نیتی کے ساتھ اور محض دین کے لئے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں....'' (آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۳۰۴، بحوالہ افاضات ۹/۲/صفحہ ۳۰۶)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا طرز عمل

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ سہارنپور قیام فرما تھے.... تھانہ بھون اور دیوبند کا تذکرہ آ گیا.... سیاسی کشمکش خوب چل رہی تھی.... حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے فرمایا آہ، فیض کی نہ یہاں کمی نہ وہاں کمی، معترض یہاں سے بھی محروم وہاں سے بھی محروم....

ایک روز مجلس میں حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھانہ بھون حاضری کے لئے جی تو چاہتا ہے مگر ہم لوگ گاؤندی آدمی ہیں بزرگوں کے آداب سے ناواقف ہیں.... ڈر لگتا ہے کہ ہم سے حضرت کو تکلیف نہ پہنچے اس لئے حاضری کی ہمت نہیں ہوتی.... کسی نے یہ جملہ تھانہ بھون جا کر نقل کر دیا.... حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا.... افسوس میں نے سفر ترک کر دیا ورنہ میں خود حاضر ہوتا.... یہ جملہ حضرت تھانوی قدس سرہ کا ان صاحب نے

www.besturdubooks.net

سہارن پور حضرت رائے پوری قدس سرہ اور حضرت دہلوی قدس سرہ سے جا کر نقل کر دیا.... ان حضرات کا قیام ابھی سہارن پور ہی تھا.... یہ جملہ سن کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے فرمایا.... بس جی! اب تو ضرور چلیں گے.... تکلیف پہنچے پہنچا کرے، تکلیف پہنچانے جا نہیں رہے.... اور چھوٹوں سے تو بڑوں کو تکلیف پہنچتی ہی ہے.... ہم تو حضرت کے بچے ہیں.... بچے تو کپڑوں پر پیشاب بھی کر دیتے ہیں، بڑے سب برداشت کرتے ہیں، ہمارا ارادہ تکلیف پہنچانے کا نہیں.... حضرت رائے پوری قدس سرہ بھی تیار ہو گئے.... اور دونوں حضرات تھانہ بھون تشریف لے گئے.... وہاں پہلے سے کسی نے تشریف آوری کی اطلاع کر دی.... حضرت تھانوی قدس سرہ کے یہاں مجلس کا وقت تھا.... حضرت قدس سرہ کے یہاں نظام فاروقی تھا.... ارشاد فرمایا مجمع میں سے کوئی نہ اٹھے میں اٹھوں گا.... سب کے اٹھنے سے خلفشار ہوتا ہے.... میرا اٹھنا سب کا اٹھنا شمار ہوگا.... چنانچہ سب مجمع بیٹھا رہا اور حضرت تھانوی قدس سرہ اٹھ کر دروازہ تک تشریف لائے سلام، مصافحہ، معانقہ فرمایا اور اپنی جگہ پر لا کر بٹھایا، گفتگو شروع ہوئی حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا.... میں رائے پور گیا ہوں وہاں آپ کا دیکھنا یاد نہیں پڑتا ایک ہی دفعہ حاضری ہوئی پھر تو ہمت ہی نہیں ہوئی.... حضرت رائے پوری قدس سرہ نے دریافت فرمایا کیا بات پیش آ گئی تھی جو دوبارہ تشریف نہیں لے گئے؟ فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنا بزرگ سمجھتے ہوئے حاضر ہوا تھا مگر وہاں معاملہ میری حیثیت سے اونچا کیا گیا جس کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا.... رات میں ایک وقت آنکھ کھلی دیکھا کوئی صاحب لاٹھی لئے چارپائی کے قریب کھڑے ہیں.... غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا ہیں.... گھبرا کر اٹھ بیٹھا پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا یہاں کے لوگ بے سلیقہ ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی چارپائی کے قریب کوئی جائے اور پیر کی آہٹ سے آنکھ کھل جائے.... میں نے عرض کیا کہ حضرت بس میرا آنا تو ختم ہوا، مگر آپ کو وہاں دیکھنا یاد نہیں پڑتا.... حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... حضرت کو خیال ہو، ایک شخص کمری اور گھٹنوا پہنے مہمانوں کے ہاتھ دھلاتا، دستر خوان بچھاتا، چارپائی بچھاتا آتا جاتا تھا.... حضرت تھانوی

www.besturdubooks.net

قدس سرہ نے کچھ تامل کر کے فرمایا، یاد تو پڑتا ہے اس حلیہ کا ایک جوان پنجابی تھا.... حضرت رائے پوری قدس سرہ نے فرمایا یہ خادم وہی ہے.... حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا، سچ ہے

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اس کے بعد یہ حضرات رخصت ہونے لگے رخصت کرتے وقت حضرت تھانوی قدس سرہ بھی کھڑے ہونے لگے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغل میں ہاتھ دے کر سہارا دیا.... حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آگے بھی خیال رکھنا، بھول نہ جانا، حضرت تھانوی قدس سرہ رخصت کرنے اسٹیشن تک چلنا چاہتے تھے.... حضرت رائے پوری قدس سرہ نے عرض کیا حضرت اللہ کے لئے یہ تکلیف نہ کریں، ہم کو یہیں سے رخصت فرما دیں.... حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا بہت اچھا ساتھ نہیں گئے ٹھہر گئے.... تھوڑی دیر بعد خواجہ صاحب تشریف لائے ان سے فرمایا چلو خواجہ صاحب ایک بزرگ سے ملاقات کرا کر لاؤں اور ان کو لے کر اسٹیشن پر تشریف لائے اور فرمایا آپ حضرات کی وجہ سے نہیں آیا بلکہ ان کی وجہ سے آیا ہوں....

حضرت رائے پوری قدس سرہ کا زہر دینے والا طبیب کے ساتھ سلوک

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الخلیل میں اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے حالات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک نادان طبیب نے غلطی سے آپ کو زہر دے دیا، فوراً آپ کو قے ہوگئی اور مرض ترقی کر گیا.... ڈاکٹری تشخیص سے پتہ چلا کہ چند منٹ قے نہ ہوتی تو جانبری محال تھی.... حضرت سے جس کو ذرا بھی تعلق تھا وہ حکیم صاحب پر آنکھیں نکالتا اور ان کی صورت سے بیزار ہو گیا مگر آپ کو حکیم صاحب کی ندامت اور اپنے خدام کی ان سے یہ وحشت ایک مستقل تکلیف بن گئی کہ وہ بھی کتمان اور ضبط میں رہی جس کا اثر یہ تھا کہ حکیم صاحب تشریف لاتے تو آپ ان کو سب سے الگ اپنے پاس

www.besturdubooks.net

چارپائی پر بٹھاتے اور کسی کی بھی دوا کا استعمال ہو مگر حکیم صاحب سے مشورہ لیا کرتے جس سے ان کو یقین ہو جاتا کہ حضرت میرے معالجہ کے معتقد اور میری خداقت اور مزاج شناسی کے معترف ہیں.... اور مخلص خدام سے ایک مرتبہ نرم لہجہ میں اس طرح فرمایا کہ حکیم صاحب تو میرے محسن ہیں غلطی تو ہر بشر کے ساتھ لگی ہوئی ہے مگر جو کچھ کیا وہ محبت وشفقت ہی کی نیت سے کیا ان کو کوئی ترچھی نظر سے دیکھتا ہے تو میرے دل پر ایک برچھی لگتی ہے.... فاعل مختار بجز مولائے کریم کے کوئی نہیں، جو ہوا وہ اس کی مشیت سے ہوا، پھر کسی کو کیا حق ہے کہ آلہ واوزار کو سرزنش کرے.... (آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۲۴۰)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ

شیخ الحدیث قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کا طرزِ عمل تو وہ قابل صد رشک ہے جس کے دیکھنے والے ابھی ہزاروں موجود ہیں کہ مختلف الخیال علماء اور جماعتوں سے وہ تعلقات تھے اور سب کا آنا جانا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کا مکان گویا مشترکہ پلیٹ فارم تھا جس پر مختلف سمتوں میں جانے والی گاڑیاں اتری تھیں اور اکابر دیوبند، رائے پور، تھانہ بھون، دہلی لکھنؤ، میرٹھ، مراد آباد، کانگریسی ہوں یا لیگی، احرار ہوں یا مسلم مجلس مشاورت حضرت شیخ قدس سرہ گویا سب کے محبوب تھے اور حضرت شیخ قدس سرہ بھی سب کا پورا احترام فرماتے اور سب کے ساتھ محبت وعظمت کا تعلق رکھتے اور سب کو شیخ کے دوسرے حضرات کے ساتھ تعلق کا بھی پورا علم تھا، مگر اس کے باوجود شیخ قدس سرہ کو سب حضرات اپنا سمجھتے.... اور خود شیخ قدس سرہ بھی سب سے ایسا ہی قلبی تعلق رکھتے جس کی تفصیل خود حضرت شیخ قدس سرہ کی زبانی آپ بیتی میں ملاحظہ فرمائیں.... اور اختلاف رائے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ احترام واکرام، تعظیم وتکریم کا تعلق برقرار رکھنے کے سلسلہ میں ''الاعتدال فی مراتب الرجال'' رسالہ تصنیف فرمایا جو دراصل اپنے ایک شاگرد کے سات سوالوں کا جواب ہے جس میں ہزار ہا احادیث اور بہت سی آیات کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے.... یہاں دو سوالوں کے جواب کی تلخیص پیش کی جا رہی ہے....

www.besturdubooks.net

پہلا سوال

حضرت تھانوی و حضرت مدنی قدس سرہما کا اختلاف

پہلا سوال ہے کہ حضرت تھانوی اور حضرت مدنی قدس سرہما مخلص اور اہل اللہ ہونے کے باوجود اتنا شدید اختلاف کیوں ہے؟ کیا مخلصوں اور دینداروں میں بھی ایسا اختلاف ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے؟

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب

حضرت شیخ زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں: مخلصین کی جماعت میں اختلاف کا ہونا کوئی مستبعد اور دشوار چیز نہیں ہے.... ہمیشہ سے اختلاف ہوتا چلا آ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا.... شوال میں حدیث کے اسباق کی بسم اللہ ہوتی ہے اور رجب میں تمت ہوتی ہے.... ان دس ماہ میں اسباب کا کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں کم از کم بیس مرتبہ یہ کہنا نہ پڑتا ہو کہ اس مسئلہ میں فلاں امام کا یہ مذہب ہے اور فلاں کا یہ ہے.... صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہ مذاہب ہیں، تابعین میں یہ اختلاف ہے.... اگر آپس کا اختلاف ہی اخلاص کے منافی ہوگا تو ہمیں تو بڑی مشکل پیش آ جائے گی کہ ان سب حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورحمہم اللہ تعالیٰ کو مخلصین کی جماعت سے خدانخواستہ نکالنا پڑ جائے گا.... رہا شدید اختلاف ہونا تو میں کچھ شدید بھی نہیں سمجھتا.... اتنا ہی تو ہے کہ ایک وقتی مسئلہ میں ایک حضرت کی رائے یہ ہے کہ لیگ میں شرکت مسلمانوں کے لئے مفید کانگریس میں مضر ہے.... دوسرے حضرت کی رائے اس کے برعکس ہے.... اب جو شخص خود اہل الرائے ہے حالات کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے قواعد شرعیہ سے واقف ہے اس کو چاہئے کہ جس کو دیانۃً حق پر سمجھتا ہے اس کو اختیار کرے جو خود اتنی سمجھ نہیں رکھتا اس کو چاہئے کہ ان دونوں حضرات کی خدمت میں حاضر ہو دو چار دن قیام کرے.... یا اگر حالات سے پہلے واقف ہے تو پھر اس کی بھی ضرورت نہیں، جونسے حضرت

www.besturdubooks.net

سے زیادہ عقیدت ہو ان کا اتباع کرے "بایھم اقتدیتم اھتدیتم" اس میں لڑائی کی کیا بات ہے.... اور جھگڑا کیوں ہے؟ کیا یہ اختلاف جنگ جمل سے بھی بڑھ گیا ہے جس میں دونوں طرف تلواریں چل رہی تھیں.... تم ہی بتاؤ ان میں سے کون سے فریق کو مخلصوں کی جماعت سے نکال دو گے.... اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی آئے تو رضی اللہ عنہ کہنا ہے، خلیفہ برحق کہنا ہے، مرجع الاولیاء کہنا ہے.... اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنا ہے، ام المؤمنین کہنا ہے.... اور حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیوی کہنا ہے.... اور اختلاف کا حال معلوم ہی ہے کہ جنگ جمل کا نام قیامت تک اس اختلاف کی یاد کو باقی رکھنے والا ہے....

سنو! چونکہ میں تم پر کافی حق سمجھتا ہوں اس لئے زوردار الفاظ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی دل میں کدورت نہ لانا.... اگر خدانخواستہ ایسا کرو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے.... ان حضرات کا کچھ نقصان نہیں ہوگا.... مجھے تو بعض لوگوں پر جب وہ ان دونوں اکابر میں سے کسی کی شان میں گستاخانہ غیبت اور بے ادبی کرتے ہیں بہت ہی تعجب ہوتا ہے اور ان اکابر پر رشک آتا ہے کہ یہ حضرات تو اپنے اپنے دینی علمی عملی کارناموں کیساتھ جن کے ثمرات وہ شب و روز لوٹتے ہیں دوسروں کی نیکیاں بھی سمیٹ رہے ہیں اور یہ بے چارہ غصہ میں یوں کہہ رہا ہے کہ چونکہ مجھے تم پر غصہ بہت ہی آ رہا ہے اس لئے میری عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں بھی تمہیں لے جاؤ.... کس قدر اپنے اوپر یہ شخص ظلم کرتا ہے کہ غصہ میں اپنی عمر بھر کی کمائی ہوئی نیکیاں ایسے لوگوں کو دے رہا ہے جن سے وہ خفا ہے اور خود فقیر بن رہا ہے اور مجرم بن رہا ہے.... مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی تو غیبت کی جاتی ہے اور ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور فساق فجار کی تعریفیں کی جاتی ہیں.... حالانکہ حدیث میں وارد ہے "اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبُّ وَاھْتَزَّلَہُ الْعَرْشُ" (مشکوٰۃ شریف) جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو حق جل شانہ ناراض ہوتے ہیں اور عرش تھرانے لگتا ہے، میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کی تعریف نہ کی جائے، یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ کسی شخص کی تعریف کس حد تک اور کن قواعد کے تحت میں جائز ہے اور کس حد تک

www.besturdubooks.net

ناجائز ہے.... میری غرض یہ ہے کہ اللہ والوں کو برا نہ کہا جائے، کسی کی خلاف شرع تعریف نہ کی جائے.... میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کسی ایک جانب غلطی ہے تو کیا اس کا مقتضا یہ ہے کہ ان کے سارے دینی کمالات سے آنکھیں پھوڑ لی جائیں.... شریعت مطہرہ نے ہم لوگوں کو ایک ایک جز کا اور ایک ایک چیز کی تعلیم دی ہے.... ہم لوگ باوجود ادعائے مذہبیت کے اس کی پرواہ نہیں کرتے.... اور دوسری قومیں ان زریں اصولوں پر عمل ہی کر رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں.... اور ہم لوگ اپنی مایہ لٹا رہے ہیں اور نقصان اٹھا رہے ہیں....

ہمارا طرز

ہمارا طرز یہ ہے کہ ایک بات اپنے ذہن میں صحیح سمجھ لی، کیسی ہی معمولی سی بات ہو، کتنی ہی جزوی چیز ہو.... پھر کسی کا مضمون کسی کی تقریر اس کے موافق دیکھ لی یا سن لی تو اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے جاتے ہیں اس کو سراہا جاتا ہے، اس کی جا و بے جا حمایت کی جاتی ہے اس میں جو خلاف شرع واقعی باتیں ہوں ان کو معمولی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ سخت چیز ہے.... یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ جو بات حق ہے اس کو حق کہا جائے جو غلط ہے اس کو غلط کہا جائے یا کم از کم سکوت کیا جائے.... لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ اس شخص کی حمایت میں ان شرعی امور ہی کو سرے سے لغو بتا دیا جاتا ہے جن کو وہ خلاف ورزی کرتا ہے.... حتیٰ کہ اسلام کے اہم ترین رکن جس کو سینکڑوں احادیث میں کفر و اسلام کا امتیاز بتایا گیا ہے یعنی نماز اس کے متعلق بھی ایسے الفاظ ہماری زبان و قلم سے نکلتے ہیں جن کی نقل سے بھی کوفت ہے.... محض اس وجہ سے کہ ہمارا ممدوح نماز نہیں پڑھتا نماز کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کیا جاتا ہے اس کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے.... اسکے بالمقابل اگر کسی کی کوئی معمولی سی بات اپنی رائے کے خلاف سن لی یا دیکھ لی تو اس کا ہر فعل عیب ہے جو واقعی خوبیاں اس میں وہ بھی سراسر مذمت کے قابل سمجھی جاتی ہیں، حالانکہ شرع اور عقل و فہم کے نزدیک ہر چیز کا ایک رتبہ ہے جس سے نہ گھٹانا چاہئے نہ بڑھانا.... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے "اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ و كذا فى الجامع برواية مسلم و ابى داؤد عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها وَرَقَمَ لَهٗ بالصمة" لوگوں کو

www.besturdubooks.net

ان کے مرتبہ میں رکھا کرو (یعنی نہ مرتبہ سے بڑھاؤ نہ گھٹاؤ) لیکن ہم لوگوں کا عام برتاؤ آج کل یہ ہے کہ ہر چیز میں افراط وتفریط ہے، اعتدال کا ذکر ہی نہیں....

اہل حق میں اختلاف اور اس کی وجہ

علاوہ ازیں اگر میں مان بھی لوں کہ ان حضرات میں شدید اختلاف ہے تو یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ اہل حق میں شدید اختلاف کا ہو جانا نہ منقصت ہے نہ شریعت کے خلاف بلکہ جب کسی امر میں اہل حق کے نزدیک اختلاف ہوگا تو جس درجہ کا وہ امر اور وہ اختلاف ہو گا اسی درجہ کی اس میں شدت بھی ہوگی، مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک امر کو کوئی شخص فرض سمجھتا ہے دوسرا حرام کہتا ہے.... یا ایک شخص واجب سمجھتا ہے دوسرا مکروہ تحریمی، تو اس میں آپس میں مخالفت منازعت تردید ضروری ہے، یہی چیز ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپس میں قتال تک پر مجبور کیا.... ابوداؤد شریف میں ایک حدیث ہے.... ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہے.... دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی تحقیق اس کے خلاف تھی وہ فرماتے ہیں کذب (جھوٹ بولا) گو علماء اس ارشاد کی شان میں ہونے کی وجہ سے توجیہ فرماتے ہیں.... لیکن ظاہر الفاظ یہی ہیں.... اس لئے اگر امر حق کی تحقیق میں کوئی لفظ سخت نکل جائے تو اس کی توجیہ ہم کو بھی تو کرنا چاہئے.... حدیث کی کتابوں میں سینکڑوں نظیریں اس کی ملیں گی اور یہ حضرات اپنے اس زور شور میں اس لئے معذور ہیں کہ ان کے پیش نظر "اَلاَ لاَ یَمْنَعَنَّ رَجُلاً هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَقُوْلَ لِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ کذا فی جمع الفوائد بروایة الترمذی عن ابی سعید مرفوعاً" جیسے ارشادات بکثرت موجود ہیں....

ترجمہ:.... خبردار! کسی شخص کو امر حق کہنے سے لوگوں کی ہیبت نہ روکے.... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو نقل فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا کہ بہت سے امور ہم نے دیکھے اور ہیبت ہمارے لئے مانع ہوگئی....

نیز مشہور حدیث ہے "مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِه فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ...." جو شخص کوئی ناجائز دیکھے اس

www.besturdubooks.net

کو ہاتھ سے بند کردے، ہاتھ سے نہ کر سکے تو زبان سے بند کردے زبان سے بھی نہ کر سکے تو (کم از کم) دل سے تو اس پر نکیر کرے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے.... اس قسم کی بہت سی نصوص ہیں جن میں سے بعض میں اپنے رسالہ تبلیغ میں ذکر کر چکا ہوں.... یہ ارشادات ان حضرات کو مجبور کرتے ہیں کہ جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اور جس درجہ کا حق سمجھتے ہیں اس کو اصرار سے بیان فرمائیں اور شائع کریں اور اس کے خلاف پر نکیر کریں اور شدت سے کریں.... البتہ یہ ضروری ہے کہ نکیر کرنے والا اس کا اہل ہو کہ نکیر کر سکے.... ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا اس میں نہ تشویش کی کوئی وجہ ہے نہ کوفت کی....

اہل حق کے اتفاق کی صورت

البتہ یہ میرا بھی دل چاہتا ہے اور تمنا و دعا ہے کہ مسلمان خصوصاً اپنے اکابر ایک نظریہ پر متفق ہو جائیں اگرچہ اس میں تنگی ضرور ہو جائے گی کہ اختلاف کی وسعت جاتی رہے گی لیکن اور بہت سی مضرتوں سے خلاصی بھی ہو جائے گی مگر اس کی صورت نہ یہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کے اکابر کو سب وشتم کرے، نہ یہ ہے کہ ان کے غیر واقعی عیوب پھیلائے کہ اس میں نیکی برباد گناہ لازم بجائے نفع کے صرف نقصان ہے جو لوگ اس میں مبتلا ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر بھی غور کریں "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ وَلاَ لَعَّانٍ وَلاَ فَحَّاشٍ وَلاَ بَذِيٍّ" (مؤمن نہ تو طعنے باز ہوتا ہے نہ لعنت باز نہ فحش گو ہوتا ہے نہ بدگو)....

دوسری حدیث میں ہے.... "سَبَابُ المسلم فسوق وقتاله كفر" مؤمن کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کر ڈالنا کفر کی بات ہے.... ایک حدیث میں ہے:

يَامَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لاَ تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلاَ تُعَيِّرُوْهُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحُهٗ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ

ترجمہ:.... "اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام کے مدعی ہوں اور تمہارے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا ہے تم لوگ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچایا کرو اور ان کو عار نہ دلایا کرو اور ان کے

www.besturdubooks.net

عیوب کے درپے نہ ہوا کرو.... جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے درپے رہتا ہے اللہ تعالیٰ شانہ اس کے عیوب کے درپے ہو جاتے ہیں اور اللہ جل جلالہ جس کے عیوب کے درپے ہو جائیں اس کو پردہ کے اندر بھی رسوا فرما دیتے ہیں....''

بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ سمجھدار اور پکے لوگ جو حالات سے بھی واقف ہوں اور اہل علم بھی ہوں کہ ہر بات کا شرعی درجہ سمجھ سکیں، متحمل مزاج بھی ہوں.... جائیں طویل طویل گفتگو کریں، مفصل اور پکے صحیح حالات سنائیں اور ان کی سنیں ان شاء اللہ کسی وقت میں اختلاف رفع ہو جائے گا اور جو یہ نہ کر سکتے ہوں وہ ان کو معذور سمجھیں اور اپنی تقصیر پر میری طرح افسوس کریں لیکن گالیاں دینا یہ عام مؤمنوں کو بھی جائز نہیں.... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کو ابھی نقل کیا گیا ہے "سباب المسلم فسوق" مؤمن کو گالیاں دینا فسق ہے.... اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، سعد، عبداللہ بن مغفل، عمرو بن النعمان اور جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (جامع صغیر) اتنے جلیل القدر اور اکابر صحابہ نے نقل کیا ہے، چہ جائیکہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینا، برا بھلا کہنا کہ اس میں اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے کسی کا کیا نقصان ہے....

دوسرا سوال

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ و حضرت مدنی قدس سرہما دونوں میں سے حق پر کون ہے؟

سائل کا دوسرا سوال یہ تھا کہ ان دونوں حضرات (حضرت تھانوی و حضرت مدنی قدس سرہما) میں کون حق پر ہے اور ان مسائل میں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا جواب

اس کے جواب میں حضرت شیخ زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں:

میرے خیال میں تمہارا یہ سوال اس قدر مہمل ہے کہ جواب کے قابل بھی نہ تھا.... اللہ کے

www.besturdubooks.net

بندے اتنا تو سوچا ہوتا کہ ان حضرات کا علم و فضل، زہد و تقویٰ، دیانت و تبحر، اللہ کا خوف، اللہ سے تعلق، دینی اشتغال، دینی تصلّب کون سی چیز ایسی ہے جس کے پاسنگ میں بھی میں اپنے کو رکھ دوں....ایسی صورت میرے منہ یا میرے قلم میں یہ طاقت ہے کہ ان اکابر میں محاکمہ کروں....

سنو! دو آدمیوں کے درمیان محاکمہ جب ہی ہوسکتا ہے جب محاکمہ کرنے والا ان میں محاکمہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتا ہو اور پھر دونوں کی پوری سنے اور سننے کے بعد ان کے کلام کا وزن دیکھے.... ہر ایک کے اشکالات کا دوسرے سے جواب مانگے اور پھر جواب الجواب اور اس ساری تحقیقات کے بعد پھر دیکھے کہ کس کی بات وزنی ہے پھر کوئی رائے قائم کرسکتا ہے....اب تم خود اندازہ کرلو کہ اول تو میری حیثیت ہرگز ایسی نہیں کہ ان حضرات سے مساویانہ گفتگو کرسکوں اور اگر بفرض محال ان کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر ایسا ہو بھی جائے تو پھر کیا میری یہ بھی حیثیت ہے کہ میں اس میں توازن قائم کروں....میری حیثیت یہ ہے کہ میری پختہ رائے کے بعد بھی اگر یہ حضرات کسی بات کو فرمادیں کہ یہ غلط ہے تو مجھے اس کو قبول کرنا چاہئے، چہ جائے کہ اس پر نقد و تبصرہ....مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل....دو اخبار پڑھ لئے یا ایک مہمل مضمون کسی اخبار میں لکھ دیا اور ان لوگوں پر تنقید شروع کردیتے ہیں جو علوم کے سمندر پیے ہوئے ہیں.... ہمیشہ یاد رکھو کسی پر تنقید کرنے اور رد کرنے کے واسطے اس کی بات کی حقیقت اس کے دلائل کی قوت معلوم ہونا ضروری ہے....یہ انتہائی حماقت ہے کہ بغیر بات اناپ شناپ ہانکنا شروع کردے....ہم لوگوں کی مثال اس بندر کی سی ہے کہ ایک ادرک کہ گرہ کہیں سے اٹھالی اور اپنے آپ کو پنساری سمجھنے لگے....

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں "اِعْجَابُ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْیِہٖ" بھی ارشاد فرمایا ہے (ہر ذی رائے کا اپنی رائے کو سب سے اچھا سمجھنا) جس کا آج کل ظہور علی الوجہ الاتم ہورہا ہے.... ہر شخص یہی سمجھتا ہے، ہمچو من دیگرے نیست کہ جو میری سمجھ میں آگیا ہے وہی حق ہے چاہے کوئی بڑا کچھ کہے یا چھوٹا عالم کہے یا مدبر....

www.besturdubooks.net

حضرت تھانوی قدس سرہ

غور تو کرو کہ حضرت اقدس حکیم الامۃ ادام اللہ ظلال برکاتہم ۱۳۰۱ھ میں فارغ التحصیل عالم فاضل ہوئے اس کے بعد سے آج ۱۳۵۷ھ تک درس و تدریس قال اللہ قال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے استفادہ، افادۂ باطنی میں انہماک، یہ نصف صدی سے زیادہ زمانہ فقہ اور اصول، قرآن وحدیث کے غور وخوض اور افہام وتفہیم میں گزر گیا.... جس مبارک ہستی کا اتنا وسیع وقت علوم کے تدبر میں گزرا ہو نکات قرآنیہ اور دقائق فقہیہ میں اتنی مدت گزری ہو اس کی نظر ایسی چیز ہے جس کو بے دھڑک ہر آدمی لغو اور غلط کہہ دے....

حضرت مدنی قدس سرہ

اسی طرح امیر الہند حضرت مدنی ۱۳۱۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے اور آج تک کا سارا زمانہ درس و تدریس، استفادہ اور افادۂ باطنی میں گزرا سالہا سال حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے محقق و متبحر کے زیر سایہ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر عمر کا اکثر حصہ سیاسی مناظر اور قید و بند، ہندو بیرون ہند کے تجربات میں گزرا، کیا یہ ہستیاں ایسی ہیں کہ ہر کہ ومہ ان کی دقیق نظروں کا مقابلہ کرنے لگے اور بے دھڑک ان پر رائے زنی شروع کر دے اور پھر بالخصوص مجھ جیسا کوتاہ نظر جو ابھی طفل مکتب ہو اور اس کے آمدی کے پیرو مرشدی کا مصداق ہو.... میں تو ان حضرات اکابر کے نام اشتہارات اور اخبارات میں کھلے خط دیکھتا ہوں محو حیرت ہو جاتا ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو گئی عالم میں کیسا انقلاب رونما ہو گیا ہے اکابر کا احترام بالکل جاتا رہا.... پھر اگر اہل علم اپنے علم کی روشنی میں ان کے خلاف کوئی بات کہیں تب بھی ایک درجہ میں گنجائش ہو سکتی ہے.... مگر وہ اہل قلم جن کا منتہائے علم ایک اخبار کا مضمون لکھ دینا ہے یا ایک شستہ تقریر کر دینا ہے ایسے بے جا الفاظ سے رد کرتے ہیں جو اپنے سے چھوٹوں کے لئے بھی استعمال کرنا موزوں ہے.... ان باتوں کو دیکھ کر میرے استعجاب کی انتہا نہیں رہتی....

www.besturdubooks.net

ایک نصیحت

میری ایک نصیحت بہت غور سے سنو.... ہمیشہ ایسی چیزوں پر لب کشائی کرو جس کے پورے مالہ، وماعلیہ پر عبور ہو.... دو شخصوں کے درمیان محاکمہ جب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب ان دونوں کے پورے دلائل پر عبور ہو.... البتہ کسی شرعی منصوص کے خلاف کوئی چیز ہو تو اس میں کسی کی بھی رعایت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کوئی قول معتبر نہیں.... بلکہ فقہاء سلف کے منصوص اقوال کے خلاف بھی مقلد کے لئے کوئی گنجائش نہیں لیکن جہاں مسئلہ استنباط سے تعلق رکھتا ہو نصوص شرعیہ ہر ایک کے ساتھ ہوں وہاں جلدی سے دخل در معقولات کر کے فوراً محاکمہ کر دینا حماقت ہے میں تم کو بڑے زور سے روکتا ہوں کہ اہل حق پر انکار کرنے میں کبھی بھی جلدی نہ کرنا.... بہت غور وفکر اور تدبر کے بعد لب کشائی کرنا.... جہاں تک ممکن ہو اس سے گریز کرنا....

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جن کو عمر ثانی کہا جاتا ہے انہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آپس میں لڑائی میں کس قدر بہترین فیصلہ کیا "تِلْکَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ اَيْدِيَنَا مِنْهَا فَلاَ نُلَوِّثُ اَلْسِنَتَنَابِهَا" ان خونوں سے اللہ جل شانہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو پھر ہم اپنی زبان کو کیوں ان سے آلودہ کریں.... اگر یہ کہا جائے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان اعلیٰ وارفع ہے دوسروں کو ان پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ وہاں لب کشائی سے بچنے والے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو جلیل القدر تابعی ہیں.... (الاعتدال)

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کا اپنے اکابر، ہمعصر، تلامذہ کے ساتھ طرز عمل اور اختلاف رائے کے باوجود الفت ومحبت، تعظیم وتکریم دیکھنی ہو تو آپ بیتی ملاحظہ فرمائیں اور اصولی بحث الاعتدال میں دیکھیں یہاں بھی نمونہ کے طور پر بعض کا ذکر کیا جاتا ہے....

www.besturdubooks.net

مظاہر علوم کے ایک مدرس اور حضرت شیخ قدس سرہ

مدرسہ مظاہر علوم میں ایک صاحب مدرس تھے اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے سخت اختلاف رکھتے.... آنے والے مہمانوں کے سامنے برائی کرتے.... رمضان میں مہمانوں کا بڑا ہجوم ہوتا کہ دنیا بھر کے کونے کونے سے طالبین رمضان گزارنے حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض یاب ہوتے اس دور میں اتنا رجوع دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آیا مگر وہ صاحب کہا کرتے عرس ہو رہا ہے کہیں مردہ پیروں کا عرس ہوتا ہے یہاں زندہ پیر کا عرس ہو رہا ہے اور بھی طرح طرح کے کلمات مہمانوں کے سامنے کہتے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو بھی اس کا علم تھا.... مگر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کبھی کوئی جملہ ارشاد نہ فرماتے بلکہ جب حجاز سے تشریف لاتے پہلے ان کے مکان پر جا کر ان سے ملاقات فرماتے اور معانقہ فرماتے جب تشریف لے جاتے تب بھی ان کے مکان پر جا کر ملاقات و معانقہ فرما کر تشریف لے جاتے....

حافظ عبد العزیز صاحب مدظلہ
کا حضرت شیخ قدس سرہ کو ڈانٹنا

دیو بند میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم کی ہمشیرہ کی شادی میں شرکت فرمائی.... حافظ عبد العزیز صاحب زید مجدہم خلیفہ حضرت رائے پوری قدس سرہ نے نکاح پڑھایا، نکاح کے بعد حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے چھوارے لٹائے اور مٹھی بھر بھر کر یہ کہہ کر لوگوں کی طرف پھینکے کہ اپنی آنکھ اور چشموں کو بچائیو.... اس پر حافظ صاحب موصوف بہت خفا ہوئے اور تمام مجمع کے سامنے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو بہت ڈانٹا کہ علماء کے یہاں بھی ایسا ہو گا تو عوام کا کیا حال ہو گا.... حضرت شیخ قدس سرہ خاموشی کے ساتھ سب سنتے رہے.... جب حافظ صاحب خوب ڈانٹ چکے تو فرمایا.... میں نے اپنے اکابر کے

www.besturdubooks.net

یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں....لٹانا بھی اور تقسیم کرنا بھی....مجھے کسی ایک طریق پر اصرار نہیں، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں لٹانے کو اختیار نہ کرتا....حافظ صاحب نے فرمایا....آپ نے اتنا موقع ہی کہاں دیا کہ میں منع کرتا....نکاح ہوتے ہی آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے....حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے خاموشی اختیار فرمائی....بعد میں مولانا فخرالدین صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے حضرت مفتی صاحب زید مجدہم سے دریافت فرمایا کہ کیا اس طرح چھوارے لٹانا ثابت ہے....حضرت مفتی صاحب زید مجدہم نے جواب دیا جی ہاں ثابت ہے بیہقی میں روایت موجود ہے....

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنا ایک معمول تحریر فرماتے ہیں

میرا عموماً چھ مہینے آٹھ مہینے میں ایک شب کے لئے کاندھلہ جانا ہوا کرتا تھا....کاندھلہ کے روساء میں جملہ قصباتی شرفاء کی طرح ہمیشہ پارٹی بازی زوروں پر رہتی، بالخصوص الیکشن کی مصیبت سے ہر موقع پر جا کر سن لیا کرتے تھے کہ آج کل فلاں فلاں میں چل رہی ہے، ہم بھی تفریحاً آپس کی لڑائیاں سن آیا کرتے....مگر میرا اور چچا جان نور اللہ مرقدہ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ اپنی یک شبانہ حاضری میں جملہ اعزہ کے گھروں پر جا کر ان سے ایک ایک دو دومنٹ کے لئے ضرور ملتے تھے....اکثر اعزہ اس پر خفا بھی ہوتے تھے....زبان سے تو وہ یہ کہتے کہ ذرا سا وقت ہوتا ہے وہ سب پھیرنے میں خرچ ہو جاتا ہے اور اندر خانہ ان کو غصہ اس پر ہوتا کہ جب ہماری لڑائی ہے تو پھر یہ کیوں ملتے ہیں مگر میرے اور چچا جان کے طرز معاشرت کو دیکھ کر اس عتاب کو علی الاعلان کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، تقریباً آٹھ ماہ بعد میرا کاندھلہ جانا ہوا اور اپنی عادت کے موافق سب گھروں کو چکر لگایا....میرے محترم عزیز برادرم معظم ماسٹر محمود الحسن کاندھلوی اس وقت کاندھلہ میں تھے میرے ساتھ وہ بھی بادل ناخواستہ میری خاطر میں مٹرگشت میں چل دیئے....جب میں اپنے ان عزیز کے پاس گیا جن کے آموں کا قصہ اوپر آیا....میں نے جا کر سلام کیا انہوں نے منہ پھیر لیا....میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے....مرحوم نے ہاتھ کھینچ لیا....بھائی محمود کا اس وقت غصہ کے

www.besturdubooks.net

مارے چہرہ سرخ ہورہا تھا.... میں نے ایک مونڈھا کھینچا اوران عزیز کے قریب دومنٹ بیٹھ کر چلا آیا.... انہوں نے میری طرف منہ نہیں کیا جب وہاں سے واپس آ رہا تھا راستہ میں بھائی محمود نے کہا بے غیرت بے حیا پھر بھی ان کے یہاں آوے گا.... میں نے کہا ضرور آؤں گا.... یہ ان کا فعل تھا جو انہوں نے کیا وہ میرا فعل ہوگا جو میں کروں گا.... ہمیں حدیث پاک میں "صِلْ مَنْ قَطعَکَ" کا حکم دیا گیا ہے....

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

ان مرحوم کے ساتھ قصے تو کئی پیش آئے مگر مالک کا ایک عجیب احسان یہ بھی رہا کہ جس جس سے ابتداء لڑائی رہی اسی اسی سے انتہاء وہ تعلقات بڑھے کہ باید وشاید یہ مرحوم عمر میں مجھ سے بڑے تھے اخیر میں انکا یہ اصرار رہا کہ تجھ سے ہی بیعت ہوں گا اور تیرے ہی پاس پڑ کر مروں گا.... اتنا بڑھا کہ حدوحساب نہیں.... بار بار خطوط لکھتے، آدمی بھیجتے، میں نے کئی دفعہ ان کو لکھا کہ میرے دو بزرگ حضرت مدنی حضرت رائے پوری حیات ہیں.... سیاسی حیثیت سے حضرت مدنی سے آپ کے خصوصی تعلقات بھی ہیں.... ان دونوں میں سے جونسے کو آپ پسند کریں میں بیعت کے لئے خود لے کر چلوں.... بیعت کراؤں مگر موصوف نے ایک مان کر نہ دی اور اسی پر اصرار کرتے رہے کہ بیعت تو تجھ سے ہی ہونا ہے.... اس سیاہ کار کے ساتھ جس جس کا تعلق ابتداءً نفرت کا ہوا عشق ومحبت پر جا کر ختم ہوا.... (آپ بیتی نمبر۳ صفحہ ۲۴۴)

نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس دور میں اللہ تعالیٰ نے عمل اور تقویٰ کا نمونہ بنایا تھا.... ان کے ایک خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ان سے ذکر کیا کہ جب آپ بیان فرماتے ہیں اور میں آپ کی مجلس میں ہوتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مجمع میں مجھ سے زیادہ تباہ حال شخص کوئی اور نہیں ہے اور سب سے زیادہ گنہگار میں ہوں اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں.... میں اپنے آپ کو جانور محسوس کرتا ہوں....

www.besturdubooks.net

جواب میں حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی تم یہ جو اپنی حالت بیان کررہے ہو سچ پوچھو تو میری بھی یہی حالت ہوتی ہے.... جب میں وعظ اور بیان کررہا ہوتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ سب لوگ مجھ سے اچھے ہیں میں سب سے زیادہ خراب ہوں....

ایسا کیوں تھا؟ اس لیے کہ ہر وقت ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ میرے اندر کون سا عیب ہے؟ کون سا گناہ ہے؟ میں اس کو کس طرح دور کروں؟ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیسے حاصل کروں؟ اگر انسان اپنے عیوب کا جائزہ لینا شروع کرے تو پھر دوسروں کے عیب نظر نہیں آتے اس وقت اپنی فکر میں انسان لگ جاتا ہے.... بہادر شاہ ظفر مرحوم نے کہا تھا کہ:

تھے جو اپنی برائی سے بے خبر رہے اوروں کے ڈھونڈتے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

یعنی جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ برائی ہے اور فلاں کے اندر یہ برائی ہے.... لیکن جب اپنی برائیوں پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا برا نہیں ہے جتنا برا میں خود ہوں اس لیے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو ساری گندگیاں اور برائیاں سامنے آ گئیں....

یاد رکھئے! کوئی انسان دوسرے کی برائی سے اتنا واقف نہیں ہوسکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے.... انسان اپنے بارے میں جانتا ہے کہ میں کیا سوچتا ہوں اور میرے دل میں کیا خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ کیسے کیسے ارادے میرے دل میں آتے ہیں؟ لیکن چونکہ اپنی طرف نظر نہیں.... اپنے عیب سے بے خبر ہے.... اس لیے دوسروں کے عیوب اس کو نظر آتے ہیں اس کو اپنی پرواہ نہیں ہوتی.... (اصلاحی خطبات جلد ۷ ص ۵۷)

حکیم الامت رحمہ اللہ کا طرز عمل

حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) اپنی خود نوشت سوانح بنام ''اصلاحِ دل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں لاہور میں حضرت مفتی (محمد حسن) صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، عصر کی

www.besturdubooks.net

اذان ہوئی اور تمام حضرات اٹھ گئے، مجھے عصر کے بعد فیصل آباد جانا تھا، مصافحہ کے لیے آگے بڑھا، سلام کیا اور عرض کیا نماز کے بعد مجھے جانا ہے.... اس پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور دیر تک دباتے رہے اور فرمایا: دیکھو! میرے ایک سوال کا جواب دو، تم حضرت (یعنی حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں بہت رہے ہو.... یہ لوگ جو حضرت والا کی مخالفت کرتے ہیں، کیا حضرت کی زبان مبارک سے بھی تم نے ان کے متعلق کوئی بات سنی؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے حضرت کی زبان مبارک سے ان کی کبھی بھی برائی نہیں سنی، بلکہ ایک مرتبہ کسی صاحب کے سوال پر حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: دیکھنا یہ چاہیے کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں اس مخالفت سے ان کا منشاء کیا ہے؟ اگر منشاء حبِ رسول ہے تو میں ان کو معذور نہیں بلکہ ماجور سمجھتا ہوں.... یہ میری مخالفت کی وجہ سے ان کو اجر ملے گا.... اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: اور میں تو حضرت کی خدمت میں بہت زیادہ رہا ہوں مجھے ایک واقعہ بھی یاد نہیں کہ حضرت نے ان کو برائی سے یاد کیا ہو.... (اصلاح دل:۲۵۴)

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

''اکابر دیوبند کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے مخالف مسلک والوں سے بھی بداخلاقی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے.... نہ ان کی تردید میں دل آزار اُسلوب کو پسند کرتے تھے اور نہ طعن آمیز القاب سے یاد کرنا پسند کرتے تھے، بلکہ جہاں تک ہوسکتا بداخلاقی کا جواب خوش خلقی سے دیتے اور مخالفین کی دینی ہمدردی و خیر خواہی کو پیش نظر رکھتے تھے....''

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادمِ خاص حضرت امیر شاہ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولانا نانوتوی صاحب خورجہ تشریف لائے اور وہاں ایک مجلس میں مولوی فضل رسول بدایونی کا تذکرہ چل گیا (چونکہ وہ مخالف مسلک کے تھے اس لیے) میری زبان سے (طنز کے طور پر) بجائے فضلِ رسول ''فصلِ رسول'' نکل گیا،

www.besturdubooks.net

مولانا نے ناخوش ہوکر فرمایا کہ "لوگ ان کو کیا کہتے ہیں؟"

میں نے کہا: "فضلِ رسول" آپ نے فرمایا: "تم فصل رسول کیوں کہتے ہو؟"

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ حضرات تھے جو وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات: ۱۱) کے پورے عامل تھے، حتیٰ کہ مخالفین کے معاملہ میں بھی...." (ارواحِ ثلاثہ: ۱۷۵)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بے مثال طرزِ عمل

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو شرک و بدعات کے خلاف خاص طور پر لوگوں کو خبردار فرماتے.... ان دنوں بعض رسائل میں بھی ان کے مضامین شائع ہوئے....

ان ہی دنوں ایک مولوی صاحب بدعات کو رواج دے رہے تھے.... انہوں نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف طرح طرح کے الزامات عائد کرنا شروع کیے.... اشتہارات اور رسائل میں انتہائی بدزبانی اختیار کی.... یہ رسائل حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ تک بھی آتے تھے.... آپ مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کو مکمل سنتے، اس لئے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی.... خط و کتابت کا تمام کام بھی آپ کے خاص مرید مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی انجام دیتے تھے....

ان رسائل میں انتہائی بدزبانی ہوتی تھی.... ان کا سنانا آسان کام نہیں تھا.... کچھ دن تک تو سناتے رہے، پھر ہمت جواب دے گئی اور سنانے سے پرہیز شروع کر دیا.... چند دن جب اس حالت میں گزرے تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا:

"یحییٰ! کیا ہمارے دوست نے ہمیں یاد کرنا چھوڑ دیا، بہت دنوں سے کوئی رسالہ میرے خلاف نہیں؟"

اس پر مولانا نے بتایا: "حضرت! رسائل تو کئی آئے، لیکن ان میں گالیوں اور بہتانوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا، میں نے سوچا، سن کر بلا وجہ آپ کی طبیعت

www.besturdubooks.net

پریشان ہوگی اس لئے نہیں سنائے....''

اللہ کے اس ولی نے جواب میں فرمایا: ''نہیں! ایسا نہ کرو، ضرور سنایا کرو، میں ان سب کو اس نظر سے سنتا ہوں کہ جو باتیں میرے عیب کی وہ کہتے ہیں، ان میں کوئی بات اگر سچی ہو تو میں اپنی اصلاح کرلوں....'' (ارواح ثلاثہ:۲۱۱)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! یہ ہے حق پرستوں کا شیوہ کہ مخالفین بل کہ دشمنوں کی باتیں بھی ان کی دشنام طرازیوں سے قطع نظر اس نیت سے سنی جائیں کہ اگر اس سے اپنی کوئی غلطی معلوم ہو تو اس سے رجوع کرلیا جائے....

شیخ الہند رحمہ اللہ کا ایک ہندو سے برتاؤ

مولانا محمود رام پوری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اور ایک ہندو تحصیل دیوبند میں کسی کام کو گئے، میں حضرت شیخ الہند کے ہاں مہمان ہوا اور وہ ہندو بھی اپنے بھائیوں کے گھر کھانا کھا کر میرے پاس آ گیا کہ میں بھی یہاں ہی رہوں گا، اس کو ایک چارپائی دے دی گئی، جب ہم سب سوگئے تو رات کو میں نے دیکھا کہ مولانا (حضرت شیخ الہند) اٹھے، میں لیٹا رہا اور دیکھتا رہا کہ اگر کوئی مشقت کا کام کریں گے تو میں امداد کروں گا ورنہ خواہ مخواہ اپنے جاگنے کا اظہار کرکے کیوں پریشان کروں....

میں نے دیکھا کہ مولانا اس ہندو کی طرف بڑھے اور اس کی چارپائی پر بیٹھ کر اس کے پیر دبانے شروع کیے.... وہ خراٹے لے کر خوب سوتا رہا... مولانا محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور عرض کیا: ''حضرت! آپ تکلیف نہ کریں میں دبادوں گا....'' مولانا نے فرمایا: ''تم جا کر سوؤ یہ میرا مہمان ہے، میں ہی اس کی خدمت انجام دوں گا....'' مجبوراً میں چپ رہ گیا اور مولانا اس ہندو کے پاؤں دباتے رہے....'' (ارواح ثلاثہ:۲۸۵)

شیخ الہند رحمہ اللہ کا مخالفین سے برتاؤ

مولانا احمد حسن صاحب مدرس کانپور نے ''ابطال امکان کذب'' میں ایک مبسوط

www.besturdubooks.net

رسالہ تحریر کر کے شائع کیا جس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اوران کے ہم عقیدہ حضرات کو فرقہ ضالہ مزواریہ میں (جو معتزلہ میں سے ایک گروہ ہے) داخل کر دیا اوراس پر تقریظ لکھنے والوں نے تو اکابرین کی نسبت زبان درازی کی انتہاء کر دی.... شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ رسالہ دیکھ کر طیش تو بہت آیا، لیکن علم و تقویٰ کا مقام بلند ملاحظہ فرمایئے گا کہ غیظ وغضب کے جذبات کو پی کر ارشاد فرمایا:

''ان گستاخ لوگوں کو برا کہنے سے تو اکابر کا انتقام پورا نہیں لیا جاسکتا اوران کے اکابر کی نسبت کچھ کہہ کر اگر دل ٹھنڈا کیا جائے تو وہ لوگ معذور بے قصور ہیں....'' (حیات شیخ الہند:۱۸۳)

مولانا سید اصغر حسین رحمہ اللہ کا بے نظیر واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی اپنی کتاب ''اکابر دیوبند کیا تھے'' میں لکھتے ہیں کہ ایک مشہور عالم دین بزرگ سے بعض سیاسی مسائل میں حضرت میاں صاحب (حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کو شدید اختلاف تھا جس کا اظہار ہمیشہ برملا فرماتے رہے، لیکن اس کے باوجود ان کی شان میں اگر کسی سے کبھی کوئی نامناسب کلمہ نکل بھی جاتا تو بڑی سختی کے ساتھ متنبہ فرماتے.... اختلاف بھی، اِخْتِلَافُ أُمَّتِیْ رَحْمَةٌ'' کی تشریح پر تھا.... اختلاف کی حدود سے سرِ مو تجاوز ان کی فطرت ہی نہیں تھی....

ان ہی مختلف الخیال بزرگ نے ایک مرتبہ امساکِ باراں کی شدت دیکھ کر نماز استسقاء پڑھنے کا اعلان کیا.... میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو غالباً کشف کے ذریعہ معلوم ہو چکا تھا کہ ان ایام میں بارش نہیں ہوگی، لیکن اس کے باوجود والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا:

''میاں! بارش تو ہونی نہیں، البتہ نماز کا ثواب حاصل کرنے کے لیے چلنا ضروری ہے....''

چنانچہ والد صاحب نے ان کی معیت میں نمازِ استسقاء ادا کی.... بارش کو نہ ہونا تھا نہ ہوئی.... ان بزرگ نے دوسرے روز کے لیے بھی نماز کا اعلان فرما دیا تو اس دن بھی وہی پہلے دن والی بات فرما کر نماز ادا کرنے پہنچ گئے اور بغیر بارش ہوئے واپس آ گئے.... تیسرے روز کے لیے پھر نماز کا اعلان ہوا تو میاں صاحب تیسرے دن بھی نماز کے لیے میدان میں

www.besturdubooks.net

پہنچ گئے اور خود ان بزرگ سے کہا: ''اگر آپ اجازت دیں تو آج نماز میں پڑھادوں....''

ہر شخص حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تو کبھی پنج وقتہ نماز لوگوں کے اصرار پر بھی نہیں پڑھاتے، آج انہوں نے خود نماز پڑھانے کی پیش کش کیسے کی؟

بہرکیف نمازِ استسقاء میاں صاحب کی امامت میں شروع ہوئی.... میاں صاحب کے عقیدت مندوں کے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ آج بارش ضرور ہو جائے گی.... شاید میاں صاحب نے کشف کے ذریعہ معلوم کر کے یہ تبدیلی کی ہوگی، لیکن آج بھی دھوپ اسی شدت کے ساتھ چمکتی رہی اور بادل کا دور دور بھی نام ونشان نہیں تھا.... مجبور ہو کر پورا مجمع شکستہ دل اور مغموم واپس ہوا....

والد صاحب نے اس خلافِ عادت عمل پر استفسار کیا: ''آپ تو کبھی نمازِ پنج گانہ میں بھی امامت نہیں فرماتے آج یہ کیا ماجرا تھا؟''

تو فرمایا: ''میرا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ جو عالمِ دین دو روز سے نماز پڑھا رہے ہیں لوگوں کو ان پر بدگمانی نہ ہو، میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں؛ کیوں کہ مجھے اندازہ تھا کہ بارش اس وقت ہونا مقدر نہیں.... کسی عالم یا مقدس ہستی کا اس میں کیا قصور ہے.... اب اگر بدنامی ہونی ہے تو تنہا ایک عالم کی نہ ہو....'' (اکابر دیوبند کیا تھے: ۵۷،۵۸)

حکیم الامت رحمہ اللہ کا مخالف سے حکیمانہ برتاؤ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے مواعظ سے امت کو جو بے مثال نفع پہنچا وہ محتاجِ بیان نہیں.... حضرت کے مواعظ کا فیض آج تک جاری ہے اور جن حضرات نے ان کا مطالعہ کیا ہو وہ جانتے ہیں کہ یہ مواعظ دین کی بیشتر ضروریات پر حاوی ہیں اور اصلاح وتربیت کے لیے بے نظیر تاثیر رکھتے ہیں....

ایک مرتبہ جون پور میں آپ کا ایک وعظ ہونا تھا.... وہاں بریلوی حضرات کا خاصا مجمع تھا، آپ کے پاس ایک بے ہودہ خط پہنچا جس میں دو چار باتیں کہی گئی تھیں، ایک تو یہ کہ ''تم جولاہے ہو''، دوسرے یہ کہ ''جاہل ہو''، تیسرے یہ کہ ''کافر ہو'' اور چوتھے یہ کہ ''سنبھل کر بیان کرنا....''

www.besturdubooks.net

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وعظ شروع کرنے سے پہلے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس قسم کا ایک خط میرے پاس آیا ہے، پھر وہ خط سب کے سامنے پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ ''یہ جو لکھا ہے کہ ''تم جولا ہے ہو'' تو اگر میں جولاہا ہوں بھی تو اس میں حرج ہی کیا ہے میں یہاں کوئی رشتہ ناتا کرنے تو نہیں آیا احکامِ الٰہی سنانے کے لیے حاضر ہوا ہوں سو اس کو قومیت سے کیا علاقہ؟

دوسرے یہ چیز اختیاری بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو جس قوم میں چاہا پیدا فرما دیا، سب قومیں اللہ کی بنی ہوئی ہیں اور سب اچھی ہیں اگر اعمال و اخلاق اچھے ہوں.... یہ تو مسئلہ کی تحقیق تھی.... رہی واقعہ کی تحقیق سو مسئلہ کی تحقیق کے بعد واقعہ کی تحقیق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی، لیکن پھر بھی اگر کسی کو تحقیقِ واقعہ کا شوق ہی ہو تو میں آپ کو اپنے وطن کے عمائد کے نام اور پتے لکھوائے دیتا ہوں ان سے تحقیق کر لیجئے معلوم ہو جائے گا میں ''جولاہا ہوں یا کس قوم کا؟'' اور اگر مجھ پر اطمینان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جولاہا نہیں ہوں.... رہا ''جاہل ہونا'' اس کا البتہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں ''جاہل بلکہ اجہل ہوں'' لیکن جو کچھ اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور کتابوں میں دیکھا ہے اس کو نقل کرتا ہوں، اگر کسی کو کسی بات کے غلط ہونے کا شبہ ہو اس پر عمل نہ کرے اور ''کافر ہونے'' کو جو لکھا تو اس میں زیادہ قیل وقال کی حاجت نہیں، میں آپ صاحبوں کے سامنے پڑھتا ہوں:

اشهد ان لا اله الا الله والشهد ان محمد عبده ورسوله

اگر میں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ کافر تھا تو لیجئے اب نہیں رہا.... آخر میں ''سنبھل کر بیان کرنے'' کی دھمکی دی گئی ہے، اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ وعظ گوئی کوئی میرا پیشہ نہیں ہے، جب کوئی بہت اصرار کرتا ہے تو جیسا کچھ مجھے بیان کرنا آتا ہے بیان کر دیتا ہوں، اگر آپ صاحبان نہ چاہیں گے تو میں ہرگز بیان نہ کروں گا.... رہا سنبھل کر بیان کرنا تو اس کے متعلق صاف صاف عرض کیے دیتا ہوں کہ میری عادت خود ہی چھیڑ چھاڑ کی نہیں ہے.... قصداً کبھی کوئی ایسی بات نہیں کرتا، جس میں کسی گروہ کی دل آزاری ہو یا فساد پیدا ہو، لیکن اگر اصولِ شرعیہ کی تحقیق کے ضمن میں کسی ایسے مسئلہ کی ذکر کی ضرورت ہی پیش آ جاتی ہے جس کا رسومِ

www.besturdubooks.net

بدعیہ سے تعلق ہے تو پھر میں رکتا بھی نہیں، اس لیے کہ یہ دین میں صریح خیانت ہے....

سب باتیں سننے کے بعد اب بیان کے متعلق جو آپ صاحبوں کی رائے ہو اس سے مطلع کر دیجیے! اگر اس وقت کوئی بات کسی کے خلاف طبع بیان کرنے لگوں تو فوراً مجھ کو روک دیا جائے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی ادنیٰ شخص بھی مجھے روکے گا تو میں اپنے بیان کو فوراً منقطع کر دوں گا اور بیٹھ جاؤں گا.... بہتر تو یہ ہے کہ وہی صاحب روک دیں جنہوں نے یہ خط بھیجا ہے، اگر خود کہتے ہوئے انہیں شرم آئے یا ہمت نہ ہو تو چپکے سے کسی اور ہی کو سکھلا پڑھا دیں ان کی طرف سے وہ مجھے روک دیں.... یہ سن کر ایک معقولی مولوی صاحب جو بدعتی خیال کے تھے اور جن کا وہاں بہت اثر تھا، کڑک کر بولے ''یہ خط لکھنے والا کوئی حرام زادہ ہے، آپ وعظ کہیے! آپ کیسے فاروقی ہیں؟''

حضرت نے فرمایا: ''میں ایسی جگہ کا ''فاروقی ہوں'' جہاں کے ''فاروقیوں'' کو یہاں کے لوگ ''جولاہے'' سمجھتے ہیں....''

جب سارا مجمع خط لکھنے والے کو برا بھلا کہنے لگا، خاص طور سے وہ مولوی صاحب فحش فحش گالیاں دینے لگے تو حضرت والا نے روکا کہ گالیاں نہ دیجیے، مسجد کا تو احترام کیجیے.... پھر حضرت والا کا وعظ ہوا اور بڑے زور شور کا وعظ ہوا، اتفاق سے دورانِ وعظ میں بلا قصد، کسی علمی تحقیق کے ضمن میں کچھ رسوم و بدعات کا ذکر چھڑ گیا پھر تو حضرت والا نے بلا خوف لومۃ لائم خوب ہی رد کیا، لوگوں کو یہ اختیار دے چکے تھے کہ وہ چاہیں تو وعظ روک دیں، لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی....

وہ معقولی مولوی صاحب شروع شروع میں تو بہت تحسین کرتے رہے اور بار بار سُبُحَانَ اللهِ...... سُبُحَانَ اللهِ...... کے نعرے بلند کرتے رہے، کیوں کہ اس وقت تصوف کے رنگ پر بیان ہو رہا تھا، لیکن جب رد بدعات پر بیان ہونے لگا تو پھر چپ ہو گئے، مگر بیٹھے سنتے رہے.... یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا، کیوں کہ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ ایسے کٹر اور سخت ہیں کہ جہاں کسی واعظ نے کوئی بات خلافِ طبع کہی انہوں نے وہیں پکڑ کر منبر سے اتار دیا، لیکن اس وقت انہوں نے دَم نہیں مارا، چپکے بیٹھے سنتے رہے، لیکن جب وعظ ختم ہوا اور مجمع رخصت

www.besturdubooks.net

ہونے کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس وقت ان مولوی صاحب نے حضرت والا سے کہا کہ ان مسائل کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی.... اس پر ایک دوسرے ذی اثر مولوی صاحب (جو خود بدعتی خیال کے تھے) بڑھے اور جواب دینا چاہا، لیکن حضرت والا نے انہیں روک دیا کہ خطاب مجھ سے ہے آپ جواب نہ دیں مجھے عرض کرنے دیں، پھر حضرت والا نے ان معقولی مولوی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے یہ بات پہلے مجھ سے نہ فرمائی، ورنہ میں احتیاط کرتا، میں نے تو جو بیان کیا ضروری ہی سمجھ کر کیا، مگر اب کیا ہو سکتا ہے اب تو بیان ہو چکا ہے، ہاں ایک صورت اب بھی ہو سکتی ہے، وہ یہ کہ ابھی تو مجمع موجود ہے آپ پکار کر کہہ دیجیے کہ صاحبو! اس بیان کی کوئی ضرورت نہ تھی، پھر میں آپ کی تکذیب نہ کروں گا اور آپ ہی کی بات اخیر بات رہے گی.... اس پر سب لوگ ہنس پڑے اور مولوی صاحب وہاں سے رخصت ہو گئے....

ان کے چلے جانے کے بعد سب لوگ ان کو برا بھلا کہنے لگے، جب بہت شوروغل ہوا تو حضرت والا نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ:

"صاحب ایک پردیسی کی وجہ سے آپ مقامی علماء کو ہرگز نہ چھوڑیں، میں آج پچھلی شہر جا رہا ہوں، اب آپ صاحبان یہ کریں اور میں ان صاحب کو بالخصوص خطاب کرتا ہوں کہ جنہوں نے خط بھیجا ہے، وہ میرے بیان کا رد کرا دیں پھر دونوں راہیں سب کے سامنے ہوں گی جو جس کو چاہے اختیار کرے، فساد کی ہرگز ضرورت نہیں...."

پھر ان دوسرے مولوی صاحب نے جو بدعتی خیال کے ہونے کے باوجود حمایت کے لیے آگے بڑھے تھے، کھڑے ہو کر فرمایا کہ:

"صاحبو! آپ جانتے ہیں کہ میں مولودیہ بھی ہوں، قیامیہ بھی ہوں، مگر انصاف اور حق یہ ہے کہ جو تحقیق آج مولوی صاحب نے بیان فرمائی ہے، صحیح وہی ہے...." (اشرف السوانح: ۱/ ۶۸ تا ۷۲)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا مثالی طرز عمل

ایک شخص نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب کے جواب میں ایک مقالہ لکھا اور اس مقالے میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ پر کفر کا فتویٰ

www.besturdubooks.net

لگا دیا.... اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ.... حضرت والا کے ایک مخلص معتقد تھے، انہوں نے اس کے جواب میں فارسی میں دو شعر کہے، وہ اشعار ادبی اعتبار سے آج کل کے طنز کے مذاق کے لحاظ سے بہت اعلیٰ درجے کے اشعار تھے، وہ اشعار یہ تھے:

مرا کافر اگر گفتی غمے نیست   چراغِ کذب را نبود فروغے

مسلمانت بخوانم در جوابش   دروغے را جزا باشد دروغے

ترجمہ: ''اگر تم نے مجھے کافر کہا تو مجھے کوئی غم نہیں ہے، کیوں کہ جھوٹ کا چراغ کبھی جلا نہیں کرتا.... تم نے مجھے کافر کہا، میں اس کے جواب میں تمہیں مسلمان کہتا ہوں، اس لیے کہ جھوٹ کا بدلہ جھوٹ ہی ہو سکتا ہے..... یعنی تم نے مجھے کافر کہہ کر جھوٹ بولا، اس کے جواب میں میں تمہیں مسلمان کہہ کر جھوٹ بول رہا ہوں.... مطلب یہ ہے کہ در حقیقت تم مسلمان نہیں ہو....''

اگر یہ جواب کسی ادیب اور ذوق رکھنے والے شاعر کو سنایا جائے تو وہ اس پر خوب داد دے گا اور اس کو پسند کرے گا، اس لیے کہ چبھتا ہوا جواب ہے.... دوسرے شعر کے پہلے مصرعے میں یہ کہہ دیا کہ میں تمہیں مسلمان کہتا ہوں، لیکن دوسرے مصرعے نے اس بات کو بالکل الٹ دیا.... یعنی جھوٹ کا بدلہ تو جھوٹ ہی ہوتا ہے، تم نے مجھے کافر کہہ کر جھوٹ بولا میں تمہیں مسلمان کہہ کر جھوٹ بولتا ہوں....

بہر حال یہ اشعار لکھ کر حضرت کے جو معتقد تھے وہ حضرت والا کی خدمت میں لائے، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ اشعار سنے تو فرمایا کہ تم نے اشعار تو بہت غضب کے کہے اور بڑا چبھتا ہوا جواب دے دیا؛ لیکن میاں! تم نے لپیٹ کر اس کو کافر کہہ تو دیا جب کہ ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ دوسروں کو کافر کہیں، چنانچہ وہ اشعار نہیں بھیجے....

پھر حضرت والا نے خود ان اشعار کی اصلاح فرمائی اور ایک شعر کا اضافہ اس طرح فرمایا:

مرا کافر اگر گفتی غمے نیست   چراغِ کذب را نبود فروغے

مسلمانت بخوانم در جوابش   دہم شکر بجائے تلخ دوغے

اگر تو مؤمنی فبہا والا   دروغے را جزا باشد دروغے

ترجمہ: ''اگر تم نے مجھے کافر کہا ہے تو مجھے اس کا کوئی غم نہیں ہے، اس لیے کہ جھوٹ

www.besturdubooks.net

کا چراغ جلا نہیں کرتا.... اس کے جواب میں تمہیں مسلمان کہتا ہوں اور کڑوی دوا کے مقابلے میں تمہارے شکر کھلاتا ہوں.... اگر تم مؤمن ہو تو بہت اچھا ہے اور اگر نہیں ہو تو پھر جھوٹ کی جزا جھوٹ ہی ہوتی ہے....''

اب دیکھیے! وہ مخالف جو آپ پر کفر کا فتویٰ لگا رہا ہے، جہنمی ہونے کا فتویٰ لگا رہا ہے، اس کے خلاف بھی طنز کا ایسا فقرہ کہنا بھی پسند نہیں فرمایا جو حدود سے نکلا ہوا تھا، اس لیے کہ یہ طنز تو یہاں دنیا میں رہ جائے گا، لیکن جو لفظ زبان سے نکل رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ریکارڈ ہو رہا ہے، قیامت کے روز اس کے بارے میں جواب دینا ہوگا کہ فلاں کے حق میں یہ لفظ کس طرح استعمال کیا تھا؟ لہٰذا طنز کا یہ طریقہ جو حدود سے نکل جائے کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں.... (اصلاحی خطبات: ۸/۱۱۶ تا ۱۱۸)

سب فقہاء ہمارے ماہتاب وآفتاب ہیں

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

''مسلکِ حق کے دین کے پیشواؤں، اماموں پر اعتراض یا ان کی گستاخی کرنا بہت ہی بری چیز ہے.... میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے، دین کے کام سے محروم کرنے والی چیز دوسروں پر اعتراض کرنا ہے اور علماء کرام، بزرگ اور مسلکِ حق کے اکابرین کی تذلیل اور گستاخی کرنی ہے....

اختلافِ رائے اگر اہل اللہ اور علماء میں ہو جائے تو مضائقہ نہیں، لیکن بے ادبی یا تذلیل کسی حالت میں جائز نہ ہوگی، اس لیے کہ وہ بہر حال عالم دین ہے، جس سے آپ اختلاف کر سکتے ہیں، مگر اس کا مقام ومنصب بطور نائب رسول کے ہے، اس کے عظمت واجب ہوگی....

ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پچاسیوں مسئلوں میں ان سے اختلاف کرتے ہیں، مگر ادنیٰ درجہ کی بے ادبی قلب میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نہیں آتی اور جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ واجب التعظیم ہیں ویسے ہی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی، دونوں ماہ تاب وآفتاب ہیں، دونوں سے نور اور برکت حاصل ہو رہی ہے، کسی طرح جائز نہیں کہ ادنیٰ درجہ کی گستاخی دل میں آجائے.... (تحفۃ الائمۃ)

www.besturdubooks.net

عالمگیر رحمہ اللہ کی اپنے وزراء کی تربیت

عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں علماء اس قدر کس مپرسی میں مبتلا ہو گئے کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا عالم گیر رحمہ اللہ چونکہ خود عالم تھے اہل علم کی عظمت کو جانتے تھے انہوں نے کوئی بیان وغیرہ اخبارات میں شائع نہیں کرایا کہ علماء کی قدر کرنی چاہئے....

بلکہ یہ تدبیر اختیار کی کہ جب نماز کا وقت آ گیا تو عالم گیر رحمہ اللہ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آج فلاں والی ملک جودکن کے نواب ہیں وہ ہمیں وضو کرائیں چنانچہ جودکن کے والی تھے انہوں نے سات سلام کئے کہ بڑی عزت افزائی ہوئی کہ بادشاہ سلامت نے مجھے حکم دیا کہ میں وضو کراؤں....وہ سمجھے کہ اب کوئی جاگیر ملے گی بادشاہ بہت راضی ہے....نواب صاحب فوراً پانی کا لوٹا بھر لائے اور آ کر وضو کرانا شروع کر دیا....

عالمگیر رحمہ اللہ نے پوچھا کہ وضو میں فرض کتنے ہیں؟

انہوں نے ساری عمر کبھی وضو کیا ہوتا تو انہیں خبر ہوتی....اب وہ حیران! کیا جواب دیں.... پوچھا واجبات کتنے ہیں؟

کچھ پتہ نہیں.... پوچھا سنتیں کتنی ہیں؟

جواب ندارد....عالمگیر رحمہ اللہ نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لاکھوں کی رعیت کے اوپر تم حاکم ہو....لاکھوں کی گردنوں پر حکومت کرتے ہو اور مسلم تمہارا نام ہے....تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ وضو میں فرض....واجب.... سنتیں کتنی ہیں.... مجھے امید ہے کہ میں آئندہ ایسی صورت نہ دیکھوں....دوسرے کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ان سے کہا: آپ ہمارے ساتھ افطار کریں اس نے کہا جہاں پناہ یہ تو عزت افزائی ہے.... ورنہ فقیر کی ایسی کہاں قسمت کہ بادشاہ سلامت یاد کریں....جب افطار کا وقت ہوا تو عالم گیر رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مفسدات صوم جن سے روزہ فاسد ہوتا ہے کتنے ہیں؟

انہوں نے کبھی اتفاق سے روزہ ہی نہیں رکھا تھا....انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ روزے کے مفسدات کیا ہیں....اب دوسرے صاحب چپ ہیں....کیا جواب دیں!!

www.besturdubooks.net

عالم گیر رحمہ اللہ نے کہا بڑی شرم کی بات ہے کہ تم مسلمانوں کے امیر والی ملک اور نواب کہلاتے ہو.... ہزاروں آدمی تمہارے حکم پر چلتے ہیں ....تم مسلمان ....ریاست کے والی ہو اور تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ روزہ فاسد کن کن چیزوں سے ہوتا ہے؟!

اسی طرح کسی سے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا تو زکوٰۃ کا مسئلہ نہ آیا.... کسی سے حج وغیرہ کا غرض سارے فیل ہوئے اور عالم گیر رحمہ اللہ نے سب کو یہ کہا کہ آئندہ میں ایسا نہ دیکھوں....

بس جب یہاں سے امراء واپس ہوئے اب انہیں مسائل معلوم کرنے کی ضرورت پڑی تو علماء کی تلاش شروع ہوئی اب علماء نے ناز شروع کئے کسی نے کہا ہم پانچ سو روپے تنخواہ لیں گے انہوں نے کہا حضور! ہم ایک ہزار روپیہ تنخواہ دیں گے اس لئے کہ جاگیریں جانے کا اندیشہ تھا پھر بھی علماء نہ ملے تمام ملک کے اندر اہل علم حضرات کی تلاش شروع ہوئی جتنے علماء طلباء تھے سب ٹھکانے لگ گئے بڑی بڑی تنخواہیں جاری ہوگئیں اور ساتھ ہی یہ کہ جتنے امراء تھے انہیں مسائل معلوم ہوگئے اور دین پر انہوں نے عمل شروع کر دیا....(انمول موتی)

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں میری حاضری

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اتوار کے دن ہوا کرتی تھی اس لیے کہ اس زمانے میں اتوار کی سرکاری چھٹی ہوا کرتی تھی.... یہ آخری مجلس کا واقعہ ہے اس کے بعد حضرت والد صاحبؒ کی کوئی مجلس نہیں ہوئی.... بلکہ اگلی مجلس کا دن آنے سے پہلے ہی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا چونکہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار اور صاحب فراش تھے اس لیے آپ کے کمرے میں ہی لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے.... والد صاحب چارپائی پر ہوتے ....لوگ سامنے نیچے اور صوفوں پر بیٹھ جایا کرتے تھے.... اس روز لوگ بہت زیادہ آئے اور کمرہ پورا بھر گیا حتیٰ کہ کچھ لوگ کھڑے بھی ہوگئے اور مجھے حاضری میں تاخیر ہوئی.... میں ذرا دیر سے پہنچا.... حضرت والد صاحبؒ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا.... تم یہاں میرے پاس آجاؤ میں ذرا جھجکنے لگا کہ لوگوں کو پھلانگتا ہوا اور چیرتا ہوا جاؤں گا اور

www.besturdubooks.net

حضرت والد صاحبؒ کے پاس جا کر بیٹھوں گا....اگر چہ یہ بات ذہن میں مستحضر تھی کہ جب بڑا کوئی بات کہے تو مان لینی چاہیے لیکن میں ذرا ہچکچا رہا تھا....حضرت والد صاحب نے میری ہچکچاہٹ دیکھی تو دوبارہ فرمایا....تم یہاں آ جاؤ تمہیں ایک قصہ سناؤں....خیر میں کسی طرح وہاں پہنچ گیا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گیا....

والد صاحبؒ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہو رہی تھی اور وہاں اسی طرح کا قصہ پیش آیا کہ جگہ تنگ ہو گئی اور بھر گئی اور میں ذرا تاخیر سے پہنچا تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم یہاں میرے پاس آ جاؤ....میں کچھ جھجکنے لگا کہ حضرتؒ کے بالکل پاس جا کر بیٹھ جاؤں....تو حضرت والا نے دوبارہ فرمایا کہ تم یہاں آ جاؤ پھر میں تمہیں ایک قصہ سناؤں گا....حضرت والد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ پھر میں کسی طرح پہنچ گیا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر بیٹھ گیا....

تو حضرت والا نے ایک قصہ سنایا قصہ یہ سنایا کہ....مغل بادشاہ عالمگیر رحمہ اللہ کے والد کے انتقال کے بعد باپ کی جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا....اور یہ دو بھائی تھے ایک عالمگیر اور دوسرے دارا شکوہ آپس میں رقابت تھی....عالمگیر بھی اپنے باپ کے جانشیں اور بادشاہ بننا چاہتے تھے اور ان کے بھائی دارا شکوہ بھی تخت کے طالب تھے....ان کے زمانے میں ایک بزرگ تھے دونوں نے ارادہ کیا کہ....ان بزرگ سے جا کر اپنے حق میں دعا کرائی جائے پہلے دارا شکوہ ان بزرگ کے پاس زیارت اور دعا کیلئے پہنچے....اس وقت وہ بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے....ان بزرگ نے دارا شکوہ سے کہا کہ میاں یہاں میرے پاس آ جاؤ اور تخت پر بیٹھ جاؤ دارا شکوہ نے کہا کہ....نہیں حضرت میری مجال نہیں ہے کہ میں آپ کے پاس تخت پر بیٹھ جاؤں....میں تو یہاں نیچے ہی ٹھیک ہوں ان بزرگ نے پھر کہا کہ میں تمہیں بلا رہا ہوں یہاں آ جاؤ....لیکن وہ نہیں مانے اور ان کے پاس نہ گئے اور وہیں بیٹھے رہے....ان بزرگ نے فرمایا کہ....اچھا تمہاری مرضی' پھر ان بزرگ نے ان کو جو نصیحت فرمانی تھی....وہ فرما دی اور وہ واپس چلے گئے....

ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد عالمگیر آ گئے....وہ جب سامنے نیچے بیٹھنے لگے تو ان

www.besturdubooks.net

بزرگ نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس آجاؤ....وہ فوراً جلدی سے اٹھے اوران بزرگ کے پاس جا کرتخت پر بیٹھ گئے....پھرانہوں نے ان کو جونصیحت فرمائی تھی وہ فرمادی جب عالمگیر واپس چلے گئے....توان بزرگ نے اپنی مجلس کے لوگوں سے فرمایا کہ ان دونوں بھائیوں نے تو خود ہی اپنا فیصلہ کرلیا....داراشکوہ کو ہم نے تخت پیش کیا اس نے انکار کر دیا اور عالمگیر کو پیش کیا تو انہوں نے لے لیا....اس واسطے دونوں کا فیصلہ ہوگیا....اب تخت شاہی عالمگیر کو ملے گا چنانچہ ان کو ہی مل گیا....

یہ واقعہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت والد قدس اللہ سرہ کو سنایا....(اصلاحی خطبات جلد۳ص ۲۲۹)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی مخالف فلسفی سے ملاقات

ہندوستان کے مشہور فلسفی و منطقی عالم مولانا عبدالوہاب صاحب جومولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے براہ راست شاگرداور ریاست حیدرآباد کی حدود میں جن کی درسگاہ منطق وفلسفہ کی کم ازکم ہندوستان میں مرکزی درسگاہ تھی سنا ہے کہ طلبہ ان سے منطق وفلسفہ پڑھنے کے لئے دور دور سے سفر کر کے پہنچتے....خود دارالعلوم دیوبند کے مشہور منطقی عالم مولانا سہول صاحب بھاگلپوری نے ان مولانا عبدالوہاب سے پڑھنے کیلئے ''بہار'' سے حیدرآباد تک کا سفر پیدل طے کیا تھا....مولانا عبدالوہاب کومنطق وفلسفہ نے اس درجہ غلط کررکھا تھا کہ خودکواپنی زبان سے ''مولانا عبدالوہاب'' کہتے تھے اور اپنے مقابل میں بڑے سے بڑے عالم و فاضل کو ایک طفل مکتب سے زیادہ نہ سمجھتے تھے یہی مولانا عبدالوہاب صاحب ایک مرتبہ حیدرآباد سے دیوبند تشریف لائے اور دارالعلوم کی مشہور عمارت ''نودرہ'' کے سامنے اپنا سامان رکھوا کر گذرنے والے طلبہ سے دریافت کیا کہ ''مولوی محمودالحسن کہاں ہیں'' عقیدتمند طلبہ پر یہ انداز گفتگو بڑا گراں گذرلیکن کیونکہ ایک نووارد مہمان کی شکل وصورت میں تھے اس لئے برداشت کیا گیا....

تم ہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے....بہرحال جواب دیا گیا کہ ''مکان پرتشریف رکھتے ہیں'' یہ سنکر حسب عادت بولے ''جاؤ! ان سے کہہ دو کہ مولانا عبدالوہاب تشریف لائے ہیں

www.besturdubooks.net

’’کسی طالب علم نے حاضر ہو کر حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ سے یہی سب کچھ عرض کر دیا... سن کر ایک ہلکے سے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ ’’ہاں بھائی جاؤ وہ بڑے آدمی ہیں پورے اعزاز و اکرام سے مدرسہ کے مہمان خانے میں ان کو ٹھہرا دو‘‘

شام ہوئی تو حضرت والا خود ہی مٹی کے چند برتنوں میں کھانا لیکر تشریف لائے مولانا عبدالوہاب صاحب چار پائی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے رہے اور حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ دیر تک نیچے بیٹھے ہوئے گفتگو فرماتے رہے....

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اس تمام گفتگو میں حضرت شیخ الہند کا انداز بالکل طالب علمانہ تھا مولانا عبدالوہاب ہمہ دانی کے زعم میں بہت کچھ کہہ ڈالتے اور ادھر ایک خفیف سی مسکراہٹ اور ’’جی ہاں‘‘ ’’بے شک‘‘ کے سوا اور کچھ نہیں.... عشاء کا وقت قریب تھا.... مولانا شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکان پر تشریف لے گئے اور مولانا عبدالوہاب صاحب نے طلبہ سے ترمذی شریف کے درس کا وقت دریافت کر کے مہمان خانہ میں آرام کیا صبح ہوئی تو مولانا عبدالوہاب وقت سے پہلے حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کی درسگاہ میں موجود تھے حضرت کا درس کے لئے تشریف آوری کا معینہ وقت ہو چکا تھا اور آج خلاف معمول تشریف لانے میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی تھی مولانا عبدالوہاب بار بار طلبہ سے دریافت کرتے کہ ’’ابھی تک آئے نہیں؟‘‘ اور نفی میں جواب پانے کے بعد خود ہی کہتے’’ آج نہیں آئیں گے‘‘ آج تو ان کو کوئی ضروری کام پیش آ گیا ہو گا (مطلب یہ تھا کہ درس میں میری شرکت کی.... اطلاع نے مولانا کو مرعوب کر دیا اب وہ آ کر درس دیں یہ ہمت نہیں کر سکتے) طلبہ بھی مولانا عبدالوہاب صاحب کے اس چبھتے ہوئے کلمہ اور حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کی غیر معمولی تاخیر پر بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ اتنے میں دیکھا سامنے سے حضرت والا کھادی کا لمبا کا سا کرتہ جس میں دو ایک پیوند بھی تھے معمولی کھدر کا پائجامہ سر پر دو پلی ٹوپی ایک ہاتھ میں پان کی ڈبیہ اور دوسرے ہاتھ میں عصاء لئے چلے آ رہے ہیں....

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ جب درسگاہ میں تشریف لائے تو مولانا عبدالوہاب صاحب نے ایک تیز نگاہ خاص اس

www.besturdubooks.net

مقصد سے ڈالی کہ مولانا مرعوب ہوجائیں لیکن درسگاہ سے باہر یہ انتہائی منکسر المزاج اور خاکسارانہ طور پر پیش آنے والا شخص درسگاہ میں قدم رکھتے ہی غضبناک اور جری شیر بن جاتا تھا.... درس شروع ہوا تو مولانا عبدالوہاب نے گردن اُٹھا کر نہایت کرخت و بلند آواز میں کہا ''مولانا طحاوی نے تو اس موقعے پر یہ کہا ہے'' حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لب ولہجہ کی اس شدت کے ساتھ جواباً ارشاد فرمایا ''مولانا یہ فرمایئے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں میں طحاوی کا مقلد نہیں بلکہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتا ہوں''

سنا ہے کہ اس مختصر سے ردوبدل کے سوا سننے والوں نے تو کچھ اور نہ سنا لیکن دیکھا گیا ہے کہ مولانا عبدالوہاب کی تنی ہوئی گردن اس کے بعد آہستہ آہستہ جھکنا شروع ہوئی اور پھر آخر وقت تک سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ ایک محویت واستغراق کے ساتھ خاموشی سے سنتے رہے....

درس ختم ہوگیا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے درسگاہ سے باہر تشریف لے گئے اور مولانا عبدالوہاب صاحب طلبہ کے ہجوم میں چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ''واللہ! حدیث پڑھانے کا اس شخص کو حق ہے'' اور یہی مولانا عبدالوہاب ایک معمولی طالب علم کی طرح حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ سے استفادہ کررہے تھے.... (تذکرہ اعزاز)

حکیم الامت رحمہ اللہ سے علی میاں رحمہ اللہ کی ملاقات

اگست ۱۹۳۸ء میں مولانا لکھنؤ تشریف لائے اپنے قدیم مسترشد اور مجاز صحبت مولوی محمد حسن کاکوروی (مالک انوار المطابع اور نبیرہ مولانا محسن کاکوروی) کے مکان پر قیام فرمایا.... علاج شفاء الملک حکیم عبدالحمید (جھوائی ٹولہ) لکھنؤ کا تھا.... قیام پورے چالیس دن رہا.... وہ مدت جس کو یوں بھی سلوک وتربیت اور خانقاہوں کے نظام سے خاص مناسبت ہے.... ظہر اور عصر کے درمیان مخصوص لوگوں کو حاضری کی اجازت تھی....

ضابطہ یہ تھا کہ یا تو مولانا ذاتی طور پر آنے والوں سے واقف ہوں یا حاضرین مجلس میں سے کوئی معتبر آدمی اس سے واقف ہو.... تاکہ کوئی نامناسب اور اذیت پہنچانے والی بات پیش نہ آئے.... مولانا کی اس غیر متوقع آمد کی خبر تمام احتیاطوں کے باوجود بجلی کی طرح تمام اطراف

www.besturdubooks.net

واکناف بالخصوص مشرقی اضلاع میں پہنچ گئی.... جو مدت دراز سے آپ کی آمد سے محروم و مایوس تھے.... خاص ضوابط و شرائط کے ساتھ اہل تعلق کو آنے کی اجازت دی گئی اور خلفاء و مسترشدین کلکتہ سے.... امرتسر و لاہور تک کے مختلف وقتوں میں حاضر ہوتے رہے.... عمائد شہر کی بھی ایک تعداد زیارت سے مشرف اور مجالس سے مستفید ہوئی.... ان میں علماء فرنگی محل.... اساتذہ دار العلوم ندوۃ العلماء اور شہر کے دینی ذوق رکھنے والے رؤساء و عمائد بھی تھے.... مولانا عصر کی نماز مسجد خواص میں جو آپ کی تشریف آوری اور روزانہ کی مجالس کی وجہ سے حقیقی معنی میں مجلس خواص بن گئی تھی.... ادا فرماتے تھے.... نماز کے بعد مسجد کے شمال مغربی گوشہ میں مجلس ہوتی.... مولانا خطوط کے جوابات بھی دیتے رہتے اور لوگوں سے مخاطب بھی ہوتے....

اس مجلس میں سلوک و تصوف کے نکات.... اصلاحی و علمی تحقیقات اور بزرگوں کے حالات و واقعات ارشاد فرماتے.... بزرگوں کے واقعات بیان کرتے وقت خاص کیف و اثر محسوس ہوتا.... اس وقت چیدہ چیدہ لوگ ہوتے اور مولانا کو بھی بڑا انبساط و انشراح ہوتا.... بھائی صاحب مرحوم اس مجلس میں نیز عصر سے پیشتر کی مجلس میں جو قیام گاہ پر ہوتی بڑی پابندی سے شرکت کرتے.... ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی طالب علم مدرسہ میں حاضری کی پابندی کر رہا ہے.... مولانا بھی خصوصی شفقت و التفات فرماتے.... علاج کے بارے میں بھی کبھی کبھی مشورہ میں شریک کرتے.... یہ ناچیز بھی تقریباً روزانہ ہی بھائی صاحب کے ساتھ حاضری دیتا.... اس عاجز کی طرف مولانا کی خصوصی توجہ کا ایک محرک یہ پیدا ہوا کہ اسی زمانہ میں "القول المنثور" کی طباعت ہو رہی تھی.... جو اصلاً مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے لیکن اس میں مولانا کی تحقیقات و اضافے بھی ہیں.... مولانا کو اس کی طباعت و اشاعت کا بڑا اہتمام تھا.... اس میں بکثرت طویل عربی کی عبارتیں بھی آئی ہیں.... خدا وصل صاحب بلگرامی کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس کی تصحیح کا کام میرے سپرد کر دیا....

مجھے اس میں جہاں اشکال و مراجعت کی ضرورت پیش آتی عصر کے پیشتر کی مجلس میں مولانا کے سامنے پیش کرتا اور مولانا اس کو حل فرما دیتے اس دوران قیام میں ۱۵

www.besturdubooks.net

ستمبر ۱۹۳۸ء کو اچانک بھائی صاحب سے ان کے مکان پر آنے کی خواہش کا اظہار فرمایا ....اس سے زیادہ عزت و مسرت کی بات کیا ہو سکتی تھی .... مولانا رفقاء و خدام کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ مکان پر تشریف لائے .... دیر تک سرفراز فرمایا حضرت حاجی صاحب اور بزرگوں کے حالات کا سلسلہ وہاں بھی شروع ہو گیا .... تین برس کے بعد دوبارہ اگست ۱۹۴۱ء میں پھر لکھنؤ تشریف آوری ہوئی ....اس مرتبہ بھی ایک مہینہ سے کچھ زیادہ قیام رہا .... تقریباً وہی معمولات و نظام الاوقات رہا ....اس طرح پھر ان روح پرور اور پر کیف مجالس میں شرکت اور استفادہ کا موقع ملا ....

علی میاں کی تھانہ بھون میں حاضری اور ملاقات

بالآخر وہ دن بھی آ گیا کہ تھانہ بھون میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور جس جگہ کے قصے آنے جانے والوں سے برسوں سے سننے میں آ رہے تھے ....اس کو بچشم خود دیکھنے کا اتفاق ہوا کہتے ہیں کہ پھول شاخ گل پر اور چمن کے اندر ہی اپنی صحیح شکل و صورت میں نظر آتا ہے .... غالباً ۱۹۴۲ء اور مئی یا جون کا مہینہ تھا .... اتنا یاد ہے کہ خوب گرمی تھی اور لو چل رہی تھی میں مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کی ہمرکابی میں چھوٹی لائن پر سفر کر رہا تھا .... جو شاہدرہ سے سہارنپور تک جاتی تھی اور جس میں وہ سب مقامات و قصبات پڑتے تھے .... جن سے بزرگان دیوبند کی تاریخ وابستہ ہے .... یعنی کاندھلہ .... تھانہ بھون .... نانوتہ اور رام پور منیہاران اچھی طرح یاد نہیں کہ پہلے سے قصد تھا یا اثنائے سفر میں یہ خیال ہوا کہ تھانہ بھون بھی حاضری دی جائے .... نظام کچھ ایسا تھا کہ کاندھلہ مولانا کے ساتھ قیام کر کے جوان کا وطن تھا .... رام پور منیہاران جانا تھا .... تھانہ بھون .... کاندھلہ اور رام پور کے درمیان واقع ہے .... میں نے مولانا سے اجازت لی کہ میں ایک روز پیشتر کاندھلہ سے روانہ ہو جاؤں اور چوبیس گھنٹے تھانہ بھون قیام کر کے اسی گاڑی پر سوار ہو جاؤں جس سے مولانا رام پور تشریف لے جائیں گے .... مولانا خود تھانہ بھون کے عقیدت مندوں میں تھے اور مولانا تھانویؒ کو اپنے مشائخ کی صف ہی میں سمجھتے تھے .... یہ سن کر بہت خوش

www.besturdubooks.net

ہوئے اور بڑی بشاشت و مسرت کے ساتھ اجازت دی....

تھانہ بھون کے ایک صاحب تعلق تھانہ بھون جارہے تھے میں نے اپنی آمد کی اطلاع کا خط لکھ کر ان کے حوالہ کرنا چاہا کہ وہ خود پیش کردیں....انہوں نے کہا کہ یہ ضابطہ کے خلاف ہے....میں نے عرض کیا کہ آپ اس کو پوسٹ بکس میں ڈال دیں.... انہوں نے اس کو منظور کیا....میں ایک روز کاندھلہ ٹھہر کر تھانہ بھون روانہ ہوا....ٹھیک دوپہر کو گاڑی تھانہ بھون پہنچی تھی....خانقاہ امدادیہ کا اسٹیشن سے کچھ زیادہ فاصلہ نہیں.... میں ایک حمال کو ساتھ لے کر پیدل خانقاہ پہنچ گیا....تھانہ بھون کے قواعد و ضوابط اور آداب کے متعلق اتنا سن رکھا تھا اور دار و گیر اور احتساب کے واقعات بھی اتنے کان میں پڑ چکے تھے کہ ڈرتے ڈرتے خانقاہ میں قدم رکھا....ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک طالب علم مدرسہ میں داخل ہو رہا ہے....گرمی اور دوپہر کی وجہ سے وہاں سناٹا تھا....مقیمین خانقاہ اپنے اپنے حجروں میں آرام کر رہے تھے....میں ایک طرف سامان رکھ کر بیٹھ گیا....

کچھ دیر کے بعد ظہر کی اذان ہوئی....مولانا تشریف لائے....وضو فرمایا....میں نے اس وقت اپنا تعارف مناسب نہیں سمجھا....ظہر کی نماز کے بعد مسجد کی اس سہ دری میں جو جانب جنوب واقع ہے اور مولانا کی نشست گاہ رہتی تھی....مجلس شروع ہوئی....چیدہ چیدہ حضرات اور خواص تھے....جن میں خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب کو میں پہچانتا تھا....میں بھی حاضر ہوا اور کنارے بیٹھ گیا....سہ دری میں قدم رکھتے ہی میری نظر اس ڈیسک پر پڑی جو مولانا کے سامنے تھی اور جس پر خطوط اور لکھنے پڑھنے کا سامان رکھا ہوا تھا....انہی کاغذات میں اور سامان میں سیرت سید احمد شہید جس کو چھپے ہوئے تین سال سے زائد ہو چکے تھے.... سامنے رکھی تھی....معلوم نہیں مولانا نے میری دل جوئی اور مجھے مانوس کرنے کیلئے اس کو اسی دن نکالا تھا....یا وہ عام طور پر اسی جگہ رکھی رہتی تھی....اس کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا گویا ایک نہایت عزیز دوست میرے تعارف اور تقریب کیلئے موجود ہے....اس کی موجودگی سے اجنبیت کے احساس میں بڑی کمی ہوئی....

www.besturdubooks.net

مولانا خطوط کے جواب دینے میں مصروف تھے.... چند منٹ کے بعد خواجہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خواجہ صاحب! ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کے بھائی آنے والے تھے آئے نہیں؟ اب میں نے خاموش رہنا نا مناسب سمجھا.... آگے بڑھا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں.... فرمایا کہ آپ نے بتایا نہیں.... آیئے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھا دیا.... میں نے عرض کیا حضرت کے حرج کے خیال سے عرض نہیں کیا فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کیا حرج ہوتا کہ مجھے آپ کی آمد کا علم نہ ہوتا.... خجلت ہوتی.... ندامت ہوتی.... افسوس ہوتا.... مکرر کئی لفظ فرمائے.... سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ فرمائی کہ میں نے تو آج آپ کی وجہ سے خطوط کا بہت سا کام پہلے کر لیا تھا تا کہ آپ سے اطمینان سے باتیں کرنے کا موقع ملے.... یہ گویا حضرت کی طرف سے انتہائی رعایت اور اعزاز تھا.... جو اس نو عمر و گمنام آنے والے کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا.... پھر مزاج پرسی کے بعد بڑی شفقت سے فرمایا کہ کوئی اور رفیق تو ساتھ نہیں؟ کھانے میں کیا معمول ہے.... کوئی پرہیز تو نہیں.... اس سے اندازہ ہوا کہ حضرت اپنا ہی مہمان رکھیں گے.... یہ بھی عام روایات اور تجربات کے خلاف تھا اور مہمان کے ساتھ بڑی خصوصیت وشفقت.... میرے عرض کرنے پر کہ کوئی پرہیز نہیں ہے.... معذرت فرمائی کہ میں آج کل طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ساتھ نہیں کھا سکوں گا.... اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں.... پھر فرمایا کہ قیام کتنا رہے گا.... میں نے عرض کیا کہ اگلے روز دوپہر کو جانا ہے.... فرمایا بس اتنا مختصر قیام پھر فرمایا کہ میں اپنے دوستوں سے زیادہ قیام کیلئے اصرار نہیں کرتا کہ گرانی کا باعث نہ ہو اور شاید جو حضرات اتنا وقت بھی دیتے ہیں.... ان کو آنے میں پس و پیش ہو اس کے بعد مجلسی گفتگو شروع ہوگئی.... زیادہ تر واقعات خاندان ولی اللّٰہی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب کے تھے....

رات کھانا حضرت کے دولت خانہ سے آیا.... کھانے میں اہتمام اور تنوع تھا.... صبح نماز فجر کے بعد خواجہ صاحب حضرت کا پیغام لائے کہ فلاں وقت میری خصوصیت کا ہے.... جس میں مخصوص احباب کو شرکت کی اجازت ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو میں تو اس سے بھی

www.besturdubooks.net

الگ وقت دے سکتا ہوں.... میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی خصوصی بات عرض کرنی نہیں ہے ....زیارت واستفادہ کیلئے حاضر ہوا ہوں....اسی خصوصی مجلس میں حاضر ہو جاؤں گا....تقریباً چاشت کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا....دو ہی چار حضرات تھے....ان میں خواجہ عزیز الحسن صاحب مجھے یاد ہیں....حضرت نے خواجہ صاحب سے فرمایا کہ خواجہ صاحب میرا جال لے آیئے....خواجہ صاحب تعمیل ارشاد میں اٹھ تو گئے مگر سمجھے نہیں....آپ نے فرمایا خواجہ صاحب سمجھے کہ میرا جال کیا ہے....خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نہیں....فرمایا کہ تسبیح....یہی ہم لوگوں کا جال ہے....جس سے ہم لوگوں کو پھانستے ہیں....

مجلس میں اول سے آخر تک بڑا انبساط رہا....خشونت تو الگ رہی کسی درجہ کی خشکی اور یبوست بھی کہیں آس پاس نہ تھی....خندہ جبینی....شگفتہ بیانی....زندہ دلی اور نکتہ سنجی مجلس کو باغ و بہار بنا دیتی تھی....تھانہ بھون کے متعلق جو تصور قائم ہوا تھا....معلوم ہوا کہ اس میں جہاں تک مولانا کی ذات کا تعلق ہے....مبالغہ اور غلط فہمی کو دخل ہے....ضوابط ضرور تھے....مگر استثناءات بھی بکثرت طالبین اور زیر تربیت اشخاص کیلئے احتساب اور مواخذہ تھا....مگر زائرین اور کبھی کبھی کے آنے والوں کیلئے نیز ان لوگوں کیلئے جن کا تعلق مستقل اصلاح و تربیت کا نہیں تھا....شفقت و رعایت یہ بھی اندازہ ہوا کہ خانقاہ کا سارا ماحول حضرت کے مزاج و مذاق اور حضرت کی جامعیت اور حکمت کے سو فی صدی مطابق نہیں تھا اور وہ مولانا کی پوری نمائندگی اور اپنے زبان حال سے ترجمانی نہیں کرتا تھا اور شاید اس شہرت عام میں جو تھانہ بھون کی دارو گیر اور رعب وجلال کے متعلق ملک میں پھیلی ہوئی تھی....ان ضابطہ پرستوں کی بے لچک پابندیوں کو بہت دخل تھا....اپنا ہی تجربہ لکھتا ہوں کہ مولانا کی مجلس سے فارغ ہونے کے بعد گاڑی کے جانے میں بہت دیر تھی....خالی اور بیکار بیٹھنے کی عادت نہیں طالب علمی کا پرانا مرض خانقاہ میں شمالی حصہ میں ایک مدرسہ بھی تھا....ایک عالم کوئی کتاب پڑھا رہے تھے....میں بھی جا کر ایک طرف بیٹھ گیا....مدرس صاحب نے ایک طالب علم کو اشارہ کیا دیوار پر ایک تختی آویزاں تھی جس پر لکھا تھا کہ جس وقت کوئی استاد سبق پڑھا رہا ہو

www.besturdubooks.net

تو باہر کے آئے ہوئے کوئی صاحب وہاں نہ بیٹھیں .... وہ تختی لائے اور مجھے دکھائی میں شرمندہ ہو کر اٹھ گیا.... اسی طرح میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ کتب خانہ کس وقت کھلے گا.... انہوں نے بجائے خود جواب دینے کے کہا کہ تختی پر اوقات لکھے ہوئے ہیں.... پڑھ لیجئے .... غالباً یہی لفظی پابندی اور ضابطہ پرستی بہت سے اجنبی لوگوں کیلئے وحشت کا سبب بنتی تھی لیکن اس کے برعکس مولانا ان ضوابط پر حاکم تھے .... محکوم نہ تھے .... واضع تھے مقلد نہ تھے .... وہ جہاں چاہتے اور جس کے لئے چاہتے ضابطہ کو بالکل بالائے طاق رکھ دیتے اور اسی کو اس وقت کا ضابطہ سمجھتے .... (پرانے چراغ)

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کا ڈاکوؤں سے برتاؤ

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ جس زمانہ میں سفر کی سہولتیں بہت کم تھیں .... سفر عموماً پیادہ پا یا چھکڑوں .... بہلیوں میں ہوا کرتے تھے اور راستے غیر محفوظ اور پرخطر تھے .... اس وقت مولانا کسی ضرورت سے اپنے سب اہل خاندان کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت کاندھلہ سے گنگوہ جانے کے لئے وہ راستہ زیادہ موزوں سمجھا جاتا تھا جو موضع گڑھی پختہ سے ہو کر جاتا تھا.... مولانا کا قافلہ گڑھی پختہ سے نکل کر گنگوہ کے راستہ میں تھا کہ اچانک اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا.... مولانا نے جب دیکھا کہ ہم ڈاکوؤں کے نرغہ میں آ گئے ہیں اور ڈاکو حملہ کرنے .... مارنے لوٹنے کے لئے آ رہے ہیں تو حضرت مولانا گاڑی سے اتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اپنا کام کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو.... سردار نے کہا: ''کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

مولانا نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایک معاملہ کر لوں.... ڈاکوؤں کے سردار نے اس کی تفصیل پوچھی تو مولانا نے کہا: معاملہ اس طرح کر لو کہ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا ہاتھ بھی نہ لگانا اور ہم اپنے پاس کوئی زیور.... روپیہ پیسہ اور قیمتی سامان نہیں رکھیں گے.... سب تمہیں دے دیں گے.... (ڈاکوؤں کے لئے ہدایت واصلاح کا وقت آ چکا تھا)

www.besturdubooks.net

انہوں نے مولانا کی یہ فرمائش قبول کرلی....اب ڈاکوؤں کا گروہ ایک طرف بیٹھ گیا....مولانا اپنی گاریوں (بہلیوں یا چھکڑے) کے پاس آئے اور سب عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کے پاس جو زیور اور قیمتی سامان ہو وہ دے دو....عورتوں....بچیوں نے اپنے اپنے زیورات اتارنے اور پیسے وغیرہ نکالنے شروع کر دیئے........مولانا کھڑے ہوئے اس کی نگرانی فرماتے رہے....جب سب زیورات وغیرہ جمع ہو گئے تو مولانا ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر ڈاکوؤں کے گروہ کے پاس لائے اور کہا: ''بھائی! دیکھو....میں سب سامان لے آیا ہوں....'' یہ کہہ کر گٹھری ان کے حوالہ کر دی اور ڈاکووں کی اس بات کے لئے تحسین فرمائی کہ انہوں نے اپنی بات کو نبھایا اور کسی عورت کو دیکھا تک نہیں....ڈاکو وہ سامان لے کر خوش ہو گئے اور مولانا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا....

مولانا کا قافلہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ مولانا کے ساتھ جانے والی عورتوں میں کچھ کھسر پھسر شروع ہوئی....حضرت مولانا نے اس کو محسوس کر لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟

عورتوں نے کہا....کچھ نہیں....مگر جب مولانا نے سختی سے معلوم کیا تو بتایا کہ وہ فلاں یہ کہہ رہی ہے کہ میری ہنسلی (گلے میں پہننے کا ایک زیور جو خاصا بھاری اور قیمتی ہوتا ہے) بچ گئی....میں نے کپڑوں کے نیچے چھپالی تھی....مولانا نے یہ سنا تو فوراً سواری روکنے کی ہدایت کی....گاڑی سے اتر کر مولانا ان خاتون کے پاس آئے اور فرمایا: ''بی بی! یہ تو وعدہ خلافی ہے....چونکہ ہم ڈاکوؤں سے وعدہ اور معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے یہ زیور ان کا ہو چکا ہے....لاؤ....مجھے دو....میں ڈاکوؤں کو دے کر آؤں گا....'' اس خاتون نے وہ زیور اتار کر مولانا کے حوالے کر دیا....مولانا گاڑی سے اتر کر واپس گئے اور وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا گروہ پڑا ہوا تھا....ڈاکو مولانا کو واپس آتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید بڑے میاں (مولانا) کے معاون مددگار آ گئے ہیں اور یہ مقابلہ کے لئے آئے ہیں....اس خیال سے ڈاکو ہتھیار اٹھانے لگے....تو مولانا نے فرمایا....میں لڑنے کے لئے نہیں آیا میں تو ایک بات کہنے اور تمہاری ایک امانت تمہیں لوٹانے کے لئے آیا ہوں....

www.besturdubooks.net

مولانا یہ فرمانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا ....''بھائی! میں تمہارے سے معافی مانگنے اور تمہاری ایک امانت واپس کرنے آیا ہوں .... تم اپنے وعدہ اور بات کے سچے نکلے ہم نہ نکلے یہ ایک زیور ہے جو ایک بچی نے اپنے کپڑوں میں چھپا لیا تھا مگر کیونکہ تمہارے سے وعدہ ہو چکا تھا اس لئے اب یہ ہمارا نہیں رہا.... تمہارا ہے.... میں یہی دینے کے لئے آیا تھا.... یہ زیور سنبھالو اور اس بچی کی غلطی کو معاف کر دو....''

ڈاکوؤں کا سردار مولانا کی بات سن کر بولا ....''تم مولوی مظفر حسین کاندھلوی تو نہیں ہو.... اس علاقہ میں تو وہی ایک ایسے سچے آدمی ہیں....'' مولانا نے فرمایا....''ہاں بھائی.... مظفر حسین میرا ہی نام ہے.... ڈاکوؤں کا سردار یہ سنتے ہی مولانا کے قدموں میں گر گیا اور ڈاکوؤں کے پورے گروہ میں گریہ وبکا اور آہ وزاری شروع ہو گئی اور اسی وقت سب ڈاکوؤں نے اپنے اس کام اور تمام گناہوں سے توبہ کی.... مولانا سے بیعت ہو گئے اور مولانا کے قافلہ سے لیا ہوا ایک ایک سامان واپس کر دیا اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کا سامان لوٹا ہے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کو تلاش کر کے ان کا سب سامان واپس کریں گے یا ان سے معافی مانگیں گے...... کسی نے سچا کہا ہے:

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(جواہر پارے)

مشترکہ کارنامہ کو بڑے کی طرف منسوب کرنا

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ جب قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو تلاوت کے دوران ہی قرآن کریم کی آیتوں میں تدبر بھی کیا کرتے تھے کبھی کبھی ہم لوگوں میں سے کوئی یا حضرت کے خدام میں سے کوئی موجود ہوتا تو جو بات تلاوت کے دوران ذہن میں آتی اس کے بارے میں اس کے سامنے ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے.... ایک روز حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی تلاوت

www.besturdubooks.net

فرمارہے تھے میں قریب بیٹھا ہوا تھا جب اس آیت پر پہنچے "وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ" تو تلاوت روک کر مجھ سے فرمایا کہ دیکھو! قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عجیب اسلوب اختیار فرمایا.... اللہ تعالیٰ یوں بھی فرماسکتے تھے "وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ" (البقرہ ۱۲۷) یعنی اس وقت یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل دونوں بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھارہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان نہیں فرمایا بلکہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لے کر جملہ مکمل کردیا کہ اس وقت کو یاد کرو کہ جب ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھارہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی سماعیل علیہ السلام کا آخر میں علیحدہ ذکر فرمایا.... والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس عمل میں برابر کے شریک تھے.... پتھر اُٹھا کر لارہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دے رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پتھروں سے بیت اللہ کی تعمیر فرمارہے تھے لیکن اس کے باوجود قرآن کریم نے اس تعمیر کو براہ راست حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا.... پھر والد صاحب نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اور چھوٹا دونوں مل کر ایک کام انجام دے رہے ہوں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کام کو بڑے کی طرف منسوب کیا جائے اور اس کے ساتھ چھوٹے کا ذکر یوں کیا جائے کہ چھوٹا بھی اس کے ساتھ موجود تھا.... نہ یہ کہ چھوٹا اور بڑے دونوں کو ہم مرتبہ قرار دے کر دونوں کی طرف اس کام کو برابر منسوب کردیا جائے....

اس بات کو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور واقعہ کے ذریعے سمجھایا.... فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تو یہ تھا کہ عشاء کے بعد زیادہ کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے' آپ فرماتے تھے کہ عشاء کے بعد قصے کہانیاں کہنا.... اور زیادہ فضول گوئی میں مشغول رہنا اچھی بات نہیں ہے تا کہ صبح کی نماز پر اثر نہ پڑے لیکن ساتھ ہی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی

www.besturdubooks.net

اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں کے معاملوں میں مشورہ فرمایا کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا.... دیکھئے جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا تو یوں نہیں کہا کہ مجھ سے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا یہ ہے چھوٹے کا ادب کہ جب چھوٹا کسی بڑے کے ساتھ کوئی کام کر رہا ہو تو وہ کام اپنی طرف منسوب نہ کرے بلکہ بڑے کی طرف منسوب کرے کہ بڑے نے یہ کام کیا اور میں بھی ان کے ساتھ تھا لہٰذا قرآن کریم نے بھی وہی اسلوب اختیار کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی ان کے ساتھ شامل تھے.... یہاں تعمیر بیت اللہ کی اصل نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کی گئی اور اسماعیل علیہ السلام کو ان کے ساتھ شامل کیا گیا.... (اصلاحی خطبات جلد۴ ص ۱۶۲)

ایک منکر حدیث کی اصلاح

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں ایک دفعہ سفر میں ایک اپ ٹو ڈیٹ قسم کے آدمی سے ملا.... اس قدر نیاز مندی سے پیش آئے اور اتنی خدمت کی کہ میرے دل میں قدر ہوئی وہ تھے اصل میں منکرِ حدیث.... ان کا مقصد یہ تھا کہ مجھے انکارِ حدیث (کی بحث وتمحیص) کے اوپر لائیں.... اس لئے خدمت کو انہوں نے پیش خیمہ بنایا اخیر میں انہوں نے اپنا مقصد ظاہر کیا احادیث پر کچھ اعتراضات کرنے شروع کئے کہ وہ قابل اعتبار نہیں.... ایک تاریخ کا درجہ رکھتی ہیں....

''میں نے کہا.... آپ کسی چیز کو مانتے بھی ہیں؟

کہنے لگے قرآن...... میں نے کہا: قرآن کا قرآن ہونا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

کیا آپ پر وحی آ گئی تھی کہ یہ قرآن ہے.... کیسے پتہ چلا؟

کہنے لگے اللہ کے رسول کے ارشادات سے...... میں نے کہا.... وہ ارشاد ہی تو حدیث ہے.... تو قرآن کا قرآن ہونا تو حدیث پر موقوف ہے.... حدیث کا آپ انکار

www.besturdubooks.net

کر دیں گے تو کون سی شرط ہے قرآن کے قرآن ہونے کی؟

کیسے آپ انکار کرتے ہیں؟

تو وہ چپ ہو گئے.... کہنے لگے کہ دل سے تو حدیث کا انکار واقعی مشکل ہے.... باقی حدیثیں ایسی بھی ہیں کہ بعض قابل اعتبار نہیں...... تو میں نے کہا کہ جنس کو تو آپ نے مان لیا آپ مصر کیوں ہیں کہ حدیث کی قسمیں ہیں...... میں نے کہا جہاں تک حدیث کی قسمیں ہیں محدثین نے خود ان کی صراحت کی ہے...... کہ ہر حدیث کا ایک درجہ نہیں ہے....

جو حدیث متواتر ہے اور تواتر سے ثابت ہے وہ مورث یقین ہے اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے قرآن کا انکار.... قرآن کی ایک آیت کا آدمی انکار کر دے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے حدیث متواتر کے انکار سے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا....

دوسرے درجہ کی حدیث.... حدیث مشہورہ ہے وہ اگر مورث یقین نہیں تو ظن غالب کی مورث تو ہے ہی.... ظن غالب تو پیدا ہو گا اور ظن غالب پر ہزاروں احکام کا مدار ہے تو وہ بھی حجت ہو گی....

تیسرا درجہ خبر واحد کا ہے وہ اگر ظن غالب نہیں تو مطلق ظن تو پیدا کرتی ہے اور ظن سے انکار نہیں کیا جا سکتا...... بہت سے احکام ظن اور گمان پر مبنی ہیں کہ آدمی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا .... جیسے وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے اور ذرا بھی خشک رہ جائے وضو نہیں ہو گا لیکن آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ایڑی دھل گئی ہے یا نہیں؟

آپ دیکھ ہی نہیں سکتے.... ظن غالب ہی تو ہوتا ہے کہ پیر دھل گیا.... اس ظن غالب پر شریعت بھی حکم دیتی ہے کہ ہاں دھل گیا.... وضو ہو گیا...... تو بہت سے احکام کا مدار ظن پر بھی ہوتا ہے.... تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کر دے وہ بھی حجت کی شان رکھتی ہے آپ کا گمان جب فعل کے جائز ہونے پر حجت بن جاتا ہے تو حدیث اگر ظن ہی پیدا کرے تو وہ کیوں حجت نہیں بنے گی؟

تو میں نے کہا یہ تو خود محدثین نے تصریح کر دی ہے کہ ہر حدیث ایک درجے کی نہیں ہے تو جنس حدیث کو آپ نے مان لیا.... اقسام حدیث قابل اعتراض ہیں تو خود محدثین ہی تقسیم کرتے ہیں.... اب آپ کو اعتراض کیا ہے؟

www.besturdubooks.net

کہنے لگے اب تو کچھ اعتراض نہیں.... میں نے کہا اب حدیث کا انکار نہیں کرو گے؟ کہنے لگے نہیں اب نہیں کروں گا....تو لاہور آتے آتے ان کا خیال درست ہو گیا....''

(از خطبات حکیم الاسلام)

اختلاف دین کے باوجود حق کا پرچار

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا.... مسلمان کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے.... ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے.... چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا.... انگریز کی عدالت میں پہنچا.... جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا.... ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا تو ہم اس پر مندر بنائیں گے.... اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی.... لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا.... حتی کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا.... اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی.... خون خرابہ ہو سکتا تھا.... تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟

انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے.... جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکالیں تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے .... آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے.... اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں.... ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے.... جب جج نے دونوں فریقین سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے.... مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہو گا تو وہ مسجد بنانے کیلئے بات کرے گا.... چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا.... اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے....

www.besturdubooks.net

سب کو در ہے تھے.... نعرے لگا رہے تھے.... ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حکم بنالیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا....اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے ....لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے.... چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی سچی زندگی عطا فرمائی تھی....مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے.... چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟

ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے....اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندو کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟

مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہے کریں گھر بنائیں یا مندر بنائیں.... یہ ان کا اختیار ہے.... چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے....مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی....فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ "آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا" جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلے دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے....تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد بنے گی مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا ....سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی....تو کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے....جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے....جھوٹے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں....انسان نفرت کرتے ہیں....انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے.... ایک جھوٹ کو بولنے کیلئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں....لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا....

www.besturdubooks.net

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک حکومتی کارکن سے برتاؤ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے تو اس وقت حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے ساتھ ایک ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' بنایا تھا.... حضرت کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا.... یہ بورڈ حکومت ہی کا ایک شعبہ تھا.... ایک مرتبہ حکومت نے کوئی کام گڑ بڑ کر دیا تو حضرت نے اخبار میں حکومت کے خلاف بیان دے دیا کہ حکومت نے یہ کام غلط کیا ہے.... بعد میں حکومت کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ حضرت! آپ تو حکومت کا حصہ ہیں.... آپ نے حکومت کے خلاف یہ بیان دے دیا؟

حالانکہ آپ ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' کے رکن ہیں....اور یہ بورڈ ''دستور ساز اسمبلی'' کا حصہ ہے....حکومت کے خلاف آپ کا یہ بیان دینا مناسب بات نہیں ہے....

جواب میں حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ رکنیت کسی اور مقصد کے لئے قبول نہیں کی تھی صرف دین کی خاطر قبول کی تھی اور دین کے ایک خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ جو بات میں حق سمجھوں وہ کہہ دوں....چاہے وہ بات حکومت کے موافق پڑے یا مخالف پڑے ....میں اس کا مکلف نہیں....بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو بات حق ہے وہ واضح کروں....رہا رکنیت کا مسئلہ....یہ رکنیت کا مسئلہ میری ملازمت نہیں ہے....آپ حکومت کے خلاف بات کہتے ہوئے ڈریں کیونکہ آپ حکومت کے ایک ملازم افسر ہیں....آپ کی تنخواہ دو ہزار روپے ہے اگر یہ ملازمت چھوٹ گئی تو پھر آپ نے زندگی گزارنے کا جو نظام بنا رکھا ہے وہ نہیں چل سکے گا میرا یہ حال ہے کہ جس دن میں نے رکنیت قبول کی تھی اسی دن استعفیٰ لکھ کر جیب میں ڈال لیا تھا کہ جب کبھی موقع آئے گا پیش کر دوں گا....جہاں تک ملازمت کا معاملہ ہے تو مجھ میں آپ میں یہ فرق ہے کہ میرا سر سے پاؤں تک زندگی کا جو خرچہ ہے وہ دو روپے سے زیادہ نہیں ہے....اس لئے اللہ کے فضل و کرم سے میں اس تنخواہ اور اس الاؤنس کا محتاج نہیں ہوں ....یہ دو روپے اگر یہاں سے نہیں ملیں گے تو کہیں بھی مزدوری کر کے کما لوں گا اور اپنے ان دو

www.besturdubooks.net

روپے کا خرچہ پورا کرلوں گا اور آپ نے اپنی زندگی کو ایسا بنایا ہے کہ دوسو روپے سے کم میں آپ کا سوٹ نہیں بنتا..... اس وجہ سے آپ حکومت سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ملازمت نہ چھوٹ جائے..... مجھے الحمدللہ اس کا کوئی ڈر نہیں ہے..... (اصلاحی خطبات جلد نمبر ۸)

شدید مخالف سے درگزر اور صلہ رحمی کا واقعہ

یہ واقعہ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) کا ہے جو اکابر دیوبند کے شیخ و مرشد ہیں، حکیم الامت حضرت تھانویؒ رقمطراز ہیں:

حضرت صاحب کے اجل الخلفاء حضرت مولانا رشید احمد صاحب دام فیوضہم بیان فرماتے تھے کہ حضرت صاحب کے فلاں عزیز جو رشتہ قرابت کے بھائی ہوتے تھے نہایت تندخو اور تلخ مزاج تھے اور حضرت صاحب سے دوبدو گستاخانہ و مخاصمانہ گفتگو کرتے تھے غرض حضرت صاحب کو ایذا پہنچانے میں بیباک تھے ایک بار جس زمانہ میں کہ مظفر نگر میں جناب مولوی نصر اللہ خان صاحب (کہ درویش اجازت یافتہ وذی علم بھی تھے) ڈپٹی کلکٹر تھے وہی عزیز مذکور کسی سرکاری سپاہی سے کسی بات پر الجھ گئے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے اس نے شکایت کردی ڈپٹی صاحب نے طلب کر کے حوالات میں کردیا اور مقدمہ کی تاریخ مقرر کردی یہ خبر حضرت صاحب کو تھانہ بھون میں پہنچی حضرت صاحب فی الفور سوار ہو کر مظفر نگر تشریف لے گئے اور ڈپٹی صاحب کے مہمان ہوئے ڈپٹی صاحب بڑی تعظیم سے پیش آئے اور اپنے ایک پیر بھائی کو حضرت صاحب کی خدمت کے لئے متعین فرمایا غرض فرصت کے وقت میں حضرت صاحب نے اس عزیز کی سفارش فرمائی ڈپٹی صاحب کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ آپ ایسے مفسد و موذی کی سفارش کرتے ہیں آپ رہنے دیجئے یہ بدون سزا کے نہ مانے گا آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ چلنے کی تیاری کرو ڈپٹی صاحب نے قیام پر اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ میں تو خاص اسی کام کے واسطے آیا تھا جب آخر عاجز ہوئے اور کہا کہ بہت اچھا میں وعدہ کرتا ہوں ضرور رہا کردوں گا اور رہا تو ابھی کردیتا لیکن اس میں شبہ ہوگا اس لئے ایک ہفتہ کے بعد چھوڑ دوں گا، آپ اطمینان فرمائیے؟ جب

www.besturdubooks.net

حضرت صاحب راضی ہوئے سب میں چرچا تھا کہ دیکھو آ کر پھر حضرت ہی کو ایذا دے گا مگر آپ کو اصلاً اس کا خیال نہ تھا"....(کمالات امدادیہ ص ۳۲)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا واقعہ

فرمایا ایک مرتبہ ایک قصاب کی درخواست پر میں جونپور گیا....انہیں کے مکان پر مہمان ہوا....وہاں میرے پاس ایک خط نظم میں پہنچا جس میں چار چیزیں میرے متعلق لکھی تھیں:

اول یہ کہ — تم جاہل ہو

دوسرے یہ کہ — تم جولاہے ہو

تیسرے یہ کہ — تم کافر ہو

چوتھے یہ کہ وعظ کرنے بیٹھو تو — پگڑی سنبھال کر بیٹھنا

میں نے کسی سے اس خط کا تذکرہ نہ کیا....اگلے روز جب وعظ کا وقت آیا تو منبر پر بیٹھ کر میں نے لوگوں سے کہا صاحبو! وعظ سے پہلے مجھے آپ سے ایک مشورہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مجھے یہ خط ملا ہے اس میں چار چیزیں ہیں.... پہلے جزو کے متعلق تو مجھے اس لئے کچھ کہنا نہیں ہے کہ یہ صاحب مجھے جاہل لکھتے ہیں اور میں خود اپنے اجہل ہونے کا معترف ہوں....اسی طرح دوسرے جز کے متعلق بھی کچھ کہنا نہیں ہے کیونکہ اول تو جولاہا (کپڑا تیار کرنے والا) ہونا کوئی عیب نہیں اور اگر کسی درجہ میں ہو بھی تو وہ غیر اختیاری امر ہے جیسے کوئی اندھا یا کانا ہو تو مآل اس کا بھی یہی ہے کہ یہ کوئی قابل بحث بات نہیں....

دوسرے یہ کہ میں یہاں کوئی شادی کرنے تو نہیں آیا کہ میں نسب کی تحقیق کراؤں....

تیسرے یہ کہ اگر کسی کو بلا وجہ میرے نسب ہی کی تحقیق کرنا ہو تو میں اپنی زبانی سے کیا ہوں میرے وطن کا پتہ اور وہاں کے عمائد کے نام دریافت کر کے ان سے تحقیق کر لیں کہ میں جولاہا ہوں یا کون؟ اسی طرح تیسرے جز کے متعلق بھی مجھے مشورہ کرنا نہیں ہے کیونکہ پچھلی حالت کے متعلق مجھے بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں کافر تھا یا مسلمان میں اس وقت سب کے سامنے کلمہ پڑھتا ہوں" اشھد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "....اب تو

www.besturdubooks.net

میں مسلمان ہوگیا اور جب تک ایمان کے خلاف کوئی بات مجھ سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک مسلمان ہی کہا جائے گا.... البتہ چوتھے جزو کے متعلق مجھے آپ حضرات سے مشورہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ وعظ میں میرا معمول ہمیشہ سے یہ ہے کہ بالقصد اختلافی مسائل بیان نہیں کرتا.... بلکہ حتی الامان ان سے بچتا ہوں لیکن اگر دوران تقریر میں کہیں آ جاتے ہیں تو پھر رکتا بھی نہیں.... البتہ عنوان نرم اور ایسے الفاظ کا اہتمام کرتا ہوں کہ دل آزار نہ ہوں.... اب اگر وعظ کہوں گا تو اسی آزادی کے ساتھ کہوں گا اس کا نتیجہ پھر جو کچھ بھی ہو اس لئے مشورہ طلب یہ امر ہے کہ وعظ گوئی کوئی میرا پیشہ تو ہے نہیں اور مجھے شوق بھی نہیں.... لوگوں کی درخواست پر کہہ دیتا ہوں.... اب اگر آپ سب حضرات درخواست کریں اور مشورہ دیں تو میں کہوں ورنہ چھوڑ دوں....

پھر فرمایا آپ کو مشورہ میں مدد دینے کے لئے میں خود اپنی رائے بھی ظاہر کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ وعظ تو ہونے دیا جاوے اور غالباً وہ صاحب بھی اس مجمع میں موجود ہوں گے جن کا یہ خط ہے.... تو وہ جس جگہ کوئی ناگوار بات محسوس کریں اسی وقت مجھے روک دیں.... میں اسی وقت وعظ بند کر دوں گا.... یا اگر اس میں ان کو کچھ حجاب مانع ہو تو میں آج بعد ظہر مچھلی شہر چلا جاؤں گا.... میرے جانے کے بعد میرے وعظ کی خوب تردید کر دیں یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا اور لوگوں سے کہا کہ اپنی رائے بیان کریں.... چاروں طرف سے آوازیں آئیں کہ آپ ضرور وعظ کہیں اور آزادی سے کہیں....

میں نے وعظ کہا اور حسب عادت ترغیب و ترہیب اور اصول شرعیہ بیان کئے پھر ضمناً بعض فروع کی بحث آئی تو اتفاقاً اس میں بدعات اور رسوم کا بھی ذکر آ گیا تو خوب کھل کر بیان کیا.... تمام مجمع محو حیرت تھا ختم وعظ کے بعد جونپور کے ایک مشہور مولوی صاحب نے اتنا کہا کہ مولانا ان چیزوں کی تو حاجت نہ تھی.... میں نے نہایت بے تکلفی کے ساتھ کہا کہ مجھے اس کی خبر نہ تھی میں نے تو حاجت سمجھ کر بیان کیا اگر آپ مجھے وقت پر متنبہ فرما دیتے تو میں نہ بیان کرتا.... اب تو بیان ہو چکا اب اس کا کوئی اور تدارک بجز اس کے نہیں کہ آپ دوسرے وقت اس کی تردید فرما دیں اور اسی مجلس میں اعلان فرما دیں کہ فلاں وقت اس وعظ کی تردید کی جائے گی میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس پر کچھ نہ بولوں گا....

www.besturdubooks.net

مولانا عبدالاول صاحب جو جونپور کے فضلاء میں سے تھے وہ کھڑے ہوئے اور مولوی صاحب کو ملامت کی کہ آپ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور پھر اعلان کے ساتھ فرمایا کہ صاحبو! آپ سب جانتے ہیں کہ میں مولودیہ ہوں قیامیہ ہوں لیکن حق بات وہی ہے جو مولانا نے فرمائی ہے اس کے بعد وہ مجھے اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پاس مہمان رکھا....(مجالس حکیم الامت)

مخالف سے برتاؤ میں عارفین کا ضابطہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد علی صاحب مونگیریؒ حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے خلیفہ تھے....شروع میں کسی نیم مجذوب سے بھی استفادہ کیا تھا ان کا ایک ملفوظ مجھے یاد رہ گیا...فرمایا کہ: "اگر کوئی تمہیں ستائے تو تم نہ انتقام لو اور نہ بالکل صبر کرو"....

مطلب یہ تھا کہ مکمل صبر کرنے سے بعض اوقات ستانے والے پر منجانب اللہ کوئی عذاب آجاتا ہے اس لئے اس پر نظر شفقت کر کے کچھ معمولی سا عمل انتقامی کرلو....

حضرت مولانا دیوبندی (شیخ الہندؒ) نے حدیث لدود کی تشریح اسی اصول کی بناء پر فرمائی ہے لدود اس دواء کو کہتے ہیں جو خاص طریقہ سے مریض کے حلق میں ڈالی جاتی ہے....واقعہ حدیث کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے.... صحابہ کرام میں باہم مشورہ ہوا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لدود کیا جائے....مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا....بعد میں اتفاقاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غشی ہوگئی....صحابہ کرامؓ نے یہ خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا ایک طبعی امر ہے کہ مریض کو دواء سے کراہت ہوا کرتی ہے کوئی واجب التعمیل حکم نہیں ہے....اس لئے غشی کی حالت میں لدود کر دیا....جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ کس نے مجھے لدود کیا تھا اور فرمایا کہ جس جس نے لدود میں شرکت کی ہے ان سب کو لدود کیا جائے....چنانچہ ایسا کر دیا گیا....

اس واقعہ میں بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت کرنے والوں سے

www.besturdubooks.net

اپنا انتقام لے لیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عادت کسی سے اپنے نفس کا انتقام لینے کی نہ تھی.... حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ اس وقت غالباً انتقام لینا اس مصلحت سے تھا کہ یہ لوگ جن سے یہ مخالفانہ عمل سرزد ہو گیا ہے.... دنیا آخرت کے کسی بڑے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں....

حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ ایک بزرگ راستہ پر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک مریدان کے ساتھ تھا.... ایک کنویں پر گزر ہوا جہاں لوگ پانی بھر رہے تھے ان میں ایک بڑھیا عورت بھی تھی اس لئے ان بزرگوں کو دیکھ کر کچھ ناشائستہ الفاظ برائی کے کہے.... ان بزرگ نے مرید سے کہا کہ اس کو مارو، مرید حیرت میں رہا کہ یہ بزرگ کسی سے انتقام نہیں لیتے اور اس وقت ایک عورت کو مارنے کے لیے فرما رہے ہیں شاید ان کی بات کو سمجھا نہیں.... اس میں کچھ توقف ہوا تو یہ بڑھیا وہیں گر کر مر گئی.... ان بزرگ نے مرید سے کہا کہ ظالم تو نے اس کا خون کیا جب اس نے وہ کلمات کہے تو میں نے دیکھا کہ اللہ کا قہر اس کی طرف متوجہ ہوا اس کو اس قہر سے بچانے کا ایک ہی راستہ تھا کہ میں کچھ انتقام لے لوں اس لئے مارنے کو کہا تھا تم نے تاخیر کر دی جس کی وجہ سے عذاب نے اس کو پکڑ لیا.... (مجالس حکیم الامت)

حکیم الامت رحمہ اللہ کا مخالف سے برتاؤ

مولانا احمد حسن صاحب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرصہ دراز سے ایک عالم رہتے تھے.... ذی علم ہونے کی بناء پر حضرتؒ نے ایک کتاب کی تصنیف کا کام بھی ان کے سپرد فرما دیا تھا جس کی تنخواہ ان کو عطا فرماتے تھے.... مولوی صاحب موصوف خشک کتابی تقویٰ کے بڑے دلدادہ تھے اور حضرتؒ پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ ان میں تقویٰ نہیں.... حضرت کو اس کا علم ہوتا تو فرماتے کہ وہ سچ کہتے ہیں میں کہاں کا متقی ہوں اس پر کبھی ناگواری پیش نہیں آتی....

اتفاقاً اسی زمانہ میں تحریک خلافت چلی جس میں کانگریس کے ہندو بھی شریک ہو گئے اور ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد پر آزادی ہند کی تحریک نے خلافت کی جگہ لے لی.... اس ہندو مسلم اشتراک نے جگہ جگہ خلاف شرع امور کو رواج دیا.... بعض اکابر علماء نے اصل مقصد یعنی

www.besturdubooks.net

انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی کو اہم سمجھ کر اس اشتراک کو قبول کیا اور جہاں اس اشتراک کی وجہ سے خلاف شرع امور کا ارتکاب ہوتا تو وہ اس پر نکیر بھی فرماتے.... مگر تحریک عوامی ہو چکی تھی.... علماء کی فکر کا اثر بہت محدود دائرے میں رہتا ہے اور عام مسلمان غلط راستہ پر پڑ کر کفر و اسلام کا امتیاز کھوتے جاتے تھے.... حضرتؒ اس طرح اشتراک کو شرعاً جائز بھی نہ جانتے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے انجام کار مفید بھی نہ سمجھتے تھے (جیسا کہ بعد کے واقعات نے اس کا مشاہدہ کرا دیا) لیکن جو علماء اس کے جواز کے قائل تھے ان کا احترام و ادب ہمیشہ قائم رہا ان کے قول پر عمل کرنے والوں کے ساتھ وہی معاملہ رہا جو اجتہادی مسائل کے اختلاف میں رہنا چاہئے....

مولوی صاحب مذکورہ اس معاملے میں بھی حضرتؒ کے خلاف کانگریس کے حامی علماء کے ساتھ متفق الرائے تھے.... اس حد تک حضرتؒ کو کوئی ناگواری نہ تھی مگر وہ کچھ آگے بڑھے اور خانقاہ امدادیہ میں رہتے ہوئے حضرت کے فتویٰ کے خلاف فتاویٰ شائع کرائے.... جلسوں میں تقریریں کیں خانقاہ میں آنے والوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوششوں میں تیز ہو گئے تو حضرتؒ نے ان سے فرمایا کہ: ”میں آپ کو آپ کی رائے سے نہیں روکتا کہ مسئلہ اجتہادی ہے مگر ایک جگہ رہ کر اختلاف کرنا مناسب نہیں اس لئے اب مصلحت یہ ہے کہ آپ اپنے وطن چلے جائیں اور جو تصنیف کا کام آپ یہاں کر رہے ہیں وہاں جا کر کریں اور یہی تنخواہ جو آپ کو یہاں مل رہی ہے وہاں پہنچتی رہے گی.... پھر آپ کھل کر خلافت و کانگریس کی موافقت میں فتویٰ دیں اور تقریریں کریں مجھے کوئی گرانی نہیں ہوگی.... پھر جب یہ تحریک یکسو ہو جائے تو پھر یہاں آ جایئے....

حضرتؒ نے فرمایا مگر اللہ کے بندے نے کسی چیز کو نہ مانا مولوی صاحب بہت مدعی تقویٰ تھے حیدر آباد وغیرہ، ریاستوں سے جو وظائف علماء یا مدارس کو ملتے تھے ان سب کو حرام کہتے تھے وجہ یہ تھی کہ اس کا تقویٰ صرف کتابی تھا.... کسی بزرگ کی صحبت میں اصلاح نفس کے قصد سے رہے نہیں تھے اور محض کتابوں اور مطالعہ پر اعتماد کرنے والے عموماً ایسی بلاؤں میں مبتلا ہو جاتے ہیں.... (مجالس حکیم الامت)

www.besturdubooks.net

قتل کی دھمکی اور حکیم الامت رحمہ اللہ کا ردعمل

کسی صاحب نے ایک گمنام خط حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نام شائع کر دیا جس میں آپ کو قتل کی دھمکی دی گئی تھی.... فتح پور کے لوگوں نے اس سے متاثر ہو کر خط لکھا جس میں اس خط پر اظہار ناراضی اور حضرت سے محبت وعقیدت کا اظہار تھا آخر میں بہت سے لوگوں کے دستخط تھے.... حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا مکرمی السلام علیکم! محبت کا شکر گزار ہوں مگر خیر خواہی سے اعتدال فی المحبت کا مشورہ دیتا ہوں اور اس اعتدال کی صورت یہ ہے کہ دعا کی جاوے اور اگر بہت جوش ہو انفرادی طور پر اس کا اظہار کر دیا جائے باقی دستخطوں کا اہتمام اور اس قدر تطویل مضمون غالباً یہ زیادت علی السنۃ ہے گو مغلوب المحبت معذور ہے مگر معذور سے محقق اچھا ہے.... (والسلام)

یہ خط لکھا ہی گیا تھا کہ ایک پولیس سب انسپکٹر آئے اور عرض کیا کہ ضلع اعظم گڑھ کے کلکٹر کی چٹھی آئی ہے وہ پوچھتے ہیں کہ قتل کی دھمکی کا جو خط آیا ہے کیا اس کے متعلق آپ کچھ چاہتے ہیں (غالباً خط ضلع اعظم گڑھ کا تھا) حضرت نے اس کے جواب میں سب انسپکٹر پولیس سے کہہ دیا کہ میں کچھ نہیں چاہتا نہ امداد نہ تفتیش.... حضرت نے فرمایا کہ قتل کی دھمکی کے خط نے مجھے بڑا فائدہ پہنچایا.... جس قدر لوگوں کے حقوق میرے ذمہ تھے میں نے ان سب کو ادا کر کے سبکدوشی حاصل کر لی اس سبکدوشی کا میرے باطن پر ایسا اثر ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا.... (9 ربیع الثانی 1358ھ) (مجالس حکیم الامت)

نرمی سے سمجھانا چاہیے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ.... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کی اصلاح کے لیے بھیجا اور فرعون کون تھا؟ .... خدائی کا دعویدار تھا.... جو یہ کہتا تھا کہ "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" (النازعات ۲۴) (یعنی میں

تمہارا بڑا پروردگار ہوں)....گویا کہ وہ فرعون بدترین کافر تھا لیکن جب یہ دونوں پیغمبر فرعون کے پاس جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی ''تم دونوں فرعون کے پاس جا کر نرم بات کہنا'' شاید کہ وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے....یہ واقعہ سنانے کے بعد والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے مصلح نہیں ہو سکتے....اور تمہارا مقابل فرعون سے بڑا گمراہ نہیں ہو سکتا....چاہے وہ کتنا ہی بڑا فاسق و فاجر اور مشرک ہو اس لیے کہ وہ تو خدائی کا دعویدار تھا....اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا جارہا ہے کہ جب فرعون کے پاس جاؤ تو ذرا نرمی سے بات کرنا' سختی سے بات مت کرنا' اس کے ذریعے ہمارے لیے قیامت تک یہ پیغمبرانہ طریقہ کار مقرر فرما دیا کہ جب بھی کسی سے دین کی بات کہیں تو نرمی سے کہیں....سختی سے نہ کہیں....(ارشادات اکابر)

اختلاف سے بچنے کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کی پوری زندگی میں اس حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں''....اس حدیث پر عمل کرنے کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ جھگڑا ختم کرنے کی خاطر بڑے سے بڑا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں جس پر آج لوگوں کو یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے یہ دارالعلوم جو اس وقت کورنگی میں قائم ہے....پہلے نانک واڑہ میں ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم تھا جب کام زیادہ ہوا تو اس کے لئے وہ جگہ تنگ پڑ گئی وسیع اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی....

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ہوئی کہ بالکل شہر کے وسط میں حکومت کی طرف سے ایک بہت بڑی اور کشادہ جگہ مل گئی اور دارالعلوم کراچی کے نام الاٹ ہو گئی اس زمین کے کاغذات مل گئے قبضہ مل گیا اور ایک کمرہ بھی بنا دیا گیا ٹیلیفون بھی لگ گیا اس کے بعد دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ایک جلسہ تاسیس منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے علماء

www.besturdubooks.net

حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے موقع پر کچھ حضرات نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو نہیں ملنی چاہئے تھی بلکہ فلاں کو ملنی چاہئے تھی اتفاق سے جھگڑے میں ان لوگوں نے ایسے بعض بزرگ ہستیوں کو بھی شامل کرلیا.... جو حضرت والد صاحب کے لئے باعث احترام تھیں والد صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ یہ جھگڑا کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ ختم نہیں ہوا والد صاحب نے یہ سوچا کہ جس مدرسے کا آغاز ہی جھگڑے سے ہو رہا ہے تو اس مدرسے میں کیا برکت ہوگی؟ چنانچہ والد صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں اس زمین کو چھوڑتا ہوں....

دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ سنا تو انہوں نے حضرت والد صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ آپ کیسا فیصلہ کر رہے ہیں؟ اتنی بڑی زمین وہ بھی شہر کے وسط میں ایسی زمین ملنا بھی مشکل ہے اب جبکہ یہ زمین آپ کو مل چکی ہے آپ کا اس پر قبضہ ہے آپ ایسی زمین کو چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں؟ حضرت والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مجلس منتظمہ کو اس زمین کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا اسلیئے کہ مجلس منتظمہ درحقیقت اس زمین کی مالک ہو چکی ہے.... آپ حضرات اگر چاہیں تو مدرسہ بنالیں میں اس میں شمولیت اختیار نہیں کروں گا اس لئے کہ جس مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھی جارہی ہو اس مدرسے میں مجھے برکت نظر نہیں آتی پھر حدیث سنائی جو شروع میں گذری ہے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے....

آپ نے فرمایا کہ دارالعلوم بنانا فرض نہیں ہے مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانا فرض عین ہے.... اور فرمایا کہ آپ حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شہر کے بیچوں بیچ ایسی زمین کہاں ملے گی لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچ میں گھر دلواؤں گا.... یہ کہہ کر اس زمین کو چھوڑ دیا.... آج کے دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کوئی شخص اس طرح جھگڑے سے بچنے کیلئے اتنی بڑی زمین چھوڑ دے لیکن جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل یقین ہے وہی یہ کام کرسکتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ چند ہی مہینوں کے بعد اس زمین سے کئی گنا بڑی زمین عطا فرمادی جہاں آج دارالعلوم قائم ہے.... یہ تو میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک مثال بیان کی ورنہ حضرت والد صاحب کو ہم نے ساری زندگی حتی الامکان اس حدیث پر عمل کرتے

www.besturdubooks.net

دیکھا.... ہاں البتہ جس جگہ دوسرا شخص جھگڑے کے اندر پھانس ہی لے اور دفاع کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو وہ الگ بات ہے.... ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ فلاں موقع پر فلاں شخص نے یہ بات کہی تھی فلاں نے ایسا کیا تھا اب ہمیشہ کے لئے اس کو دل میں بٹھا لیا اور جھگڑا کھڑا ہو گیا آج ہمارے پورے معاشرے کو اس چیز نے تباہ کر دیا ہے.... یہ جھگڑا انسان کے دین کو مونڈ دیتا ہے اور انسان کے باطن کو تباہ کر دیتا ہے اس لئے خدا کے لئے آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دو اور اگر دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا دیکھو تو ان کے درمیان صلح کرانے کی پوری کوشش کرو....(عالمی تاریخ)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا مخالف سے برتاؤ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام دہلی میں تھا حضرت کے خدام میں سے چند مخصوص تلامذہ ساتھ تھے.... حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ دوسرے شاگرد مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ اور حاجی امیر شاہ خان صاحب مرحوم .... مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا کہ بھائی لال کنویں کی مسجد کے جو امام ہیں.... ان کی قرأت بہت اچھی ہے کل صبح کی نماز ان کے پیچھے پڑھ لیں....

شیخ الہند رحمہ اللہ نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی وہ تو ہمارے حضرت (نانوی رحمہ اللہ) کی تکفیر کرتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟

اور بڑا سخت لہجہ اختیار کیا.... یہ جملے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے کان میں پہنچے تو اگلے دن حضرت ان سب شاگردوں کو لے کر اسی مسجد میں پہنچے اور اس امام کے پیچھے جا کر نماز پڑھی.... سلام پھیرا تو چونکہ یہ اجنبی تھے.... نمازیوں نے دیکھا کہ ہیں تو علماء صورت تو پوچھا کون ہیں؟

معلوم ہوا کہ یہ تو مولانا محمد قاسم ہیں اور وہ ان کے شاگرد مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ اور یہ مولانا احمد حسن محدث امروہی رحمہ اللہ ان کے تلمیذ ہیں.... امام صاحب کو سخت حیرت ہوئی کہ میں تو رات دن انہیں کافر کہتا ہوں.... اور یہ نماز کے لئے میرے پیچھے آگئے.... تو امام

www.besturdubooks.net

صاحب نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت میں آپ کی تکفیر کرتا تھا اور میں آج شرمندہ ہوں آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ میں آپ کو کافر کہتا رہا....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ.... ''کوئی بات نہیں میرے دل میں آپ کے اس جذبہ کی قدر ہے''....اور زیادہ عزت دل میں بڑھ گئی ہے....کیوں؟

اس واسطے کہ آپ کو جو روایت پہنچی ہے کہ میں توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہوں تو آپ کی غیرت ایمانی کا یہی تقاضا تھا.... ہاں البتہ شکایت اس کی ہے کہ روایت کی تحقیق کرنی چاہئے تھی....تو میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے....اور میں اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں....جو ادنیٰ درجہ میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اور اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر ابھی اسلام قبول کرتا ہوں....

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اب امام بے چارہ قدموں میں گر پڑا جاتا ہے....

ف: بات صرف یہ تھی کہ ان حضرات کے دلوں میں تواضع باللہ اور ادب مع اللہ اس درجہ رچا ہوا تھا کہ نفسانیت کا شائبہ نہ رہا تھا....استہزاء اور تمسخر تو بجائے خود ہے بے قدری بھی اپنے معاندوں کی نہیں کرتے تھے....(الحق) (بحوالہ عالمی تاریخ)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا مخالفین سے درگزر

ابتداء میں جب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس قرآن اور خطبات جمعہ سے اہل لاہور کو مستفید کرنا شروع کیا....اس وقت ایک اور عالم صاحب بھی دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے جو دیوبندی مکتب فکر کے علماء سے اختلاف رکھتے تھے....اس زمانہ میں اہل لاہور پر ان مولانا صاحب کا خاصا اثر تھا....کیونکہ سالہا سال سے وہ یہاں مقیم تھے....

دہلی دروازہ والے مولانا صاحب کو یہ ناگوار گزرا کہ کوئی اور عالم ان کا حریف بن کر اہالیان شہر لاہور کو اپنی طرف مائل کرے.... چنانچہ مولانا صاحب موصوف نے حضرت لاہوری کے خلاف پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا اور جمعہ کی تقریروں اور دیگر اجتماعات میں

www.besturdubooks.net

حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہابی بے دین وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا جاتا....

ادھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ میں ایک جامع تقریر فرماتے.... قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوہ حسنہ مستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ جات سے بیان کیئے جاتے.... کبھی بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان مولانا صاحب کی بہتان طرازی کا جواب نہیں دیا.... یہ سلسلہ کافی دن تک چلتا رہا.... اس زمانہ کے لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ چڑھ گیا:

''اگر قرآن سننا ہو تو شیرانوالہ دروازہ جا کر حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سن لو اور اگر گالیاں سننی ہوں تو دہلی دروازہ چلے جاؤ....''

رفتہ رفتہ اہل لاہور پر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت واضح ہو گئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے.... جوں جوں حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا توں توں وہ مولانا صاحب جو دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے ان کا جوش رقابت بڑھتا گیا.... ان کے معتقدین کی کافی تعداد شیرانوالہ دروازہ کے اندر رہتی تھی.... ان کی تقاریر کا جاہل مریدین پر خاص اثر ہوا اور انہوں نے مل کر کوشش کرنی شروع کر دی کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو شیرانوالہ دروازہ کی مسجد سے نکال دیا جائے....

چنانچہ محلہ شیرانوالہ کے کچھ لوگ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو فوراً مسجد سے نکال دیا جائے اور دوسری طرف حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقدین نے مزاحمت کی.... پہلے کچھ دن تو معمولی تکرار ہوتی رہی اور وہ بھی اس وقت جب حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ درس دے کر چلے جاتے.... ایک دن بات طول پکڑ گئی اور حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ دنگا فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا.... دونوں طرف سے لوگ لاٹھیاں وغیرہ اٹھائے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع کر دی کہ مسجد میں فساد ہونے والا ہے....

حضرت فوراً مسجد میں تشریف لائے.... پوچھا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ معتقدین نے جواب دیا کہ: ''حضرت! یہ لوگ آپ کو مسجد سے بزور نکالنا چاہتے ہیں اور ہم یہ ہرگز

www.besturdubooks.net

برداشت نہیں کر سکتے.... ہم ان کا مقابلہ کریں گے"

حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"میں تو دین سکھانے آیا ہوں، مسلمانوں میں فساد ڈالنے نہیں آیا.... آپ حضرات کو اگر واقعی مجھ سے محبت وعقیدت ہے تو چند منٹ کیلئے مسجد سے نکل جائیں میں دوسرے حضرات سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں.... آخر ہم سب مسلمان ہیں اور بھائی بھائی ہیں.... ہمیں ایک دوسرے کی عزت اور جان ومال کا احترام کرنا چاہئے...."

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب معتقدین مسجد سے باہر چلے گئے.... حضرت نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے مخالفین سے نہایت اخلاق کے ساتھ گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ:

"میں خانہ خدا میں باوضو کھڑا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک ہے.... میں اپنے خالق حقیقی کو حاضر ناظر جان کر رب العالمین کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں صرف آپ حضرات کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کی غرض سے یہاں آیا ہوں.... میں کسی دنیاوی لالچ یا غرض سے اس مسجد میں نہیں آیا.... اگر آپ حضرات مجھ سے بخوشی قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں اس سلسلہ میں درس کو جاری رکھوں گا.... اگر آپ حضرات مجھ سے قرآن پاک سننا نہیں چاہتے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا ہاں ایک عرض ہے کہ آپ میں سے صرف ایک آدمی آ کر میرا دایاں ہاتھ جس میں قرآن پاک ہے پکڑ کر مجھے مسجد سے نکال دے میں پھر کبھی اس مسجد میں نہیں آؤں گا خواہ کوئی بھی مجھ سے یہاں رہنے کی درخواست کرے.... آئیں کوئی صاحب اکیلے آ کر مجھے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال دیں کسی فتنہ فساد اور دھینگا مشتی کی ضرورت نہیں...."

سب مخالفین حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس طرح قرآن پاک کو دھکا دیا جائے.... کہنے لگے:

"اچھا مولانا! ہم سوچ کر پھر بتائیں گے فی الحال ہم جاتے ہیں"....

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل پھیر دیئے اور آہستہ آہستہ وہ سب حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقدین میں شامل ہو گئے اس طرح سے حضرت لاہوری رحمہ

www.besturdubooks.net

اللہ نے اپنے اخلاق حمیدہ سے مخالفوں کو مطیع وفرمانبردار کرلیا....ان سب کے عقائد درست ہو گئے....(خدام الدین ص ۱۵ تا ۱۷ ستمبر ۱۹۷۱ء، ص ۳۵۸ امام الاولیاء نمبر)

ایک اور واقعہ

سید امین گیلانی لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک روز اتحاد بین المسلمین اور اخلاقیات کے موضوع پر باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب اپنی تقاریر میں ہمیشہ مجھے کوستے تھے....طعن وطنز تشنیع اور دشنام کا نشانہ بناتے تھے میں نے کبھی ان کی باتوں کا جواب نہ دیا نہ برا منایا ایک روز اتفاق سے سرراہ ان کا میرا آمنا سامنا ہو گیا انہوں نے مجھے دیکھا تو فوراً ایک دوسرے بازار کا رخ کرلیا میں بھی ادھر ہی مڑ گیا وہ ایک مسجد کے استنجاء خانے میں چلے گئے میں مسجد کے باہر انتظار کرتا رہا جب وہ باہر آئے تو السلام علیکم کہہ کر میں ان کے ساتھ چل پڑا اور کہا کہ مولوی صاحب آپ مجھے جتنا جی چاہے برا بھلا کہہ لیا کریں مجھے گوارہ ہے مگر یہ گوارہ نہیں کہ باہم سلام دعا تک نہ رہے....ایسا تو بے علم کرتے ہیں علماء کا یہ کردار عوام پر کیا اثر چھوڑے گا اگر آپ دیانت داری سے میرے عقیدے کو خلاف شریعت سمجھ کر مجھے برا بھلا کہتے ہیں تو آپ اجر کے مستحق ہیں اگر خدا نہ کرے دانستہ تعصب سے ایسا کرتے ہیں تو خدا گواہ میں نے آپ کو معاف کیا یہ الفاظ سن کر وہ بہت نادم ہوئے اور کہا مولوی صاحب آئندہ میں کبھی آپ کے خلاف کچھ نہ کہوں گا بغل گیر ہوئے اور ہم دونوں اپنی اپنی راہ چل پڑے پھر واقعی انہوں نے کبھی مجھے برا نہ کہا....(ماخذ دو بزرگ صفحہ ۴۴)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا کمال حلم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شکایت نہیں سنی جاتی تھی اور نہ کسی سے بدگمان ہوتے تھے اگر کوئی کہنے لگتا تو حضرت بوجہ حلم منع بھی فرماتے، مگر جب وہ کہہ لیتا تو فرماتے کہ وہ شخص ایسا نہیں ہے (یعنی تم جھوٹے ہو) (حکایات اولیاء)

www.besturdubooks.net

حضرت مولانا مظفر حسین رحمہ اللہ کا واقعہ

مولوی محمود حسن صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی مظفر حسین صاحب کہیں تشریف لے جا رہے تھے.... راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لئے جا رہا تھا بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے اس سے مشکل سے چلا جاتا تھا.... مولوی مظفر حسین صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے وہ بوجھ لے لیا اور جہاں وہ جانا چاہتا تھا پہنچا دیا....

اس بڈھے نے ان سے پوچھا کہ اجی تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بھائی میں کاندھلہ رہوں، اس نے کہا وہاں مولوی مظفر حسین بڑے ولی ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں غرض بہت تعریفیں کیں، مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ اور تو اس میں کوئی بات نہیں ہے ہاں نماز تو پڑھ لے ہے، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کو ایسا کہو، مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ٹھیک کہتا ہوں.... وہ بڈھا ان کے سر ہو گیا، اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو مولوی مظفر حسین کو جانتا تھا اس نے اس بڈھے سے کہا کہ بھلے مانس، مولوی مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا ان سے لپٹ کر رونے لگا، مولوی صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے.... (حکایات اولیاء)

حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ کا دوسرا واقعہ

آپ نے سات حج کئے اور پیدل، ایک مرتبہ حج سے واپس تشریف لا رہے تھے پانی پت سے چل کر شب کو کسی گاؤں میں سرائے کی مسجد میں قیام فرمایا اور اخیر شب میں وہاں سے روانہ ہوئے.... اتفاق سے رات کو سرائے میں چوری ہو گئی.... بھٹیاری نے کہا کہ ایک شخص مسجد میں ٹھہرا تھا اور صبح ہی چلا گیا ضرور وہی چور ہے.... لوگ تعاقب کیلئے آئے اور جھنجانہ کے قریب آ کر پکڑ لیا اور کہا کہ تھانہ چلو.... آپ نے فرمایا کہ جھنجانہ کے تھانہ میں نہ لے چلو اور کہیں چلو.... اس پر ان لوگوں نے اور بھی شبہ کیا اور وہ جھنجانہ کے تھانہ میں لے گئے اور ایک سپاہی کے حوالہ کر دیا جس نے حوالات میں آپ کو بند کر دیا....

تھوڑی دیر میں قصبہ کے لوگوں نے دیکھا اور تمام قصبہ میں شور مچ گیا، عوام بہت مشتعل

www.besturdubooks.net

ہوئے اور یہ سمجھ کر کہ تھانہ دار کی بدمعاشی ہے اس کی جان کے درپے ہو گئے تھے تھانہ کو لوٹنا چاہتے تھے، تھانہ دار خواجہ احمد حسن تھے جو میرے دادا مرحوم کے دوست تھے اور مولوی صاحب سے خوب واقف تھے..... بہت مشکل سے جان بچا کر تھانہ آئے اور مولوی صاحب کو حوالات سے نکالا اور واقعہ کی تحقیق کی.... پھر لوگ اس پانی پت والے آدمی کی جان کے درپے ہو گئے جو آپ کو پکڑ کر لایا تھا.... آپ نے خواجہ احمد حسن سے فرمایا کہ اس کی جان کے تم ذمہ دار ہو.... اس کے ساتھ دو تین آدمی کر دو جو اس کو بخیریت پانی پت پہنچا دیں.... (حکایات اولیاء)

اپنی غلطی پر اڑنا درست نہیں

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آدمی غلط کاری اور گناہوں میں مبتلا ہو پھر بھی بزرگوں اور اللہ والوں کے پاس اسی حال میں چلا جائے اس میں کوئی حرج نہیں.... لیکن وہاں جا کر اگر جھوٹ بولے گا یا اپنی غلطی پر اڑا رہے گا تو یہ بڑی خطرناک بات ہے.... انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت بڑی ہے.... بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انبیاء کے وارثین پر بھی اللہ تعالیٰ بعض اوقات یہ فضل فرما دیتے ہیں کہ ان کو تمہاری حقیقت حال سے باخبر فرما دیتے ہیں .... چنانچہ حضرت ڈاکٹر صاحب ہی نے حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کا یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت والا کی مجلس ہو رہی تھی.... حضرت والا وعظ فرما رہے تھے .... ایک صاحب اسی مجلس میں دیوار یا تکیہ کا ٹیک لگا کر متکبرانہ انداز میں بیٹھ گئے.... اسی طرح ٹیک لگا کر پاؤں پھیلا کر بیٹھنا مجلس کے ادب کے خلاف ہے.... اور جو شخص بھی مجلس میں آتا تھا.... وہ اپنی اصلاح ہی کی غرض سے آتا تھا.... اس لیے کوئی غلط کام کرتا تو حضرت والا کا فرض تھا کہ اس کو ٹوکیں .... چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو ٹوک دیا.... اور فرمایا کہ اس طرح بیٹھنا مجلس کے ادب کے خلاف ہے .... آپ ٹھیک سے ادب کے ساتھ بیٹھ جائیں .... ان صاحب نے بجائے سیدھے بیٹھنے کے عذر بیان کرتے ہوئے کہا حضرت میری کمر میں تکلیف ہے اس کی وجہ

www.besturdubooks.net

سے میں اس طرح بیٹھا ہوں.... بظاہر وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ کا یہ ٹوکنا غلط ہے اس لیے کہ آپ کو کیا معلوم کہ میں کس حالت میں ہوں' کس تکلیف میں مبتلا ہوں.... آپ کو مجھے ٹوکنا نہیں چاہیے تھا.... حضرت ڈاکٹر صاحب خود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا آپ نے ایک لمحے کے لیے گردن جھکائی.... اور آنکھ بند کی اور پھر گردن اٹھا کر اس سے فرمایا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں.... آپ کی کمر میں کوئی تکلیف نہیں ہے' آپ مجلس سے اٹھ جایئے.... یہ کہہ کر ڈانٹ کر اُٹھا دیا.... اب بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا کو کیا پتہ کہ اس کی کمر میں تکلیف ہے یا نہیں؟ لیکن بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کسی نیک بندے کو کسی واقعہ کی خبر عطا فرما دیتے ہیں.... لہٰذا بزرگوں سے جھوٹ بولنا.... یا ان کو دھوکہ دینا بڑی خطرناک بات ہے.... اگر غلطی ہو جائے.... اور کوتاہی ہو جائے اس کے بعد آدمی اس پر نادم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس پر توبہ کی توفیق دے دے تو ان شاء اللہ وہ گناہ اور غلطی معاف ہو جائے گی....

بہر حال! حضرت والا نے اس شخص کو مجلس سے اُٹھا دیا.... بعد میں لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ واقعتہً حضرت والا نے صحیح فرمایا تھا.... میری کمر میں کوئی تکلیف نہیں تھی.... میں نے محض اپنی بات رکھنے کے لیے یہ بات بنائی تھی.... (اصلاحی خطبات ج۵ ص۹۲)

حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا کمال ضبط

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ بیان فرمایا.... حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بیٹا کہا کرتے تھے.... قرابت داری کا بھی تعلق تھا.... اور محبت بھی فرماتے تھے.... فرمایا کہ بیٹا! جب میں ہندوستان سے ہجرت کی نیت سے حجاز مقدس کیلئے چلا اور جہاز میں بیٹھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ آپ کے گھر جا رہا ہوں نہ کسی سے سوال کروں گا نہ مانگوں گا نہ کسی کی چیز پر نگاہ کروں گا.... آپ دیں گے تو کھا پی لوں گا.... اگر نہیں دیں گے تو زیادہ سے زیادہ آپ موت دیں گے تو وہ

www.besturdubooks.net

بھی آپ ہی دینے والے ہیں وہ بھی نعمت ہے لیکن میں کسی سے مانگوں گا نہیں....

کریم کے دروازے پر جا کر آدمی دوسروں کے دروازوں کو تاکے یہ کفران نعمت ہے....

جہاز میں بیٹھ کر خدا سے پکا عہد کیا.... جب مکہ معظمہ پہنچے اس وقت حضرت کوئی رئیس تو تھے نہیں کہ زیادہ ساز و سامان ہوتا.... معمولی قسم کی پونجی ساتھ تھی وہ دو چار دنوں میں ختم ہوگئی.... وہاں آپ کا کوئی جاننے والا نہیں تھا جو آپ کی امداد یا اعانت کرتا.... اس کے بعد فاقے شروع ہو گئے.... دو تین فاقے ہو گئے مگر کوئی انتظام نظر نہیں آیا.... ضعف بڑھتا شروع ہوا.... مگر بایں ہمہ حرم شریف میں آتے رہے.... یہاں تک کہ سات وقت کا فاقہ ہو گیا.... اب کمزوری بھی شروع ہوگئی مگر پھر بھی تکلف کے ساتھ حرم شریف میں حاضر ہوتے رہے....

اسی زمانہ میں ایک مصیبت پیش آئی.... آپ طواف کر رہے تھے بڑھاپے کا زمانہ اور سات وقت کے فاقے.... ضعف و نقاہت کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اتفاق سے کسی بدوی کی لنگی پر پیر پڑ گیا.... اس نے جوش میں آکر زور سے ایک دھونس مارا.... حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دھول لگتے ہی گر پڑے.... دوسرے لوگ طواف میں مصروف رہے.... اسی حالت میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ بیت اللہ کی ایک جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہیں اور ایک جانب حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل سے کہتے ہیں کہ بندہ بڑا صابر ہے اور میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑی سی کسر اور ہے....

حضرت فرماتے تھے کہ جب مجھ کو ہوش آیا تو پھر ہم نے عہد کی تجدید کی اور کہا کہ اے اللہ! میں اس عہد پر قائم ہوں کہ کسی اور سے نہیں مانگوں گا اگر آپ موت دیں گے تو وہ بھی آپ کی نعمت ہے.... عہد کو پورا کیا یہاں تک کہ گیارہ وقت کا فاقہ ہو گیا.... اب حرم شریف میں آنا مشکل ہو گیا.... گھر کے قریب ایک مسجد تھی وہیں نماز پڑھنے لگے.... جب گیارہ وقت کا فاقہ ہو گیا اور بیٹھنا بھی مشکل ہو گیا تو پھر عہد کی تجدید کی کہ میں کسی اور سے نہیں مانگوں گا.... آپ ہی اگر کھلائیں گے تو کھاؤں گا....

والد صاحب کا بیان ہے کہ مجھے خطاب کر کے فرمایا.... بیٹا جب گیارہ وقت کا فاقہ

www.besturdubooks.net

ہوگیا تو میں بالکل نڈھال ہوگیا.... اسی حال میں ایک شخص نے دروازے پر آواز دی، میں نے کہا کہ بھائی آجاؤ.... اس کے ہاتھ میں چینی کا ایک رقاب تھا اوپر سے کپڑا ڈھکا ہوا تھا.... میں نے کھولا تو پکا ہوا پلاؤ نکلا.... ہم نے سوچا کہ جو چیز بغیر اشراف نفس اور بلا طلب کے آئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی.... کھاؤ چونکہ نہایت عمدہ پلاؤ تھا اور بھوک بھی شدت کی تھی.... اس لئے خوب سیر ہوکر کھایا کچھ بچ گیا تو خیال آیا کہ رات کیلئے رکھدوں.... پھر خیال آیا کہ جس نے مجھے گیارہ وقت کے بعد یاد کیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ رات کو یاد نہ کرے، تو میں نے برتن ڈھنک دیا.... اس نے رقاب اٹھالی اور کہا کہ بہت اچھا ہوا کہ رات کیلئے نہیں رکھا ورنہ زندگی بھر فاقے سے مارا جاتا یہ کہہ کر چلا گیا.... حضرت یہ فرماتے تھے کہ مجھے کچھ خبر نہیں کہ وہ کون تھا.... پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا....

اس کے بعد فرمایا بیٹا آج وہ دن ہے کہ کثرت سے دنیا میرے پاس آرہی ہے.... نقد پر نقد.... کپڑوں پر کپڑا.... غذا پر غذا.... میں رکھتا رکھتا اور بانٹتا بانٹتا تنگ آگیا.... مگر دنیا آتے آتے نہیں تھک رہی ہے.... (مجالس حکیم الاسلام)

تحمل اور حلم کا ایک عجیب واقعہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں

ایک نومسلم طالب علم کی تمام ضروریات کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، وہ طالبعلم کچھ عجیب طبیعت کے واقع ہوئے تھے، جب ان کے جی میں آتا، عین مجلس میں آکر ایسی باتیں حضرت والاؒ سے کہہ دیتے جو سننے والوں کو گستاخانہ معلوم ہوتیں، دکان داروں سے قرض کر لیتے، اور پھر آکر تقاضا کرتے کہ مجھے پیسے چاہئیں....

ایک مرتبہ مجلس میں آئے اور کہنے لگے کہ ''ہمارے جوتے ٹوٹ گئے ہیں، اور بنوا دیجئے'' حضرتؒ نے فرمایا کہ ''ابھی تو خرید کر دیئے تھے، تھوڑے سے ٹوٹے ہونگے، مرمت کروادی جائیگی'' انہوں نے کہا، ''ہمیں معلوم نہیں، آپ دیکھ لیجئے....''

www.besturdubooks.net

آپ نے فرمایا: ''لاؤ، دیکھ لوں'' اس پر انہوں نے کہا کہ ''وہ ہیں باہر آپ دیکھ لیجئے''
انکے اس جواب پر حضرت والاؒ مجلس سے اٹھ کر دھوپ میں باہر تشریف لائے جہاں بہت سے جوتے رکھے تھے.... چونکہ آپکو انکے جوتے کی پہچان نہیں تھی....

اس لئے مختلف جوتے اٹھا اٹھا کر فرماتے رہے کہ ''یہ تمہارے جوتے ہیں؟''

اور وہ صاحب اندر ہی اندر سے انکار کرتے رہے.... بالآخر جب دیر گزر گئی تو حاضرین میں سے کسی صاحب نے ان سے کہا کہ ''تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا آگے بڑھ کر دکھلا دو'' اس پر انہوں نے اپنے جوتے دکھائے اور حضرتؒ نے مرمت کیلئے پیسے دیئے....

کسی نے ان صاحب کے بارے میں حضرتؒ سے عرض کیا کہ....

یہ صاحب ایسی بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں.... حضرتؒ نے فرمایا کہ ''بھائی حضرت تو سب لوگ کہتے ہیں، کوئی ایسا بھی تو ہو جس سے میں اپنے آپ کو سنبھالتا رہوں، اور میری اصلاح ہوتی رہے....'' (اصلاحی خطبات)

حکمت و برداشت کا عجیب واقعہ

مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم نے ایک مرتبہ ایسی ہی حکمت سے کام لیا بنگلور میں جلسہ تھا اور ان کی تقریر تھی بہت بڑا مجمع ہونے والا تھا....اور تدبیر یہ تھی کہ ان کی تقریر کے بعد قیام بھی ہوگا....اور سلام بھی پڑھا جائے گا اور راز اس میں یہ تھا کہ اگر انہوں نے روکا تو ہم کو کہنے کا موقع مل جائے گا کہ دیکھئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں.... قیام اور سلام کو منع کر رہے ہیں.... حالانکہ ہم قیام و سلام تعظیماً کرتے ہیں....اور اگر نہ روکا اور شریک رہے تو کل سے قیام و سلام پر نہی عن المنکر نہ کرسکیں گے، لوگ اس قسم کی تدبیریں کیا کرتے ہیں مولانا ارشاد احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو علم ہو گیا کہ میری تقریر کے بعد قیام و سلام ہوگا تو مولانا کو فکر ہوئی کہ اگر میں کھڑا نہ ہوا تو لوگ فتنہ اٹھائیں گے اور اگر کرلیا تو کل روکنے کو منہ نہیں رہے گا....ان کے ذہن میں تدبیر آئی جب اسٹیج پر پہنچے تو کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کر رہا ہوں یہ کتنی بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ میں کھڑا ہو کر

www.besturdubooks.net

تقریر کروں اور تم بیٹھے رہو یہ بے ادبی ہے کھڑے ہو جاؤ سب کھڑے ہو گئے....

انہوں نے کھڑے کھڑے تقریر شروع کر دی.... کوئی ۱۵ منٹ پر لوگ بھاگنے لگے کوئی آدھا گھنٹہ کے بعد بھاگا.... کوئی ایک گھنٹہ کے بعد اخیر میں پندرہ، بیس آدمی رہ گئے.... نہ وہ قیام ہوا نہ سلام ہوا.... یہ تدبیر کی بات تھی جوان کے ذہن میں آئی کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہیں ملا اور ان کو کہنے کا موقع ملا کہ تم نے تو صرف دس پندرہ قیام کیا، ہم نے تو ڈھائی گھنٹہ قیام کیا.... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل کرنے پر جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی تدبیر ذہن میں آتی ہے.... بشرطیکہ اس لائن پر آدمی لگا ہوا ہو.... (مجالس حکیم الاسلام)

مخالفت پر کلمہ حق کا اظہار

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا اچل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا.... انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا ہم اس پر مندر بنائیں گے.... اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا.... حتیٰ کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا اب سارے شہر میں قتل وغارت ہو سکتی تھی، خون خرابہ ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے.... جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین

www.besturdubooks.net

نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے.... جب جج نے دونوں فریقان سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے.... مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہوگا جو بھی ہوا تو وہ مسجد بنانے کے لیے بات کرے گا چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا.... اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کو ڈرا رہے تھے، نعرے لگا رہے تھے.... ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حاکم بنالیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے.... لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے.... چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی پکی زندگی عطا فرمائی تھی، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتائیے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے.... اب جب انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہیں کریں چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد کہ ''آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''.... جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے.... ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے.... تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد بنے گی مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا، سچے

www.besturdubooks.net

پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی....تو کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹ سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی حکیمانہ بصیرت

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کا مظفر نگر میں ایک تھانیدار معتقد تھا ایک دن اس نے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت کی مولانا نے دیکھا تھا کہ تھانیدار کی کمائی مشتبہ اور مشکوک ہے اس وجہ سے اس کی دعوت کو نامنظور فرمادیا ....تھانیدار نے دعوت قبول نہ کرنے کی وجہ معلوم کی تو حضرت نے فرمایا میں معذور ہوں ....اس نے کہا کہ اگر آپ بیمار ہوں تو علاج کرا دوں....حضرت نے فرمایا نہیں کوئی اور عذر ہے....اس نے کہا اگر جانے میں تکلیف ہو تو سواری کا انتظام کر دوں....حضرت نے فرمایا یہ مجبوری نہیں بلکہ دوسرا عذر ہے.... اس نے پھر درخواست کی کہ کھانا آپ کے یہاں بھیج دوں....آپ نے انکار فرمایا اس نے عرض کیا میں خود حاضر ہو کر کھانا پیش کروں گا....حضرتؒ نے صاف انکار فرمادیا....وہ تھانیدار ایک دم غصہ ہو گیا اور کہا کہ آپ نہ بزرگ ہیں اور نہ نیک کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دعوت قبول کرو اور آپ قبول نہیں کرتے ....اس پر مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ جو عیوب تو نے بیان کیے ہیں ان سے زیادہ عیوب کا مرتکب اور مستحق ہوں....اس وقت تھانے دار کو ہوش آیا اور سوچا تو معلوم ہوا کہ حضرت میری دعوت میرے مال کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے رد فرما رہے ہیں....اس نے اسی دن سے تھانیداری چھوڑ دی....کچھ دنوں بعد پھر دعوت کی اور عرض کیا کہ:

''حضرت! اب میری اپنی جائیداد کی حلال کمائی ہے آپ کی دعوت کرتا ہوں''

www.besturdubooks.net

مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے دعوت منظور فرمالی اور اس سے فرمایا کہ ’’ملازمت بھی کرو لیکن دیانتداری سے کام لو کیونکہ تھانیداری کرنا دیانت داری کے ساتھ تمام بھلائیوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ محتسب کے درجہ میں تھانے دار ہوتا ہے‘‘

ف: پس معلوم ہوا کہ امر بالمعروف کیلئے حکمت عملی اور نرمی کا ہونا ضروری ہے....

(فلسفہ نماز و تبلیغ ص ۲۰،۱۹)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا حکمت بھرا جواب

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانا توئیؒ سے دیانند سرستی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ:

’’مسلمان کہتے ہیں کہ لوح محفوظ میں اول خلقت سے قیامت تک تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں اور واقعات تو لاتعداد و لاتحصی ہیں تو وہ کتاب بہت ہی بڑی ہوگی پھر وہ رکھی کہاں جاتی ہوگی‘‘ حضرت مولانا نے اس کا جلدی جواب نہیں دیا بلکہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے کہ لالہ جی آپ کی کتنی عمر ہے اس نے کہا ستر برس کی مثلاً پوچھا کہ کہاں کہاں تعلیم حاصل کی ہے کیا کیا پڑھا ہے اور آپ کو اپنے بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں اُس نے بیان کیا کہ میں نے پہلے وہاں تعلیم حاصل کی پھر وہاں اور میں نے اتنی کتابیں دیکھیں اور اتنی کتابیں پڑھیں اور میں نے اتنے سال سیاحت کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو یاد ہیں کہا ہاں اور بچپن کے واقعات بھی بہت یاد ہیں اور جوانی کے اور سیر و سیاحت و تعلیم وغیرہ کے واقعات تو گویا اس وقت میرے سامنے ہیں غرض اس نے اپنے حافظہ کی بہت تعریف کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو محفوظ ہیں اس نے بڑے دعوے سے کہا جی ہاں بجنسہ سب محفوظ ہیں اب مولانا نے فرمایا کہ لالہ جی اس ذرا سے دماغ میں جو ایک بالشت سے بھی کم ہے ستر برس کے واقعات اور کتابوں کے مضامین اور لوگوں کی باہمی تقریریں اور ابحاث کس طرح سما گئے اس پر وہ خاموش ہوا مولانا نے فرمایا کہ لوح محفوظ کی نظیر تو خود آپ کے اندر موجود ہے ’’آپ کا دماغ‘‘ پھر حیرت ہے کہ آپ لوح محفوظ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رکھی جاتی ہوگی آپ کے کبھی اپنے دماغ پر شبہ نہ ہوا کہ اس ذرا

www.besturdubooks.net

سے دماغ میں اس قدر بے شمار واقعات و مضامین کس طرح محفوظ رہتے ہیں پھر بعض انسانوں کی عمریں ہزار ہزار سال کی ہوئی ہیں اور اُن کے حافظے ہم سے زیادہ قوی تھے اُن کے دماغ میں ہزار سال کے واقعات اور ہزاروں آدمیوں کی صورتیں کیونکر محفوظ رہتی تھیں تو یہ کیا ضرور ہے کہ جس چیز میں لاکھ دولاکھ برس کے واقعات لکھے جائیں وہ طولاً وعرضاً بھی اتنی بڑی ہو کہ آسمانوں میں نہ سما سکے خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تھوڑے سے جسم میں جتنے چاہے واقعات محفوظ کردیں چنانچہ ایک نظیر اس کی انسان میں موجود ہے اب تو دیانند مولانا کا منہ تکنے لگا (وعظ نور النور ۲۳) غرضیکہ انسانی دماغ مظہر لوح بھی ہے....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا انداز نصیحت

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کا قیام دہلی میں تھا حضرت کے خدام میں سے چند مخصوص تلامذہ ساتھ تھے.... حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ دوسرے شاگرد مولانا احمد حسن امروہی رحمہ اللہ اور حاجی امیر شاہ خان صاحب مرحوم مولانا احمد حسن صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ہمجولیوں میں بیٹھ کر فرمایا کہ

بھائی لال کنویں کی مسجد کے جو امام ہیں ان کی قرأت بہت اچھی ہے کل صبح کی نماز ان کے پیچھے پڑھ لیں.... شیخ الہند رحمہ اللہ نے غصہ میں آکر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی بے غیرت وہ تو ہمارے حضرت کی تکفیر کرتا ہے ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے....

اور بڑا سخت لہجہ اختیار کیا یہ جملے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے کان میں پہنچے تو اگلے دن حضرت ان سب شاگردوں کو لے کر اسی مسجد میں پہنچے اور اس امام کے پیچھے جا کر نماز پڑھی سلام پھیرا تو چونکہ یہ اجنبی تھے.... نمازیوں نے دیکھا کہ ہیں تو علماء صورت تو پوچھا کون ہیں؟

معلوم ہوا کہ یہ تو مولانا محمد قاسم ہیں اور وہ ان کے شاگرد مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ اور یہ مولانا احمد حسن محدث امروہی رحمہ اللہ ان کے تلمیذ ہیں....

امام صاحب کو سخت حیرت ہوئی کہ میں تو رات دن انہیں کافر کہتا ہوں اور یہ نماز کے لئے میرے پیچھے آگئے تو امام صاحب نے خود بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہا کہ حضرت میں آپ کی تکفیر کرتا

www.besturdubooks.net

تھااور میں آج شرمندہ ہوں آپ نے میرے پیچھے نماز پڑھی حالانکہ میں آپ کو کافر کہتا رہا....

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "کوئی بات نہیں میرے دل میں آپ کے اس جذبہ کی قدر ہے" اور زیادہ عزت دل میں بڑھ گئی ہے کیوں؟

اس واسطے کہ آپ کو جو روایت پہنچی ہے کہ میں توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہوں تو آپ کی غیرت ایمانی کا یہی تقاضا تھا.... ہاں البتہ شکایت اس کی ہے کہ روایت کی تحقیق کرنی چاہیئے تھی تو میں یہ عرض کرنے آیا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے اور میں اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں جو ادنیٰ درجہ میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اور اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ کے ہاتھ پر ابھی اسلام قبول کرتا ہوں....

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله

اب امام بے چارہ قدموں میں گر پڑا اچھا جاتا ہے....

ف: بات صرف یہ تھی کہ ان حضرات کے دلوں میں تواضع باللہ اور ادب مع اللہ اس درجہ رچا ہوا تھا کہ نفسانیت کا شائبہ نہ رہا تھا.... استہزاء اور تمسخر تو بجائے خود ہے بے قدری بھی اپنے معاندوں کی نہیں کرتے تھے.... (الحق)

نرم دم گفتگو

مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان مسجد میں آیا اور غسل کرنا چاہتا تھا مؤذن نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ: "نہ نماز کے نہ روزے کے مسجد میں نہانے کے لئے آجاتے ہیں" مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ نے مؤذن کو روکا اور خود اس کے نہانے کے لئے پانی پھیرنے لگے اور اس سے فرمایا:....

"ماشاء اللہ تم تو بڑے پہلوان معلوم ہوتے ہو. ویسے تو بہت زور کرتے ہو ذرا نفس کے معاملہ میں بھی تو زور کیا کرو نفس کو دبایا کرو اور ہمت کر کے نماز پڑھا کرو پہلوانی تو یہ ہے"

اتنا سننا تھا کہ وہ شخص شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نرم گفتگو کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت سے نماز کا پابند ہو گیا.... (وعظ اوج قنوج)

www.besturdubooks.net

حکمت بھری نصیحت

پٹیالہ شہر میں جلسہ تھا.... حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جلسہ سے خطاب کرنے وہاں پہنچے.... جلسہ ایک بڑی عمارت کی چھت پر تھا.... اس کی سیڑھیاں بہت بڑی تھیں.... شاہ جی رحمہ اللہ جلسہ گاہ میں جانے کے لئے سیڑھیاں عبور کررہے تھے.... دیکھا تو ایک نوجوان ہاتھ میں جھاڑو لئے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا ہے شاہ جی رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا: ''برخوردار! کون ہو؟'' نوجوان نے جواب دیا: ''جی! ہم صفائی والے....

شاہ جی رحمہ اللہ نے اسے پکڑ کر گلے لگالیا اور اس کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا: ''ذرا یہاں کی بھی صفائی کرتے جاؤ''....

حضرت امیر شریعت اس کے بعد جلسہ گاہ میں پہنچ گئے.... تقریباً آدھ گھنٹے بعد مولانا عبدالجبار ابوہری نے آتے ہی کہا: ''شاہ جی! اسے کیا کرآئے ہو؟''

شاہ جی رحمہ اللہ نے حیرت سے پوچھا ''بھائی کس کو؟''

فرمایا ''صفائی والے کو'' شاہ جی رحمہ اللہ نے کہا: ''کچھ بھی نہیں''

مولانا عبدالجبار صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''حضرت! وہ تو سڑک پر تڑپ رہا ہے اور بہت بے قرار و مضطرب نظر آتا ہے اور کہتا ہے کہ شاہ جی سے کہو کہ وہ مجھے فوراً مسلمان کریں اور خود میرے دل کی صفائی کردیں''

چنانچہ شاہ جی رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق وہ اس جلسہ میں لایا گیا اور مشرف بہ اسلام ہوگیا تو شاہ جی کو دعائیں دیتے ہوئے کہنے لگا: ''آپ نے مجھے گلے سے کیا لگایا کہ میرا دل روشن ہوگیا اور میں دولت اسلام حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہوگیا'' (ہفت روزہ ترجمان اسلام)

ایک معرکۃ الآراء مناظر

عباسی عہد میں ایک طویل زمانہ ''فتنۂ خلق قرآن'' کے ہنگاموں میں گزرا ہے، اس زمانے کا عقلیت پسند گروہ جو معتزلہ کے نام سے مشہور تھا، سرکاری سرپرستی میں فروغ پارہا

www.besturdubooks.net

تھا.... اسی فرقے نے عالم اسلام میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ "قرآن مخلوق ہے" اور چونکہ اس نظریہ کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوگئی تھی.... اس لئے اہل حق میں جو علماء اس کے مخالف تھے، انہیں شدید اذیتوں کا نشانہ بنایا جارہا تھا.... معتصم باللہ اور واثق باللہ خاص طور سے اس معاملہ میں دلچسپی لیتے تھے معتزلہ کی حمایت میں اہل حق کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتے تھے.... ان کے دربار میں احمد بن ابی داؤد معتزلہ کا سرگروہ تھا، اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے مخالفین کو خلیفہ کے ذریعہ سزائیں دلواتا تھا.... امام احمد بن حنبلؒ جیسے بزرگوں کو اسی بناء پر کوڑے لگائے گئے کہ وہ اس سرکاری نظریہ کے حامی نہیں تھے....

اس ملک گیر فتنے کی آگ اللہ نے ایک بوڑھے عالم کے ذریعے بجھائی جنہوں نے اپنی فراستِ ایمانی، عزیمت واستقامت، قوتِ ایمان و یقین اور دل کے سوز و ساز سے واثق کے دربار کی کایا پلٹ ڈالی.... یہ واقعہ تو واثق باللہ کے دور میں پیش آیا تھا، لیکن اس کی تفصیل واثق کے بیٹے خلیفہ مہتدی باللہ نے اپنے زمانہ کے ایک عالم شیخ صالح بن علی ہاشمی کو سنائی....

شیخ صالح بن علی ہاشمی کہتے ہیں کہ میں ایک دن مہتدی باللہ کے دربار میں پہنچا تو وہ ستم رسیدہ انسانوں کی دادرسی کے لئے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ ہر کس و ناکس آسانی کے ساتھ بغیر کسی روک ٹوک کے مہتدی کے پاس خود پہنچ جاتا ہے جو مصیبت زدہ خود وہاں نہیں آسکتے.... ان کے خطوط خلیفہ کے پاس پہنچ رہے ہیں.... اور خلیفہ ان تمام لوگوں کی شکایتیں بڑی حسن و خوبی کے ساتھ دور کر رہے ہیں.... مجھے یہ منظر بے حد پسند آیا، جب خلیفہ کسی آدمی سے بات کرتے یا کوئی خط پڑھنے لگتے تو میں انہیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگتا اور جب وہ میری طرف دیکھتے تو نظریں جھکا لیتا....

میری یہ کیفیت خلیفہ مہتدی نے دیکھ لی.... اور کہنے لگے "صالح! میرا خیال ہے کہ آپ کے دل میں کوئی بات ہے جو آپ مجھ سے کہنا چاہتے ہیں...." میں نے اثبات میں جواب دیا اور جب وہ دربار سے فارغ ہو کر نماز کی چٹائی پر پہنچے تو مجھ سے کہا "اپنے دل کی بات آپ خود بتائیں گے یا میں ہی بتادوں؟"

میں نے کہا: "آپ ہی بتادیں" مہتدی نے کہا "میرا خیال ہے کہ آپکو میری

www.besturdubooks.net

یہ مجلس پسند آئی ہے...."

میں نے کہا: "ہمارا خلیفہ بھی کیسا اچھا خلیفہ ہے! بشرطیکہ وہ اپنے باپ (واثق باللہ) کی طرح نظریۂ خلق قرآن کا قائل نہ ہو...."

یہ سن کر مہتدی باللہ نے کہا میں ایک مدت تک اس نظریہ کا قائل رہا ہوں، لیکن پھر ایک دن میرا نظریہ بدل گیا! یہ کہہ کر انہوں نے واثق باللہ کے زمانے کا مندرجہ ذیل واقعہ سنایا....

احمد بن ابی داؤد معتزلہ کا بہت بڑا عالم تھا، اور خلیفہ واثق کا منہ چڑھا، اس نے شامی سرحد کے قریب ایک شہر "اذنہ" سے ایک اہلسنت بزرگ عالم کو اس جرم میں گرفتار کرلیا کہ وہ نظریۂ خلق قرآن کے قائل ہیں....

یہ شامی بزرگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے واثق کے دربار میں پہنچے" نکلتا ہوا قد، بال خوبصورت اور سفید، چہرے پر وقار و تمکنت اور رعب وجلال، انہوں نے بے پروائی کے ساتھ سلام کیا کوئی مختصر سی دُعا دی، میں نے دیکھا کہ واثق کی آنکھوں کی پتلیاں انہیں دیکھ کر شرم وحیا سے جھکی جارہی ہیں.... واثق نے کہا: "شیخ! ابوعبداللہ احمد بن ابی داؤد کے سوالات کا جواب دو...."

"امیر المؤمنین! شامی بزرگ نے کہا: "مناظرہ کے وقت احمد بن ابی داؤد بہت کمزور، ضعیف اور حقیر ثابت ہوتے ہیں...." میں نے دیکھا کہ واثق کا چہرہ ایک دم غضبناک ہوگیا اور وہ بولا: "کیا کہا؟ ابوعبداللہ تم سے مناظرہ کرتے وقت کمزور اور ضعیف اور حقیر ثابت ہوں گے؟" "امیر المؤمنین! شامی بزرگ بولے: ذرا ٹھنڈے دل سے کام لیجئے، اجازت ہو تو میں آپ کے سامنے احمد بن ابی داؤد سے گفتگو کروں؟"

"میری طرف سے اجازت ہے...." واثق نے کہا....

"احمد! یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کو کس عقیدے کی طرف دعوت دیتے ہو؟ شیخ نے احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا.... اس عقیدے کی طرف کہ قرآن مخلوق ہے" احمد نے کہا....

کیا یہ عقیدہ دین کا ایسا جز ہے کہ اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا؟ شیخ نے پوچھا....

ہاں! احمد نے جواب دیا....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کی دعوت دی تھی یا نہیں؟"

www.besturdubooks.net

نہیں! احمد نے کہا: ''اچھا تو آپ اس مسئلہ کو جانتے تھے یا نہیں؟ شیخ نے پوچھا....

''جانتے تھے'' احمد نے جواب دیا....

''پھر تم آخر ایسے عقیدے کی دعوت کیوں دیتے ہو جو خود حضورؐ نے نہیں دی....'' شیخ نے کہا.... یہ سن کر احمد لاجواب ہوگیا، شیخ نے واثق سے مخاطب ہو کر کہا: امیر المومنین یہ ایک بات ہوئی.... اس کے بعد وہ پھر احمد کی طرف متوجہ ہو کر بولے:

''احمد! مجھے ایک بات اور بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا) لیکن تم کہتے ہو کہ دین اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک انسان خلق قرآن کا قائل نہ ہو.... اب تمہیں سچا مانیں یا اللہ کو؟''

احمد کے پاس اس کا بھی کوئی جواب نہیں تھا.... شیخ نے پھر واثق سے کہا: ''امیر المومنین یہ دوسری بات ہے....'' تھوڑی دیر کے بعد شیخ پھر احمد سے مخاطب ہوئے اور بولے:

''احمد! مجھے ایک بات بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (اے رسول! جو احکام آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں، ان کی تبلیغ کیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (اس کا مطلب یہ ہے کہ) آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا).... اب سوال یہ ہے کہ تمہارا یہ عقیدہ جس کی طرف تم لوگوں کو دعوت دے رہے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت تک پہنچایا یا نہیں؟''

احمد پھر لاجواب ہوگیا.... شیخ پھر واثق کی طرف متوجہ ہو کر بولے ''امیر المومنین! یہ تیسرا موقع ہے....'' تھوڑی دیر کے بعد شیخ نے احمد سے کہا:

''احمد! ایک بات اور بتاؤ، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے مخلوق ہونے کا علم تھا، مگر آپ نے یہ بات لوگوں کو نہیں بتائی، تو آپ کے لئے اس مسئلے کو نظر انداز کر دینا جائز تھا یا نہیں؟'' ''ہاں جائز تھا'' احمد نے کہا....

''اسی طرح ابوبکرؓ کیلئے بھی جائز تھا؟ اور عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کیلئے بھی؟'' شیخ نے پوچھا

www.besturdubooks.net

''ہاں'' احمد نے کہا.... اب شیخ واثق کی طرف رخ کر کے بولے:

''امیر المومنین! جو وسعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھی، اور آپ کے صحابہؓ کو بھی اگر وہ ہم لوگوں کو حاصل نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں کوئی وسعت عطا نہیں فرمائی....''

اس پر واثق نے کہا: ''واقعی ٹھیک کہتے ہو، اگر کوئی وسعت آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کو حاصل ہو اور ہمیں حاصل نہ ہو تو اللہ ہم پر کوئی وسعت نہ کرے....''

یہ کہہ کر واثق نے حکم دیا: ''ان کی زنجیریں کاٹ دو''

جب خادموں نے شیخ کی زنجیریں کھول دیں اور انہیں اٹھا کر لے جانا چاہا تو شیخ نے زنجیریں پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور انہیں خادموں کے ہاتھ سے چھڑانے لگے، واثق نے پوچھا: ''شیخ! یہ کیا بات ہے؟ زنجیریں کیوں نہیں چھوڑتے؟''

شیخ نے جواب دیا: ''میں نے یہ نیت کی ہے کہ ان زنجیروں کو حفاظت سے رکھوں گا اور یہ وصیت کر کے مروں گا کہ یہ زنجیریں میری قبر میں میرے کفن کے ساتھ رکھ دی جائیں، اس کے بعد اللہ سے کہوں گا کہ پروردگار! اپنے بندے سے پوچھئے اس نے مجھے ناحق ان زنجیروں میں جکڑ کر میرے گھر والوں کو کیوں پریشان کیا تھا؟''

واثق یہ سن کر رو پڑا، شیخ بھی آبدیدہ ہو گئے، اور مجلس کے سارے حاضرین کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں....

''شیخ! مجھے معاف کر دو'' واثق نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا....

شیخ نے کہا ''میں نے آپ کو اسی وقت معاف کر دیا تھا جب میں اپنے گھر سے نکلا تھا اس لئے کہ میرے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے....اور آپ حضورؐ کے ساتھ قرابت کا رشتہ رکھتے ہیں....'' یہ سن کر واثق کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، اس نے کہا:

''آپ میرے پاس رہیے تاکہ میں آپ سے اُنس حاصل کر سکوں''

شیخ نے جواب دیا: میرا وہیں سرحد کے قریب رہنا زیادہ مفید ہے، میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرے بہت سے مسائل ہیں....'' واثق نے کہا: ''جس چیز کی

www.besturdubooks.net

آپ کو ضرورت ہو طلب کر لیجئے....''

شیخ نے کہا: ''بس امیر المومنین مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں وہیں چلا جاؤں جہاں سے یہ ظالم (احمد بن ابی داؤد) مجھے نکال لایا تھا''

واثق نے شیخ کو جانے کی اجازت دے دی....انہیں کچھ انعام بھی پیش کیا، لیکن شیخ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا....مہتدی باللہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا: ''اس وقت سے میں نظریہ خلق قرآن سے رجوع کر چکا ہوں، اور میرا خیال ہے کہ واثق باللہ نے بھی رجوع کر لیا تھا....(الشاطبیؒ)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور تواضع

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں....

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد مغیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ سنا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے انگریزوں کے خلاف ہندوستان کی آزادی کے لیے ایسی تحریک چلائی جس نے پورے ہندوستان....افغانستان اور ترکی سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا....آپ کی شہرت پورے ہندوستان میں تھی.... چنانچہ اجمیر میں ایک عالم تھے....مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ان کو خیال آیا کہ دیوبند جا کر حضرت شیخ الہند سے ملاقات اور ان کی زیارت کرنی چاہیے.... چنانچہ ریل گاڑی کے ذریعے دیوبند پہنچے اور وہاں ایک تانگے والے سے کہا کہ مجھے مولانا شیخ الہند سے ملاقات کے لیے جانا ہے....اب ساری دنیا میں تو وہ شیخ الہند کے نام سے مشہور تھے....مگر دیوبند میں ''بڑے مولوی صاحب'' کے نام سے مشہور تھے....تانگے والے نے پوچھا کہ کیا بڑے مولوی صاحب کے پاس جانا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہاں بڑے مولوی صاحب کے پاس جانا چاہتا ہوں.... چنانچہ تانگے والے نے حضرت شیخ الہند کے گھر کے دروازے پر اتار دیا....گرمی کا زمانہ تھا جب انہوں نے دروازے پر دستک دی تو ایک آدمی بنیان اور لنگی پہنے ہوئے نکلا....انہوں نے اس سے کہا کہ میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب سے ملنے کے لیے اجمیر سے آیا ہوں، میرا نام معین

www.besturdubooks.net

الدین ہے....انہوں نے کہا کہ حضرت تشریف لائیں' اندر بیٹھیں.... چنانچہ جب بیٹھ گئے تو پھر انہوں نے کہا کہ آپ حضرت مولانا کو اطلاع کر دیں کہ معین الدین اجمیری آپ سے ملنے آیا ہے....انہوں نے کہا کہ حضرت آپ گرمی میں آئے ہیں تشریف رکھیں اور پھر پنکھا جھلنا شروع کر دیا....جب کچھ دیر گزر گئی تو مولانا اجمیری صاحب نے پھر کہا کہ میں نے تم سے کہا کہ جا کر مولانا کو اطلاع کر دو کہ اجمیر سے کوئی ملنے کے لیے آیا ہے....انہوں نے کہا اچھا....ابھی اطلاع کرتا ہوں....پھر اندر تشریف لے گئے اور کھانا لے آئے' مولانا نے پھر کہا کہ بھائی میں یہاں کھانا کھانے نہیں آیا....میں تو مولانا محمود الحسن صاحب سے ملنے آیا ہوں' مجھے ان سے ملاؤ....انہوں نے فرمایا' حضرت!....آپ کھانا تناول فرمائیں....ابھی ان سے ملاقات ہو جاتی ہے چنانچہ کھانا کھلایا' پانی پلایا....یہاں تک کہ مولانا معین الدین صاحب ناراض ہونے لگے کہ میں تم سے بار بار کہہ رہا ہوں مگر تم جا کر ان کو اطلاع نہیں کرتے....پھر فرمایا کہ حضرت بات یہ ہے کہ یہاں شیخ الہند تو کوئی نہیں رہتا....البتہ بندہ محمود اسی عاجز کا ہی نام ہے....تب جا کر مولانا معین الدین صاحب کو پتہ چلا کہ شیخ الہند کہلانے والے محمود الحسن صاحب یہ ہیں....جن سے میں اب تک ناراض ہو کر گفتگو کرتا رہا....یہ تھا ہمارے بزرگوں کا البیلا رنگ....اللہ تعالیٰ اس کا کچھ رنگ ہمیں بھی عطا فرما دے....آمین....(اصلاحی خطبات جلد۵ص ۳۹)

حکمت قاسمی کا وارث ''فاتح بمبئی''

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں پہلی مرتبہ بمبئی گیا تو میرے خلاف مخالف مسلک والوں نے قد آدم پوسٹر لگائے اور عوام کو بتایا گیا کہ حضرت شیخ الہندؒ کا مرید ہے حضرت تھانویؒ کا مجاز ہے....حضرت علامہ انور شاہؒ کا مخصوص شاگرد ہے اور حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کا سگا پوتا ہے اس لیے اس میں ساری کفریہ نسبتیں جمع ہیں....ہمارے مسلک کے بھائیوں کو چاہیے کہ اس کی صورت بھی نہ دیکھیں ورنہ ایمان کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہے....

www.besturdubooks.net

عجیب اتفاق یہ پوسٹر ہی اس جلسہ میں جس میں حکیم الاسلام کی تقریر ہونیوالی تھی لوگوں کی غیر معمولی حاضری کا سبب بن گیا' لوگوں نے کہا کہ دیکھنا تو چاہیے کہ آخر اتنے بڑے ''کافر'' کی صورت شکل کیسی ہوگی اور وہ کیا کیا کفریہ باتیں لوگوں کو تلقین کرے گا....

لیکن خلاف توقع اس دن وعظ میں اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ بمبئی کی تاریخ میں اتنا بڑا مجمع لوگ کہتے ہیں کہ دیکھنے میں نہیں آیا تھا' لوگوں کا محتاط اندازہ ہے کہ تیس چالیس ہزار انسانوں کا اجتماع تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا بمبئی ٹوٹ پڑا ہے اس دن آپ کا وعظ تقریباً تین گھنٹے ہوا.... مجمع پر سکوت طاری تھا آپ اپنے دستور کے مطابق مثبت انداز میں تقریر فرما رہے تھے آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ کے حوالے سے اکابر اولیاء اللہ کے واقعات اور اپنے اسلاف و اکابر کی خدمات کا تذکرہ بڑے مؤثر انداز میں بیان فرما رہے تھے.... اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سامعین نے غیر معمولی اثر لیا اور پورے بمبئی میں مشہور ہو گیا کہ اگر علماء دیوبند ایسے ہوتے ہیں پھر ان سے بہتر تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور نتیجہ یہ نکلا کہ ان محلوں سے تقریر کی دعوتیں آنا شروع ہو گئیں جو خاص مخالفین کے محلے کہلاتے تھے اور پھر انتیس دن تک مسلسل یومیہ آپ کی تقریریں بمبئی کے مختلف محلوں میں ہوتی رہیں جن میں عوام و خواص کی بہت بڑی تعداد حاضر ہوتی رہی.... اسی کے پیش نظر ''فاتح بمبئی'' کا خطاب عطا فرمایا.... (مجالس حکیم الاسلام)

حکیم الامت کی غیر معمولی حکمت کا واقعہ

بعض اوقات میں متولیوں کی گڑبڑ دیکھ کر بعض لوگوں کو اوقاف کے متعلق قانون بنوانے کا خیال پیدا ہوا.... چنانچہ معمولی تحریک کے بعد ایک تحقیقاتی وفد مقرر ہوا جس نے غالباً ۱۹۳۰ء میں مختلف مقامات کا دورہ کیا.... جب وہ وفد تھانہ بھون پہنچا تو حضرت اقدس نے ایک مفصل مکالمہ میں نہایت واضح طور پر ثابت فرما دیا تھا کہ قواعد شرعیہ کی رو سے حکومت کو ایسا قانون بنانے کا اختیار نہیں....

نواب صاحب باغپت کی ہمراہی میں چند اعلیٰ طبقہ کے وکلاء اور رؤسا کا ایک باضابطہ نیم سرکاری وفد جس کے صدر حافظ ہدایت حسین صاحب کانپوری بیرسٹر تھے.... یہ معلوم

www.besturdubooks.net

کرنے کے لئے کہ مسلمانوں کے اوقاف کے انتظامی معاملات میں غیر مسلم حکومت کو دخیل بنانا جائز ہے یا نہیں، حضرت حکیم الامت کی خدمت میں حاضر ہوا....

اس وفد نے تھانہ بھون پہنچنے سے قبل ڈاک کے ذریعے سے تقریباً سو سوالات حضرت حکیم الامت کی خدمت میں بھیج کر یہ لکھا تھا کہ ہم ان سوالات کے جواب حضور سے لینا چاہتے ہیں، مگر حضرت والا بوجہ کثرت مشاغل ان سوالات کو دیکھ بھی نہ سکے....

وفد کی طرف سے گفتگو کے لئے ایک مشہور بیرسٹر ایٹ لاء تجویز ہوئے تھے جو جرح کے اندر اس قدر لائق شمار ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو جرح کا بادشاہ کہتے ہیں.... حضرت والا بھی ان کے متعلق ارشاد فرماتے تھے کہ وہ بہت ذہین آدمی ہیں بڑے دور دور کے سوالات مجھ سے کرتے تھے مگر بفضلہٖ تعالیٰ میری طرف سے ذرا سی بات میں سب کا جواب ہو جاتا تھا چنانچہ آدھ گھنٹے کے اندر میری اور ان کی تمام گفتگو ختم ہوگئی اور ان کے تمام سوالات کا شافی جواب ہو گیا....

چونکہ احقر (خواجہ صاحب) اس جلسہ میں حاضر نہ تھا اس لئے اس مکالمہ کے بعض اجزاء کا خلاصہ جو مولوی جلیل احمد صاحب علی گڑھی نے لکھ لیا تھا ذیل میں درج کیا جاتا ہے....

حضرت حکیم الامت: چونکہ یہ (وقف) مذہبی فعل ہے اس لئے اس کے اندر غیر مسلم کا دخل دینا خود مذہبی دست اندازی ہے اور مذہبی دست اندازی کی درخواست کرنا یا اور کسی طرح سے اس میں مداخلت کی کوشش کرنا صاف جرم ہوگا.... جیسا کہ نماز جو ایک خالص مذہبی فعل ہے اس کے اندر کسی طرح جائز نہیں کہ غیر مسلم کو دخیل بنایا جائے اسی طرح یہ بھی جائز نہ ہوگا کہ کسی غیر مسلم سے دست اندازی کی درخواست کی جائے یا کوئی ایسی کوشش کی جائے کہ وہ غیر مسلم وقف کے انتظامی معاملات میں دخیل ہو....

بیرسٹر صاحب: معاف فرمایئے نماز میں اور وقف میں فرق ہے.... اس لئے کہ نماز کا تعلق مال سے نہیں ہے اور وقف کا تعلق مال سے ہے.... اس وقت چونکہ متولیوں کی حالت خراب ہو رہی ہے اس لئے اوقاف کے اندر وہ بڑی گڑ بڑ کرتے ہیں.... اور ان کی آمدنی مصارف خیر میں صرف نہیں کرتے بلکہ خود کھا جاتے ہیں....

حضرت حکیم الامت: اچھا اگر آپ کے نزدیک نماز کی نظیر ٹھیک نہیں ہے تو زکوٰۃ ہی کو

www.besturdubooks.net

لے لیجئے کہ یہ خالص مذہبی فعل بھی ہے اور اس کا تعلق مال سے بھی ہے اور بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے مگر چونکہ مذہبی فعل بھی ہے اس لئے اس میں غیر مسلم کی مداخلت، جس قسم کی بھی ہو، ناجائز ہے....

بیرسٹر صاحب: اچھا صاحب! نکاح اور طلاق بھی آپ کے نزدیک خالص مذہبی فعل ہیں یا نہیں؟ حضرت حکیم الامت: جی ہاں....

بیرسٹر صاحب: بہت اچھا.... اگر ایک عورت جس کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہے اب اس مرد سے جدا ہونا چاہتی ہے لیکن مرد اس کو نہیں جانے دیتا بلکہ روکتا ہے اور طلاق سے انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں کیا اس عورت کو جائز نہیں کہ عدالت میں اس کے متعلق استغاثہ دائر کرے اور شہادت سے طلاق کو ثابت کر کے حکومت سے اپنی آزادی میں مدد حاصل کرے تو دیکھئے کہ نکاح وطلاق مذہبی فعل ہیں مگر اس میں غیر مسلم کا دخل جائز ہوا....

حضرت حکیم الامت: آپ نے غور نہیں کیا، یہاں دو چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں، ایک تو وقوع طلاق اور ایک اثر طلاق یعنی وہ حق جو اس عورت کو مرد کے طلاق دے دینے سے حاصل ہو گیا ہے اور مرد اس حق کو چھیننا چاہتا ہے جس میں عورت کا ضرر ہے تو یہاں وہ عورت غیر مسلم حکومت کا دخل قصداً خود طلاق میں نہیں چاہتی بلکہ طلاق سے جو حق آزادی اس کو حاصل ہوا ہے جس کے استعمال نہ کر سکنے سے اس کو ضرر پہنچتا ہے اس ضرر کو دفع کرنے کے لئے وہ عورت عدالت سے مدد چاہتی ہے....

بیرسٹر صاحب: معاف فرمائیے اسی طرح ہم یہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جیسے یہاں عورت کا ضرر ہے اسی طرح اوقاف کے اندر گڑبڑ ہونے میں مساکین کا ضرر ہے.... سو جیسے وہاں اس ضرر سے بچنے کی خاطر غیر مسلم کے دخل کو جائز رکھا گیا ہے.... اسی طرح یہاں اوقاف میں بھی ضرر سے بچنے کی خاطر غیر مسلم کا دخل جائز ہونا چاہئے....

حضرت حکیم الامت: آپ نے غور نہیں کیا.... وہاں تو شوہر کے حبس سے اس عورت کا ضرر ہے اور یہاں اوقاف میں متولی کی خیانت سے مساکین کا ضرر نہیں بلکہ عدم النفع ہے.... ضرر اور چیز ہے اور عدم النفع اور چیز ہے.... اس کو ایک مثال سے سمجھئے، مثلاً آپ کی

www.besturdubooks.net

جیب میں ایک سو روپے کا نوٹ تھا.... ایک شخص نے آپ سے وہ چھین لیا تو یہ ضرر ہوا.... اور اگر میں آپ کو ایک نوٹ دینا چاہتا ہوں مگر کوئی مجھے اس نوٹ کے دینے سے منع کر دے تو اس میں آپ کا ضرر کچھ نہیں ہوا بلکہ صرف عدم النفع ہوا....

اس پر سب لوگوں نے بے ساختہ سبحان اللہ اور صل علیٰ کہنا شروع کیا.... اور بیرسٹر صاحب خاموش ہو گئے اور پھر کوئی شبہ انہوں نے پیش نہیں کیا.... مگر بشاش برابر رہے....

حضرت حکیم الامت نے بعد کو ارشاد فرمایا کہ میں نے اس موقعہ سے قبل اپنے دوستوں سے یہی شبہ پیش کیا تھا کہ اگر یہ شبہ کیا گیا تو اس کا کیا جواب ہوگا مگر یہاں کسی کی سمجھ میں جواب نہ آیا تھا.... کمیٹی میں گفتگو کے وقت جب بیرسٹر صاحب نے یہ سوال پیش کیا تو اسی وقت اس کا جواب میرے قلب میں منجانب اللہ القاء ہو گیا....

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ وہ لوگ تھانہ بھون سے بہت خوش گئے اور کہتے تھے کہ صاحب بعض لوگوں نے تو ہم کو بہت ہی خشک جواب دیئے جس سے ہماری بڑی دل شکنی ہوئی مگر یہاں حاضر ہو کر جو نفع ہم کو ہوا اور جو علوم ہم کو اس مجلس میں ہوئے وہ کہیں حاصل نہیں ہوئے وہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ استفادہ کی غرض سے کبھی کبھی یہاں حاضر ہوا کریں گے....

جب جلسہ برخاست ہونے اور حضرت والا کے تشریف لے جانے کے بعد وقف کمیٹی کے ۹ ممبران جن میں سے اکثر اس احقر (خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ) کے بے تکلف شناسا بلکہ بعض ہم سبق بھی تھے، حضرت والا سے قانون وقف سے متعلق گفتگو کرنے کے بعد بے حد متاثر ہو کر اٹھے اور سب یک زبان ہو کر کہنے لگے کہ ہم نہ سمجھتے تھے کہ مولویوں میں بھی ایک ایسی ذات موجود ہے تو احقر نے بہت جوش و خروش کے ساتھ یہ شعر پڑھا۔

میں بھی اس پر مر مٹا ناصح تو کیا بے جا کیا   اک مجھے سودا تھا دنیا بھر تو سودائی نہ تھی

چونکہ یہ شعر اس وقت بہت ہی برمحل اور حسب حال تھا اس لئے وہ سب بے حد متاثر ہوئے.... حضرت والا کا منجانب اللہ جو ایسے آزاد خیال مجمع پر اس درجہ اثر ہوا اس پر احقر کو بے اختیار اپنے یہ اشعار یاد آتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

چہ شد مجذوب اگر دیوانہ اوست ہمہ عالم ببیں پروانہ اوست
ترا ذکر ورد زبان ہو رہا ہے یہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے
فدا تجھ پر ہر نکتہ داں ہو رہا ہے وہ ناداں ہے جو بدگماں ہو رہا ہے
اگر ہے مجذوب کی بڑ تو پھر کیوں مراہم زباں اک جہاں ہو رہا ہے

اگر چہ ادھر بڑے بڑے قابل، زباں آور اور جرح کرنے میں شہرۂ آفاق بیرسٹر اور وکیل اور بڑے بڑے ذی ثروت و وجاہت متمدن رئیس تھے جن میں بعض مذہباً شیعہ بھی تھے اور ادھر ان کے جرحی سوالات کا جواب دینے کے لئے تنہا حضرت والا تھے.... لیکن جب بعض اہل علم نے حضرت والا کے ہمراہ چلنا چاہا تو حضرت والا نے فرمایا کہ میرا تنہا جانا ہی مناسب ہے تاکہ ان کو یہ خیال نہ ہو کہ ہمارے مقابلہ میں اتنے مولوی جمع ہو کر آئے ہیں.... اس میں مولویوں کی بے وقعتی ہے، نیز اگر میں سب کے ساتھ گیا اور مغلوب ہو گیا تو سب مولویوں کی بدنامی ہوگی اور اگر میں اکیلا مغلوب ہوا تو زیادہ بدنامی نہ ہوگی.... کیونکہ اگر ایک کو نونے مغلوب بھی کر دیا تو کوئی کمال نہ سمجھا جائے گا اور اس کے عکس میں مولویوں کی بڑی عزت ہوگی....

حضرت ان ممبروں کی شہرت، وجاہت اور قابلیت سے مطلق مرعوب نہ تھے لیکن ان سب حضرات کو حضرت والا کی حاضر جوابی، تہذیب، متانت، قابلیت اور بااصول گفتگو کا لوہا ماننا پڑا.... (حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات بحوالہ اشرف السوانح)

استاذ العلماء کا حکیمانہ برتاؤ

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بار ملتان کو دریائی سیلاب کا خطرہ ہوا.... سجادہ نشین دربار خواجہ بہاء الحق ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوستانہ تعلقات کی بناء پر مجھے اطلاع کئے بغیر شہر میں اعلان کرا دیا کہ کل کو قلعہ پر مولانا خیر محمد صاحب نفلی جماعت کرائیں گے.... علماء کو اس اعلان سے تشویش ہوئی اور بعض نے مجھے جانے سے منع بھی کیا کہ نفلی جماعت بالخصوص اہتمام کے ساتھ عندالاحناف مکروہ ہے.... میں نے کہا جاؤں گا ضرور، کہ نہ جانے میں سجادہ صاحب کی سبکی ہے.... باقی جماعت کرانا نہ

www.besturdubooks.net

کرانا میرا اپنا فعل ہے.... چنانچہ جب سجادہ صاحب کی طرف سے کار آئی تو میں چلا گیا.... جا کر سجادہ صاحب سے کہا کہ آپ سے علیحدگی میں کوئی بات کرنی ہے....وہ بخوشی علیحدہ ہو گئے.... میں نے کہا کہ ہم حنفی ہیں.... جو کام فقہ حنفی کے مطابق ہو، وہ کرتے ہیں....اور جو عمل رواج کے موافق اور فقہ حنفی کے خلاف ہو وہ نہیں کرتے.... اس لئے ہمیں لوگ وہابی کہتے ہیں.... چونکہ نفلی جماعت کو فقہ حنفی نے مکروہ کہا ہے، اس لئے معذور ہوں.... سجادہ صاحب نے کہا کہ حضرت میری غلطی ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیئے بغیر میں نے اعلان کرا دیا.... جس کی وجہ سے اب ہزاروں کا مجمع آیا ہوا ہے.... میں آپ کو خلافِ شرع پر مجبور نہیں کرتا، مگر میری غلطی کا تدارک فرمادیں، تا کہ سبکی نہ ہو.... میں نے کہا کہ آپ اعلان فرمادیں کہ آدھ گھنٹہ مولانا کا بیان ہوگا، بعد میں نفل پڑھے جائیں گے.... بڑے خوش ہوئے اور اعلان کر دیا.... میں نے بعد خطبہ یہ آیت تلاوت کی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات (الآیۃ) اور وعظ کہا....اس میں یہ بھی کہا کہ مسلمان کے دو دشمن دو طرح کے ہیں....ایک وہ جن کا وجود ہمیں نظر آتا ہے.... یعنی کافر، دوسرے وہ جن کا وجود ہمیں نظر نہیں آتا، یعنی نفس اور شیطان.... یہ دشمن پہلے کی نسبت بڑا سخت ہے....اس کے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے....آیت میں ظاہری دشمن یعنی کافروں کے ساتھ جہاد میں شہید ہونے والوں کے متعلق فرمایا گیا کہ تم ان کو مردہ نہ کہو، وہ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں.... جو لوگ جہاد اکبر میں ختم ہو جائیں وہ بدرجہ اولیٰ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہوں گے.... یہ بزرگانِ دین اولیاء اللہ جہادِ اکبر میں شہید ہونے والے ہیں....اور یقیناً اپنے مزارات کے اندر زندہ ہیں.... محض ایک پردہ حائل ہے....ہم ان کے مزارات پر جا کر خلافِ شرع کام کرتے ہیں....ان کے مزارات کو سجدہ کرتے ہیں.... اگر یہ پردہ حائل نہ ہوتا تو ہمارے منہ پر تھپڑ مارتے....اخیر وعظ میں فرمایا کہ نفلی نماز باجماعت پڑھنا ناجائز ہے.... بزرگوں کی روحیں اس سے ناراض ہوں گی.... نفل سب اکیلے اکیلے پڑھیں.... دعامل کر کر لیں گے....

سب نے خوشی خوشی اکیلے اکیلے نفل پڑھے، بعد میں مل کر دعاء کی گئی....اللہ پاک کا فضل

www.besturdubooks.net

ہوا، خطرہ ٹل گیا..... جو ڈرائیور مجھے مدرسہ تک پہنچانے آیا، اس نے کہا: حضرت اگر کبھی کبھی اس طرح کے وعظ ہو جایا کریں تو بڑا فائدہ ہو..... بڑی اصلاح ہو..... آج کل کے مقررین کفر کی مشین چلانے لگ جاتے ہیں، بجائے فائدہ کے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے..... (خیر السوانح)

حکیم الامت حضرت مدنی رحمہ اللہ کی باہمی محبت

حضرت مولانا عبدالماجد صاحبؒ دریابادی ابتداءً بالکل ملحد اور دَہریہ تھے نہ دین کو مانتا نہ خدا کے وجود کو ماننا..... بالکل آزاد تھے..... سید اکبر حسین جج الہ آبادی جن کا لقب لسان العصر ہے اور واقعی وہ لسان العصر تھے انہوں نے ظرافت کے انداز میں اس قدر حکمت کی باتیں کہی ہیں کہ آدمی کو واقعی ہدایت ہو جاتی ہے ان کا کلام حکمت آمیز ہوتا ہے تو مولانا عبدالماجد صاحب کے سید اکبر حسین صاحب سے بہت اچھے تعلقات تھے اکبر نے دیکھا کہ اس نوجوان کے اندر صلاحیت ہے مگر وہ غلط جگہ پر جاری ہے.....

انہوں نے مولانا سے کہا کہ تم نے کبھی قرآن شریف بھی پڑھا ہے مولانا نے کہا کہ معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ..... آپ نے کس کتاب کا نام لیا جس میں پرانے قصے ہیں یہ زمانہ روشنی کا ہے..... سید اکبر حسین صاحب نے کہا کہ یہ میرا مطلب نہیں بلکہ ادب کی حیثیت سے دیکھو..... انشاء اور ادب کی حیثیت سے پڑھو تو تم کو ادبی قوت معلوم ہوگی..... اس کو چھوڑ دو کہ اس میں کیا لکھا ہے..... کیا ہدایت ہے تم اسالیب بیان پر غور کرو کہ کتنے نفسیات کو کھولا ہے.....

چونکہ یہ مولانا کا موضوع تھا اس لیے یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن اس طرح سے قرآن شریف پڑھا سوٹ بوٹ چڑھا ہوا تھا اور آرام دہ کرسی پر لیٹا ہوا..... پیر پھیلا کر حمائل شریف مثل ناول کے کتابوں کے لیے ہوئے مطالعہ کر رہا تھا..... وضو وغیرہ کا سوال ہی نہیں پوری سورۃ فاتحہ دیکھ لی اس کے بعد سورہ بقرہ پڑھنی شروع کی تو دو تین رکوع کے بعد پیر کو سکوڑ لیا..... اور سنجیدہ ہو کر دیکھنا شروع کیا کہ اس میں تو بڑی حکمت کی باتیں ہیں اور نفسیات کے پہلو کھولے گئے یہاں تک کہ انہوں نے پورا پارہ پڑھ لیا اور ان کے دل میں یہ چیز جم گئی کہ جس کو ہم حکمت کہتے ہیں وہ حکمت نہیں ہے..... بلکہ

www.besturdubooks.net

حکمت یہ ہے جو اس کتاب میں ہے پھر یہ کتنی فطری باتیں بیان کی گئی ہیں....

پھر یہ واقعہ سید اکبر حسین جج سے بیان کیا کہ شروع میں ہم نے اس طرح پڑھا....مگر معلوم ہوا کہ اس میں بڑے کام کی باتیں ہیں تو سید اکبر حسین نے کہا کہ اگر تم باوضو اور متوجہ ہو کر دیکھو تو اور باتیں کھلیں گی....

چنانچہ اب انہوں نے باوضو دیکھنا شروع کیا پھر چند پارے کے پڑھنے کے بعد ان کے دل میں یہ بات جم گئی کہ یہ کلام حکیمانہ ہے اور جتنی باتیں ہیں وہ نہایت سچی اور حق کی باتیں ہیں....نہ اس میں تعصب ہے نہ اس میں جانبداری ہے اب ان کے دل میں کچھ سوالات پیدا ہونے شروع ہوئے تو سید اکبر حسین کے پاس آئے کہ مجھے یہ یہ شبہات ہیں انہوں نے کہا کہ میں تو اس کا جواب نہیں دے سکتا....البتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رجوع کرو وہ تمہارے اشکالات کو حل کریں گے تو انہوں نے بہت سے سوالات لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجے حضرت نے جواب میں لکھا کہ یہ لمبی چوڑی باتیں ہیں یہ خط وکتابت سے طے نہیں ہو سکتی ہیں....اگر کبھی ادھر آنے کا موقع ہو تو ہم سے ملاقات کر لینا....زبانی باتیں....مراسلت کی نسبت زیادہ نفع بخش ہوں گی اور مجھے اتنی فرصت بھی نہیں کہ اتنا لمبا جواب لکھوں....

چنانچہ ایک دن مولانا عبدالماجد صاحب پہنچ گئے حضرت نے فرمایا کہ کتنے دن قیام رہے گا....انہوں نے کہا تین دن....فرمایا کہ میری مجلس میں بیٹھو مگر بولنے کی اجازت نہیں ہوگی....وہ بیٹھ گئے حضرت کی مجلس میں علمی باتیں اور علمی مذاکرات ہوتی رہیں....اور ان کے دل پر اثر ہونا شروع ہوا....اور بیسیوں اشکالات خود بخود حل ہو گئے....اس تقریر سے بہت اثر لے کر وہ گھر گئے....اس کے بعد سید اکبر حسینؒ نے کہا کہ اگر تم ان سے وابستہ ہو جاؤ تو کچھ اور کیفیت پیدا ہو جائیگی چنانچہ مولانا عبدالماجد صاحب اور مولانا عبدالباری صاحب ندوی دیوبند تشریف لائے اور مولانا مدنیؒ سے بیعت کی درخواست کی تو مولانا نے فرمایا کہ جب جماعت کے سب سے بڑے بزرگ موجود ہیں تو تم یہاں کیوں آئے حضرت تھانویؒ کے پاس کیوں نہیں گئے....

ان حضرات نے کہا کہ وہاں کے قواعد وضوابط بڑے سخت ہیں....شاید ہم برداشت نہ

www.besturdubooks.net

کر سکیں.... حضرتؒ نے فرمایا کہ کیسے قواعد وضوابط مولانا مدنیؒ ان حضرات کو خود لے کر تھانہ بھون گئے.... حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں خود اس سفر میں موجود تھا.... پھر فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں صبح کو چار گھنٹہ کی مجلس ہوتی تھی اس میں مخصوص حضرات شامل ہوتے تھے اس مجلس میں ہم لوگ گئے تو حضرت تھانویؒ نے اس مجلس میں بہت علوم بیان فرمائے ان کا دل بالکل وابستہ ہو گیا.... جب مجلس ختم ہو گئی تو مولانا مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت میں ان کو لے کر حاضر ہوا ہوں.... بیعت فرمالیں حضرت نے فرمایا کہ آپ نے خود کیوں بیعت نہ کر لی تو حضرت مدنیؒ اپنی عادت کے مطابق فرمانے لگے کہ حضرت میں ناکارہ ہوں نااہل ہوں کسی کام کا نہیں ہوں بہت نکما ہوں وغیرہ وغیرہ....

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھئے میں نہ کوئی متکبر ہوں نہ متواضع....ایک سادہ سا آدمی ہوں.... نہ آپ اتنے نالائق ہیں کہ ان کی خدمت نہ کر سکیں اور نہ میں اتنا نالائق ہو کہ ان کی خدمت نہ کر سکوں.... لیکن فائدہ آپ سے پہنچے گا.... کیونکہ ان شاءاللہ آپ بھی خادم قوم ہیں اور یہ بھی خادم قوم ہیں تو پیر مرید میں توافق ہو جائے گا تو آپ لوگ خادم قوم ہیں اور میں نادم قوم ہیں تو یہ میرے ساتھ وابستہ نہ ہوں گے اور ان کو فائدہ بھی نہ ہوگا.... فائدہ آپ سے پہنچے گا.... جب تک پیر مرید میں طبائع کا توافق نہ ہو افادہ اور استفادہ نہیں ہوتا.... حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ نے پھر وہی فرمایا کہ حضرت میں ناکارہ ہوں نکما ہوں وغیرہ وغیرہ....

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اب میں بین بین بات کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیعت تو آپ کر لیں اور تلقین ہمارے ذمہ کر دیں پھر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت میں اس لائق نہیں تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اب میں امر کرتا ہوں تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ جب آپ حکم فرماتے ہیں تو میں حکم کی تعمیل کروں گا....اور ان کو الگ لیجا کر بیعت فرمایا اور تعلیم سپرد کر دی پھر وہ لوگ ادھر اتنے متوجہ ہوئے کہ پیر کو بھول گئے پھر یہ کیفیت تھی کہ جتنی دیر حضرت تھانویؒ کی خدمت میں بیٹھتے آنکھوں سے آنسو جاری رہتے....اور ان کے قلب کی عجیب کیفیت ہوتی.... اس مجلس سے فارغ ہو کر جب یہ گھر تشریف لے گئے تو مولانا عبدالماجد صاحب نے حضرت تھانویؒ کو خط لکھا کہ میں تو آپ کے کشف کا قائل ہو گیا....

www.besturdubooks.net

اس لئے کہ جتنے سوالات ذہن میں لے کر گیا تھا آپ کی مجلس میں انہیں کے جواب میں آپ کی تقریریں ہوئی میں آپ کے کشف کا قائل ہو گیا....

حضرت تھانویؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ بھائی مجھے کبھی کشف نہیں ہوا اور نہ میرے اندر کشف کی صلاحیت ہے اس لیے کہ کشف سادہ طبیعت میں زیادہ ہوتا ہے اور میں متحرک ہوں اور جس کی طبیعت میں فکر رہتی ہے اس کے اندر یکسوئی نہیں رہتی جو کشف کیلئے ضروری ہے تو مجھے نہ کبھی کشف ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے یہ تو آپ کا حسن ظن ہے....اس پر انہوں نے یہ لکھا کہ اب تو میں اور زیادہ قائل ہو گیا اس لئے صاحب کشف یہ تھوڑے ہی کہا کرتا ہے کہ مجھ کو کشف ہوتا ہے.... معلوم ہوا کہ آپ صاحب کشف ضرور ہیں تو حضرت تھانویؒ نے پھر لکھا کہ اگر آپ کے ذہنی سوالات کے جواب میری زبان پر آئے تو اس کا تعلق کشف سے نہیں.... زیادہ سے زیادہ اسے فراست کہیں گے کہ آپ کے دل میں سوال تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب میری زبان سے ادا کرا دیا.... اس کو فراست ایمانی کہیں گے.... کشف نہیں کہیں گے.... تو مولانا عبدالماجد صاحب نے لکھا کہ اگر اس کو فراست مانا جائے تو ایک یہ دو بات میں ہو میں چالیس سوال لے کر گیا تھا.... سب کے سب فراست میں کیسے آگئے.... یہ امر اتفاقی نہیں ہے.... کشف ہے.... تو حضرت تھانویؒ نے پھر جواب میں لکھا کہ مجھے تو کشف ہوتا نہیں لیکن جب تم میرے کشف کے قائل ہو تو مجھے بھی انکار کی ضرورت نہیں" ہوتا ہوگا...."

اس کے بعد یہ لکھا کہ کشف کمالات مقصودہ میں سے نہیں اگر آدمی دعویٰ بھی کرے کہ مجھے کشف ہوتا ہے تو وہ متکبر نہیں کہلائے گا.... اس لئے کہ کشف مقصود نہیں جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ الحمدللہ میری آنکھیں ہیں اس سے دیکھتا ہوں اسے کوئی فخر و غرور نہیں کہے گا تو کشف ایک باطنی آنکھ ہے اگر کسی کو ہو جائے تو یہی کہیں گے کہ باطنی آنکھ کھل گئی اور وہ مقصود کمال نہیں....

اگر میں دعویٰ بھی کروں کہ مجھے کشف ہوتا ہے تو وہ کبر میں داخل نہ ہوگا لہٰذا جب آپ نہیں مانتے تو میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ضرور کشف ہوتا ہوگا اور میری آپ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص دکان پر جائے اور کوئی چیز خریدے اور دکاندار وہ چیز سامنے رکھ کر یوں کہے کہ یہ چیز ہے اس کے اندر فلاں فلاں عیب ہیں اگر عیب نہ ہوتا تو میں آپ کو دس روپیہ پر دیتا لیکن عیب

www.besturdubooks.net

کی وجہ سے صرف ۶ روپیہ پردے رہا ہوں گاہک کہنے لگے کہ یہ تو آپ کے کہنے کی بات ہے یہ تو بارہ روپیہ کی ہے مگر دکاندار کہتا ہے کہ بھائی تم ۱۲ روپیہ میں خرید لو جب نہیں مانتے تو ہمارا کیا نقصان اس میں تو ہمارا فائدہ ہی ہے تو یہی مثال ہے کہ میں تو انکار کرتا ہوں کہ مجھے کشف نہیں ہوتا لیکن آپ نہیں مانتے تو اب میں بھی کہتا ہوں کہ ہوتا ہوگا پھر اتنے متوجہ ہوئے کہ حضرت مدنیؒ نے جو اپنی سوانح حیات لکھی ہے اس پر سخت تنقید کی ہے.... جیسے کوئی عوام الناس کو ڈانٹا کرتا ہے کہ یہ بھی غلط یہ بھی غلط پھر ہمہ تن حضرت تھانویؒ کی طرف متوجہ ہو گئے....

ایک مرتبہ مولانا عبدالماجد صاحب اور مولانا عبدالباری صاحب ندوی کا خط پہنچا اس وقت مولانا عبدالباری صاحب حیدرآباد جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر تھے دو ڈھائی مہینہ کی چھٹی ہوئی تو انہوں نے حضرت کو لکھا کہ حضرت چھٹی ہو رہی ہے اور جی یہ چاہتا کہ یہ وقت ہم وہیں گذاریں تو آیا دیوبند میں رہ کر یہ وقت گذاریں یا تھانہ بھون میں جو آپ کا مشورہ ہو حضرت نے بڑا عجیب اصولی جواب دیا فرمایا کہ اگر جامعیت مقصود ہے تو دیوبند چلے جاؤ اور اگر جمعیت مقصود ہو تو تھانہ بھون چلے آؤ مولانا ندوی نے لکھا کہ مجھے جمعیت مقصود ہے اس لئے تھانہ بھون ہی حاضر ہوں گا چنانچہ یہی کیا.... (مجالس حکیم الاسلام)

اشتعال انگیز گفتگو پر تحمل کا مظاہرہ

ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ جھگڑوں سے کس قدر دور رہتے تھے باوجود خود حق پر ہونے کے کس صبر وضبط سے کام لیتے تھے اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو نور سے منور فرمائے اور ان کی سچی اتباع ہمیں بھی نصیب فرمائے.... آمین

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم ثانی کے بارے میں لکھتے ہیں....

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو انتظامی صلاحیت اور سیاسی سوجھ بوجھ اس قدر غیر معمولی عطا فرمائی تھی کہ درحقیقت وہ وزیر بننے کے لائق انسان تھے، دارالعلوم دیوبند پر سخت سے سخت وقت آئے، بڑی بڑی شورشیں اٹھیں، لیکن

www.besturdubooks.net

میں نے اس بندہ خدا کو کبھی ہراساں یا پریشان نہیں دیکھا.... سنگین سے سنگین حالات میں بھی ان کے اطمینان اور خود اعتمادی میں کبھی فرق نہیں آتا دیکھا، انہوں نے دارالعلوم میں خلاف اصول باتوں کو کبھی برداشت نہیں کیا اور اپنے حسن تدبیر سے مدرسے کو بڑے بڑے فتنوں سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی جس کا ایک واقعہ یاد آیا ہے....

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کو مثالی ضبط وتحمل عطا فرمایا تھا، دارالعلوم دیوبند کی زمین سے متصل کسی دیوبند کے رئیس کی زمین تھی، اس کا کچھ حصہ دارالعلوم کے لیے خرید لیا گیا تھا اس رئیس کے انتقال کے بعد اس کے ایک وارث نے ایک روز دارالعلوم کے صحن میں پہنچ کر اس زمین کی حق داری کا دعویٰ کیا اور حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کو خطاب کر کے بآواز بلند بہت برا بھلا کہنا شروع کر دیا.... اس کا اندازِ گفتگو اس قدر اشتعال انگیز تھا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض خدام کو بھی فطری طور پر اشتعال ہوا اور انہوں نے بھی اس کو اسی زبان میں جواب دینے کا ارادہ کیا....

لیکن حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو روکا اور ان صاحب سے فرمایا:

''شیخ صاحب! آپ فضول ناراض ہو گئے، ذرا اندر تشریف لایئے اطمینان سے بات کریں گے....''

مگر وہ صاحب بدستور غیظ وغضب کا اظہار کرتے رہے.... مولانا نے کچھ دیر بعد پھر فرمایا اندر چل کر بیٹھئے تو سہی، وہاں بات کریں گے اور پھر انہیں زبردستی دفتر اہتمام میں لے گئے، ان کی خاطر تواضع فرمائی اور جب وہ ذرا ٹھنڈے ہو گئے تو حضرت مولانا اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھے ایک الماری کھولی، اس میں سے کچھ کاغذات لے کر آئے اور ان صاحب کے سامنے پھیلا دیئے کہ دیکھئے یہ زمین آپ کے مورث نے فلاں تاریخ کو دارالعلوم کے ہاتھ فروخت کر دی تھی اور اس کی رجسٹری بھی ہو چکی ہے، ان صاحب نے کاغذات دیکھے تو بے حد شرمندہ ہوئے اور مولانا نے جس صبر وضبط اور تحمل کا مظاہرہ فرمایا اس سے بے حد متاثر ہو کر گئے.... (چند عظیم شخصیات: ۳۳)

www.besturdubooks.net

جانی دشمن سے عفو و درگزر

جہاں دانش میں ہے کہ مجھے ایک دن میں کئی آدمیوں نے یہ واقعہ سنایا کہ دن کے ڈیڑھ دو بجے اسپتال کے بغلی دروازے سے جو ہسپتال کی روڈ کی طرف کھلتا ہے ایک بڑے ڈیل ڈول کا مگر نہایت مغموم مسلمان اسپتال سے نکل کر آ رہا تھا، اتنے میں اسی سڑک پر ایک سکھ کا گزر ہوا، اسے دیکھتے ہی مسلمان کی آنکھیں سرخ شعلوں سے بھر گئیں، اس نے گلدار کی طرح جھپٹ کر اسے پکڑ لیا اور پھر اس کو پاؤں سے دبا کر بری طرح پیٹنا شروع کر دیا، لاہور کی سڑکیں جہاں ہر وقت آدمیوں کا سیلاب موجیں مارتا رہتا ہے، فوراً سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے اور سکھ کو چھڑانے لگے لیکن اس سردار نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے مددگاروں کو روک دیا اور بڑے روشن لہجے میں کہا، ''مجھے کوئی نہ چھڑائے'' لوگوں نے مسلمان کو پکڑ لیا، اور سردار سے سوال کیا ''یہ کیوں؟'' سردار نے کہا ''میں نے اس کے خاندان کو قتل کیا ہے، اور وہ بے گناہ تھے! میرا انہوں نے کوئی نقصان نہیں کیا تھا.... مگر میں اس وقت لالہ کے اکسانے اور بھڑ کانے میں آ گیا اور قتل و غارت پر کمر باندھ لی، لیکن گھر جا کے جو سوچا تو میرے ضمیر نے میری نیندیں چھین لیں، جب سوتا ہوں تو خواب میں وہی ماحول دکھائی دیتا ہے کہ لالہ دونی چند غارتگری کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم لوگ ان کے اشاروں پر بے گناہوں کا قتل عام کر رہے ہیں، پولیس اور فوج ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم جنگلوں اور اونچے نیچے ٹیلوں میں دبکتے پھرتے ہیں....

فوراً آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر صبح تک نیند نہیں آتی، آخر میں نے طے کر لیا تھا کہ جب رستے کھل جائیں گے تو لاہور جا کر خود کو ان میاں صاحب کے سپرد کر دوں گا جو سامنے کھڑے ہیں.... میں صرف اسی لئے لاہور آیا تھا اور ان کے گھر جا رہا تھا کہ ان کے دروازے پر ان کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں تا کہ روح کو ندامت اور ضمیر کو ملامت سے نجات ملے، اتفاق سے یہ رستے ہی میں مل گئے.... آپ لوگ مجھ پر کرم کریں، انہیں چھوڑ دیں اور مجھے نہ بچائیں، میں تو انہی کے ہاتھ سے مر کر سکون پا سکتا ہوں اور یونہی میری مکتی ہو سکتی ہے

www.besturdubooks.net

، یہ کہہ کر وہ سر جھکا کر بیٹھ گیا اور اس شخص نے کہا '' آؤ، اپنا کام کرو اور مجھے تکلیف سے چھڑا دو! میں خدا سے پہلے تمہارا گناہگار ہوں!''

یہ سن کر مسلمان کے سینے میں اپنے اسلاف کی روح عود کر آئی، اس نے سردار کو سینے سے لگالیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے .... پھر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا .... '' میں نے اور میرے خاندان نے تمہیں معاف کر دیا! میرے ساتھ گھر چلو! تم میرے مہمان ہو'' چنانچہ دونوں بانہوں میں بانہیں ڈال کر موڑ مڑ گئے .... میں حیران رہ گیا کہ آج بھی مسلمان امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی طرح کردار کی اسی بلندی پر ہیں اور قاتلوں کو معاف کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب اسلام کے ان بنیادی کرداروں کی برکت ہے جن پر اسلام کی تاریخ ناز کرتی ہے .... (جہان دانش بحوالہ کتابوں کی درسگاہ میں)

www.besturdubooks.net

واقعات از ناشر

اکابر کی باہمی محبت کا واقعہ

راقم الحروف محمد اسحٰق عفی اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (احمد پور شرقیہ) کے ایک چچا جن کا دین پور شریف کی خانقاہ سے تعلق تھا وہ اپنے شیخ کی وفات کے بعد اصلاحی تعلق قائم کرنے کیلئے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوئے.... راستہ میں دیوبند ٹھہرے اور شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی.... حضرت مدنی رحمہ اللہ کی شفقت وعنایات دیکھ کر انہوں نے ارادہ کرلیا کہ میں اب حضرت مدنی رحمہ اللہ سے ہی بیعت ہو جاؤں.... جب حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو فرمایا ہمارے بڑے موجود ہیں (مراد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ و دیگر اکابر) حضرت علامہ کے چچا نے عرض کیا مجھے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون جانے سے ڈر لگتا ہے کہ وہاں جلال ہے.... حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ایک سفارشی رقعہ لکھ کر عنایت فرمایا.... جب حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچ کر رقعہ پیش کیا تو حضرت نے اس پر عتاب کرتے ہوئے فرمایا کرتے اصلاح کراتے ہیں اور لاتے سفارشی رقعے ہیں.... انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے یہ رقعہ ازخود لکھ کر دیا ہے.... اس پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے نہ صرف معذرت کی بلکہ فرمایا میرے اس عتاب کرنے پر مجھے اپنی طرف سے معافی نامہ لکھ کر دو تب بیعت کروں گا....

سبحان اللہ! یہ ہمارے اکابر تھے جو واقعۃً رحماء بینھم کی عملی تفسیر تھے....

دوسرا واقعہ

یہ واقعہ مجھ سے مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حکیم الامت رحمہ اللہ کی خانقاہ میں جبکہ قیلولہ کا وقت تھا.... حضرت بھی استراحت فرماتے تھے کہ اس وقت ایک غیر مقلد بغیر اجازت وارد ہوئے اور کرخت انداز میں سلام کیا.... حضرت نے سلام کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا.... وہ شخص فی الفور دیوبند پہنچا اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کو جا کر بتایا.... حضرت مدنی رحمہ اللہ نے پوچھا کیا واقعی انہوں نے ایسا فرمایا ہے....

www.besturdubooks.net

اس نے کچھ واقعۃً ایسا فرمایا ہے میں اس پر گواہ پیش کرسکتا ہوں جب حضرت کی تسلی ہوگئی تو فرمایا اگر انہوں نے ایسا فرمایا ہے تو بالکل صحیح ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکیم الامت بنایا ہے وہ جس کسی کے ساتھ جو معاملہ فرماتے ہیں وہ بالکل درست ہوتا ہے....

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ مخالفین کے علاقہ میں

ہم نے اکابر سے سنا کہ یہ اس دور کی بات ہے جب جامعہ خیر المدارس جالندھر میں تھا.... مدرسہ کے ایک جلسہ کے موقع پر علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی آخری تقریر تھی.... اردگرد میں متشدد قسم کے مخالفین تھے جو اپنی کم علمی کی وجہ سے ہمارے اکابر علماء حق سے اس قدر بعد رکھتے تھے کہ ہمارے مسلک کا کوئی شخص ان کی مساجد میں چلا جاتا تو مسجد کو دھوتے.... تقریر سے قبل حضرت عثمانی رحمہ اللہ سے کسی نے کہہ دیا کہ آپ نے ایسے لوگوں کی اپنی تقریر میں خبر لینی ہے.... حضرت نے فرمایا اچھا دوران تقریر سامعین میں مخالف لوگ بھی کثیر تعداد میں موجود تھے.... حضرت نے سیرۃ طیبہ کے عنوان پر مفصل علمی خطاب فرمایا.... جب دیکھا کہ زمین ہموار ہو چکی ہے تو تقریر کے آخر میں بڑے پرسوز لہجے میں فرمایا جس نبی کی امت کے شبیر احمد کافر ہیں تو اس نبی کی امت کے مسلمان کیسے ہوں گے....

اس پر مخالف لوگوں میں کھلبلی مچ گئی اور یہی جملہ ان کی اصلاح کا ذریعہ ثابت ہوا اور پھر یہ حال ہوا کہ ہمارے اکابر میں سے کوئی بھی جالندھر آتا تو پہلے انہی مخالفین کے ہاں تقریر ہوتی....

حکیم الاسلام کا حکیمانہ برتاؤ

ایک مرتبہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ ملتان تشریف لائے تو فرمایا کہ یہاں کوئی بزرگ ہوں تو میں جا کر ان کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کرلوں.... میزبانوں نے عرض کیا کہ حضرت ایک بزرگ ہیں لیکن وہ ہمارے مسلک کے نہیں.... فرمایا کوئی حرج نہیں مجھے ان کے پاس لے چلو.... حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ نے جا کر ان سے ملاقات کی.... انہوں نے بھی اکرام کا معاملہ کیا اور وہ اس ملاقات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے دونوں بیٹوں کو تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند بھیجا....

www.besturdubooks.net

میرے شیخ کا طرز عمل

سیدی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کی رہائش گاہ کے سامنے مخالف مسلک والوں کی مسجد تھی... ایک ہمسایہ نہایت مخالف تھا.... مسلکی اختلاف کے علاوہ اس کا رویہ بھی نازیبا رہتا لیکن اس میں سب کے باوجود حضرت نے کبھی شکوہ نہیں کیا بلکہ اس کے انتقال کی خبر سن کر راقم الحروف کو بار بار بھیجتے کہ جا کر معلوم کرو کہ جنازہ کس وقت ہے تاکہ میں اس میں شرکت کروں.... پھر فرماتے کہ مجھے اس سے بہت محبت ہے کیونکہ میں ہر روز صبح نماز فجر کیلئے نکلتا تو دیکھتا کہ یہ اپنی مسجد میں بیٹھا اللہ اللہ کر رہا ہوتا....

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی وسعت ظرفی

حضرت نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کی روایت سے راقم الحروف کو یہ واقعہ معلوم ہوا کہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کے مابین اختلاف کے دور میں حضرت عثمانی رحمہ اللہ نے تفسیر عثمانی کا کام شروع کیا.... اس تفسیر نے بجنور کے ایک پریس میں چھپنا تھا.... پریس کا مالک حضرت مدنی رحمہ اللہ کا معتقد تھا.... اس نے حضرت عثمانی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! تفسیر ذرا مختصر لکھئے گا.... حضرت مدنی رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو باقاعدہ سفر کر کے بجنور تشریف لے گئے اور پریس والے کو ڈانٹا کہ تو کون ہوتا ہے دریا میں بند ڈالنے والا.... یعنی تجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ تو حضرت عثمانی کو مختصر تفسیر لکھنے کا کہے....

اضافہ مفیدہ وجدیدہ

زیر نظر کتاب کے جدید ایڈیشن کی طباعت کے وقت اکابر کے بعض واقعات اور کتاب کے موضوع سے متعلق چند اہم مضامین نظر سے گزرے جن کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر انہیں جزو کتاب بنایا جا رہا ہے.... (مرتب)

اخلاص اور مجسم نمونہ اسلاف کی ایک تصویر

راقم الحروف مرتب کتاب ہذا محمد اسحٰق غفرلہ عرض کرتا ہے کہ آج سے تقریباً دس سال قبل محترم

www.besturdubooks.net

مولانا فتح محمد قاسمی رحمہ اللہ سے شرف ملاقات ہوئی۔۔دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ و دیگر اکابر سے شرف تلمذ کی وجہ سے احقر نے عرض کیا کہ اپنی زمانہ طالب علمی اور اکابر سے متعلق اہم واقعات سنائیں۔۔۔حضرت نے اس درخواست پر متعدد واقعات سنائے۔۔مولانا کی محبت وشفقت کے پیش نظر بندہ نے عرض کیا کہ آپ یہ واقعات خود تحریر فرما کر ہمیں دیدیں تو جملہ اخلاف پر احسان عظیم ہوگا۔۔ذیل میں حضرت ہی کے تحریر فرمودہ واقعات پیش خدمت ہیں۔۔۔یاد رہے کہ مولانا موصوف کی اصل تحریر بھی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔۔۔(محمد اسحق غفرلہ)

احقر فتح محمد قاسمی عرض رساں ہے کہ غالباً ۱۹۴۰ء یا اس کے قریب کا زمانہ تھا جبکہ یہ احقر دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔۔۔اُن دنوں حضرت اقدس مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم میں بعہدۂ صدر مہتمم متمکن تھے۔۔۔موصوف کے خلاف چند شورش پسند طلباء نے انتظامی اُمور میں شورش برپا کی اور یہ مطالبہ زور وشور سے کیا گیا کہ حضرت موصوف کو اس عہدہ سے الگ کیا جائے۔۔۔ چنانچہ یہ شورش اس قدر بڑھی کہ جب ہم صبح سویرے نماز کے لیے اُٹھتے تو ہمارے کمروں میں اس قسم کے پمفلٹ موجود ہوتے۔۔۔

حضرت اقدس مدنی رحمۃ اللہ علیہ اُن دنوں مدرسہ سے باہر کہیں سفر پر تھے۔۔۔غالباً کافی دنوں کے بعد حضرت موصوف مدرسہ میں تشریف لائے تو ساری صورت اُن پر واضح ہوئی۔۔۔

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے دار اہتمام میں حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا اور طے پایا کہ آج ہی بعد از نماز عصر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس نامعقول شورش کی بابت طلباء سے خطاب فرمائیں گے۔۔۔دفتر اہتمام سے صدر دروازہ پر آویزاں بورڈ پر یہ اعلان جاری کیا گیا کہ آج بعد از نماز عصر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ طلباء سے خطاب فرمائیں گے۔۔۔لہٰذا تمام طلباء عصر کے بعد مسجد میں ہی جمع رہیں۔۔۔

عصر کی نماز میں حضرت اقدس مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہم اللہ اور تمام اساتذہ کرام کی معیت میں تشریف لائے۔۔نماز کے بعد حضرت موصوف کھڑے ہوئے۔۔۔ایسی صورت میں کہ آپ کی دائیں جانب حضرت مولانا شبیر احمد صاحب اور بائیں جانب حضرت قاری صاحب اور پچھلی صف میں دیگر تمام اکابر، اساتذہ تشریف فرما تھے۔۔۔اُس وقت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اس واقعہ کی ناراضگی

www.besturdubooks.net

کی وجہ سے سخت متغیر تھا... حضرت موصوف نے اُٹھتے ہی خطبہ مسنونہ کے بعد دارالعلوم کے فضائل اور برکات اور پھر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے محاسن بیان کرنا شروع کیے... آپ نے فرمایا کہ اس دارالعلوم میں میرا منہ کالا کیا جائے اور میرے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا جائے، میری بے عزتی کی جائے، مجھے یہ منظور ہے مگر میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تذلیل گوارا نہیں کرسکتا... اللہ پاک نے ان سے دو خدمات ایسی لی ہیں جو میں نہیں کرسکتا، میں کیا کروں؟ یہ اللہ پاک کی اُن پر خاص عنایات ہیں... قرآن پاک کا حاشیہ اور صحیح مسلم کی شرح.... یہ دو چیزیں ان کی نجات کے لیے کافی ہیں اور پھر زور دے کر فرمایا کہ میرے جیسے پچاس کو موصوف پڑھا سکتے ہیں مگر میں موصوف کی توہین گوارا نہیں کرسکتا...

اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ جن لڑکوں نے یہ حرکات کی ہیں میں اُن کے لیے تہجد کے وقت بددُعا کروں گا اور پھر معاً فرمایا کہ وہ وقت تو ابھی دُور ہے، میں ابھی اُن کے لیے بددُعا کرتا ہوں یہ کہہ کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھائے، حضرت کا ہاتھ اُٹھانا تھا کہ اُن لڑکوں کی چیخیں نکل گئیں اور وہ دوڑ کر حضرت کے پاؤں پڑ گئے... حضرت موصوف نے دھتکار دیا کہ جاؤ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے پاؤں پکڑو، ایسی حالت میں تمام لڑکوں میں ہل چل مچ گئی... بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمہ اللہ نے ان کو معاف فرما دیا مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا غصہ فرو نہ ہوا اور فرمایا کہ میں ان کو معاف نہیں کرتا... انہوں نے مجھے قلبی تکلیف پہنچائی، ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو مدرسہ سے خارج کر دیا جائے... چنانچہ وہ لڑکے مدرسہ سے خارج کر دیئے گئے...

امیر شریعت... حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں

بعض لوگوں نے شاہ جی سے عرض کیا کہ حضرت مدنی اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ میں سیاسی اختلاف ہے اور آپ کا تعلق حضرت مدنی سے ہے یہاں کے لوگ تو دونوں کو سگے بھائی سمجھتے ہیں لیکن شاید آپ کی سوچ اس سے کچھ مختلف ہے! شاہ جی رحمہ اللہ بے ساختہ بولے لاحول ولا قوۃ الا باللہ میرے تو وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں...'' اب شاہ جی نے اصاغر کے ذہنوں میں اکابر کے تعلقات کے بارے میں سوءِ ظن کا یہ کیسا بہترین علاج کیا... شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم

www.besturdubooks.net

سے فرمایا کہ "حضرت کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کے لئے دس سیر مٹھائی لاؤ..."

میں نے عرض کیا کہ "یہ خیال رکھئے کہ حضرت ہدیہ قبول نہیں فرماتے" شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے وفورِ خلوص میں داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میں قبول کروا کے چھوڑوں گا.... بہرکیف شاہ جی اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے اور میں مدرسہ لوٹ آیا.... نظارہ ملاقات کے اشتیاق نے ڈھنگ سے سونے بھی نہ دیا.... اور میں صبح کی گاڑی سے تھانہ بھون پہنچ گیا....

کچھ ہی دیر بعد بارہ بجے کی گاڑی سے شاہ جی تشریف لے آئے.... قلی سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھا.... منزل پر پہنچ کر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چونی دی وہ کہنے لگا "میری اجرت دو آنہ ہے" شاہ جی نے کہا تم چونی رکھ لو وہ کہنے لگا نہیں میں دو آنے ہی لوں گا" اور پھر بازار سے چونی بھنا کر لایا اور دو آنے لے کر چلا گیا.... واہ قلی کیا تھا ایک غیرت کا پیکر تھا....

اب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں داخل ہوئے.... حضرت حوض پر ہی قیام فرما تھے.... مصافحہ وسلام کے بعد حضرت نے حسب عادت پوچھا کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی عطاء اللہ نام ہے.... اس وقت سہارن پور سے آ رہا ہوں ایک عرصہ سے حضرت کی زیارت کا اشتیاق تھا.... الحمدللہ آج اللہ تعالیٰ نے دیرینہ آرزو پوری فرما دی.... فرمایا "مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب؟" عرض کی "لوگ یوں کہہ دیتے ہیں" فرمایا اپنے منہ سے کہو" عرض کی "حضرت میں اپنے منہ سے کیسے کہہ سکتا ہوں" حضرت کے ہاں تو قدم قدم پر اصلاح جاری رہتی تھی.... فرمایا تعریفاً کہنا تو جائز نہیں لیکن تعارفاً کہنے میں تو کوئی حرج نہیں...."

بہرکیف دونوں حضرات تشریف فرما ہوئے.... مزاج پرسی کے بعد شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی "حضرت! یہ گھیور بطور ہدیہ لایا ہوں...." فرمایا "میں پہلی ملاقات میں ہدیہ نہیں لیا کرتا...." عرض کیا "میرے والد صاحب نے مجھے وصیت کی تھی کہ جب بھی کسی بزرگ کے پاس جاؤ تو کچھ نہ کچھ ہدیہ لے کر جاؤ اس لئے قبول فرما لیجئے" فرمایا "میرے ابا کی وصیت یہ ہے کہ پہلی ملاقات میں کسی سے ہدیہ قبول نہ کرنا.... آپ کو اپنے ابا کی وصیت کا احترام ہے تو مجھے اپنے ابا کی وصیت کا پاس ہے.... الغرض کچھ دیر اسی طرح اصرار و انکار ہوتا رہا پھر حضرت نے فرمایا "میں اب گھر جاتا ہوں اور آپ کے لئے کھانا بھیجتا ہوں کھانا کھائیے آرام کیجئے

www.besturdubooks.net

اور ان کا جواب سوچ رکھئے ان شاء اللہ ظہر کے بعد ملاقات ہوگی....

ظہر کے بعد مجلس عام میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشیں اور شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت کا منظر دیدنی تھا.... شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری محفل کو کشتِ زعفران بنادیا.... ہدیہ قبول کرنے کے سلسلہ میں پھر اصرار وانکار رہا.... آخر حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کو اس کا جواب بتلاتا ہوں.... آپ والد صاحب کا حوالہ مت دیجئے بلکہ یوں کہئے کہ "میں عطاء اللہ شاہ تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ہدیہ قبول کرلو...." پھر میں رکھ لوں گا اور یہ تصور کروں گا کہ..... عالم تھے آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے.... اس لئے ان کا حکم ٹال نہ سکا.... شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اپنے منہ سے یہ نہ کہا بلکہ یوں عرض کی کہ حضرت.... جب آپ نے کہہ ہی دیا ہے تو اب قبول فرمالیجئے.... خیر ہدیہ قبول ہوا اور اگلے روز شاہ جی واپس سہارن پور تشریف لے گئے.... (ماہنامہ محاسن اسلام)

اختلاف کے آداب

کسی کے احوال واقوال اور افکار ونظریات سے الگ راستہ اختیار کرنے کو اختلاف کہتے ہیں۔ جب کسی بات پر اختلاف بڑھتے بڑھتے تنازع کی شکل اختیار کرلے تو اسے مجادلہ کہتے ہیں۔ جب مخالفین کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت وسیع ہوجائے اور تبصرہ وتنقید کی جنگ اتنی تیز ہوجائے کہ اظہارِ حق وصواب کے بجائے ہر فریق ایک دوسرے پر محض غلبہ حاصل کرنا چاہے اور افہام وتفہیم کی گنجائش نہ رہے تو ایسی حالت کو شقاق کہتے ہیں۔ دین اسلام نے دو مسلمان بھائیوں میں اختلاف رائے کی گنجائش تو رکھی ہے مگر مجادلہ اور شقاق کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اختلاف رائے فطری عمل ہے۔ قرآن مجید میں قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی گئی کہ:

"وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ" (روم:۲۲) ("تمہارا زبان اور رنگوں میں اختلاف)

جس طرح زبان اور رنگ کا اختلاف مشیت خداوندی ہے اسی طرح انسانوں کے عقل وحواس کا فرق بھی فطری عمل ہے۔ زبان ورنگ کا فرق اگر خالق کائنات کی نشانیوں میں سے ہے تو انسانی عقلوں کا تفاوت بھی اسی کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس طرح سب انسانوں کی شکلیں ایک جیسی ہوتیں تو زندگی بے رنگ ہوتی، اسی طرح سب انسانوں کی عقلیں ایک جیسی ہوتیں تو زندگی بے ڈھنگ ہوتی۔ بھلا سب انسان سب چیزوں میں برابر ہوتے تو زندگی کی رونق وشادابی کیسے ہوتی؟

www.besturdubooks.net

اے ذوق! اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے　　　گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَایَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ط وَلِذٰلِکَ خَلَقَھُم (ھود: ۱۱۸)

(اگر تمہارا رب چاہتا تو سب انسانوں کو ایک ہی اُمت بنا دیتا، وہ تو ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارا رب رحم کرے اور اسی لیے اس نے لوگوں کو پیدا کیا)۔

پس جب انسانی عقل واستعداد میں فرق ہے تو کسی بھی معاملے میں لوگوں کی رائے ایک بھی ہو سکتی ہے اور مختلف بھی ہو سکتی ہے۔ یہ رائے کا اختلاف اگر حد سے تجاوز نہ کرے اور اس کے اُصول وآداب کا التزام کیا جائے تو سب کچھ رحمت ہے۔

اختلاف کا تکوینی راز

خالق کائنات کو اپنی صفت جلال و جمال کی جلوہ نمائی منظور تھی۔ اس لیے اس نے انسانوں کو عقول واذہان سے مرکب فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ اختلاف کرتے نظر آئیں گے۔ اس باہمی کشمکش میں خدائی قہر ومہر کا سامان مہیا ہوتا رہے گا۔ اگر اس دُنیا میں یہ اختلاف رونما نہ ہوتا تو یہ محشرستان، عالم خموشاں بن جاتا اور یہاں رہنے والے یا صرف خدائی مہر کے مظہر ہوتے یا خدائی قہر کے۔ لیکن مالک قضا وقدر کو ایک نا تمام کمال کا مظاہرہ ناپسند تھا۔ پس اس نے اختلاف انسان کے خمیر میں رکھ دیا۔

اختلاف مقبول کے فوائد

اختلاف رائے اگر حدود وقیود میں رہے تو اس کے کچھ فوائد بھی ہیں: (۱) ایک تصویر کو مختلف نکتہ نظر سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ (۲) ایک مسئلہ کے متعدد حل سامنے آتے ہیں۔ (۳) کسی بھی مسئلے کو ہر زاویے سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ (۴) ذہنی ریاضت، سوچ وبچار اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (۵) آج کی سائنسی ترقی کا بنیادی راز ہی اختلاف رائے ہے۔ اگر اختلاف رائے کا اختیار نہ ہو تو سب تحقیقات جامد ہو جائیں۔

دین اسلام کی جامعیت اور حسن وکمال کی ایک وزنی دلیل یہی ہے کہ اس نے اختلاف مقبول کا دروازہ کھلا رکھا۔ تاہم اختلاف رائے کی حدود کو اس لیے متعین کر دیا تا کہ اختلاف "خلاف" کی

www.besturdubooks.net

صورت اختیار کر کے فتنہ وفساد کا موجب نہ بن جائے۔یادرکھیں کہ اگر قدرت اپنے غیبی ہاتھ سے اختلافات کی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا نہ کرتی رہی تو عالم فنا ہو جائے۔ عجیب بات یہ کہ اس علم اختلاف کی بقا کا سبب بھی یہی اختلاف ہے اور اس کا حد سے بڑھ جانا اس کی فنا کا سبب بھی ہے۔

پھونک ڈالا ہے میری آتش نوائی نے مجھے   اور میری زندگانی کا یہی سامان بھی ہے

اگر بد نیتی اور بغض وعناد کی وجہ سے کسی کو اختلاف برائے اختلاف ہو تو اس کو خلاف کہتے ہیں۔پس اختلاف جائز ہے مگر خلاف منع ہے۔

(۱)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مذمت یوں فرمائی ہے کہ:"اَلْخِلَافُ شَرٌّ"......"خلاف شر ہے۔" (العواصم من القواصم، ص:۸)

(۲)...... علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواہ مخواہ کے اختلاف کے متعلق فرمایا ہے:"اِنَّ الرَّحْمَةَ تَقْتَضِیْ عَدَمَ الْاِخْتِلَافِ" (تقاضائے رحمت یہ ہے کہ خواہ مخواہ کا اختلاف نہ کیا جائے)۔(۳)...... حدیث پاک میں ہے:"اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ"......"بنی اسرائیل اپنے انبیاء کے بارے میں اختلاف اور کثرت سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔" (مسند احمد)

(۴)...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو صحابی رضی اللہ عنہما کسی آیت کے سلسلہ میں اختلافی بحث کر رہے تھے۔ان کی آوازیں بلند ہوتی ہوئی سنیں تو نبی علیہ السلام غضب ناک ہو کر نکلے اور فرمایا:"اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِی الْكِتَابِ"......"تم سے پہلے لوگ کتاب میں اختلاف کر کے ہی ہلاک ہوئے)۔

(۵)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:"لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَافُ فَهَلَكُوْا"......"اختلاف نہ کرو تم سے پہلے لوگ اختلاف کر کے ہلاک ہوگئے۔" یہ تمام باتیں اختلاف برائے اختلاف کے زمرے میں آتی ہیں۔پس خلاف منع ہے جبکہ اختلاف رائے رحمت ہے۔حدیث پاک میں ہے:"اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ"......(میری اُمت کا اختلاف بھی رحمت ہے)۔

اگر نیتیں ٹھیک ہوں،دلوں میں نور ہو اور نفسانیت سے دور ہو تو اختلاف رائے کے باوجود دل ملے رہتے ہیں۔رائے کا اختلاف دلوں کا اختلاف نہیں بنتا۔دل متحد و متفق رہتے ہیں۔فریقین

www.besturdubooks.net

ایک دوسرے کی عظمت کے معترف رہتے ہیں۔ بلند مقاصد کے حصول کے لیے سب ایک ہوتے ہیں۔ عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں انفرادی اور اجتماعی اختلاف کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم اور اس کے آداب

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اجتماعی اختلاف رائے کی مثالیں

(۱)...... نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد سب سے پہلا اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت وفات میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ نبی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور یہ آیات پڑھیں: "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ" (آل عمران: ۱۴۴)...... یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شرح صدر نصیب ہو گیا۔

(۲)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک اختلاف رائے یہ بھی پیش آیا کہ نبی علیہ السلام کو کہاں دفن کیا جائے؟ بعض کی رائے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ دوسروں کی رائے تھی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث پاک سنائی: "مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلاَّ دُفِنَ حَیْثُ قُبِضَ"...... "ہر نبی کی تدفین وہیں ہوئی جہاں ان کی روح قبض ہوئی۔"

(۳)...... صحابہ رضی اللہ عنہم میں تیسرا بڑا اور اہم اختلاف یہ پیدا ہوا کہ خلیفہ مہاجرین میں سے ہو یا انصار میں سے ہو؟ ایک خلیفہ ہو یا متعدد ہوں؟ یہ بہت نازک مرحلہ تھا۔ تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت خوش اسلوبی سے اسے ختم کر دیا اور سب نے من حیث الجماعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اتفاق برقرار رہا۔

(۴)...... خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں ایک بڑا اہم اختلاف مانعین زکوٰۃ سے جنگ کے بارے میں تھا مگر انہوں نے اپنے حسن نیت اور اُصول آداب اختلاف پر عمل کرتے رہنے کی وجہ سے اس مسئلے کو حل کر لیا۔ مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو گیا۔ سب کے سب دفاع اسلام کے لیے سینہ سپر ہو گئے۔ اسلام کی شان و شوکت میں اضافہ ہوا اور کفر کا شیرازہ بکھر گیا۔

www.besturdubooks.net

انفرادی اختلاف کی چند مثالیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا فیضان پایا کہ ان میں اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سرتا پا سرایت کر گئے۔ محبت و مودت اور ایثار و قربانی کے مقدس جذبات ان میں اس طرح کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے کہ قرآن مجید میں پروردگار عالم نے انہیں "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" (آپس میں رحیم) کے الفاظ سے سرفراز فرمایا۔ مواخات اور بھائی چارے کی کئی ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آئیں کہ دُنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں علمی اختلاف رائے کے باوجود اتنا ادب واحترام تھا کہ آپس میں شیر و شکر نظر آتے تھے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے علمی اختلافات

☆......مفتوحہ اراضی کی تقسیم پر بھی اختلاف تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تقسیم کے قائل تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے وقف کی تھی۔

☆......عطیات کی ترجیح میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عطیات میں مساوات کے قائل تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں ترجیح کے قائل تھے۔

☆......مرتد قیدی عورتوں کے بارے میں بھی اختلاف تھا۔ اپنے دورِ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے خلاف انہیں آزاد کر کے ان کے مردوں کے حوالے کر دیا۔ سوائے ان عورتوں کے جن کے مالک سے کوئی اولاد ہو گئی تھی۔ جیسے محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی ماں خولہ بنت جعفر حنفیہ جو انہی قیدیوں میں سے تھیں۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان اُلفت ومحبت

کئی مسائل میں اختلاف رائے کے باوجود ان دونوں حضرات میں محبت اور تعلق خاطر بڑھتا ہی رہا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ نے ہم پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا دیا ہے ان کی سختی کو آپ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزِ محشر آپ سے اس کا سوال کر لیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟ حضرت

www.besturdubooks.net

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''میں کہوں گا، یا اللہ! میں نے تیرے بندوں میں سب سے اچھے کو ان کا خلیفہ بنایا۔'' (طبقات ابن سعد، ۳/۱۱۹)

کسی نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کئی باتوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی بہتر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یہ سن کر گریہ طاری ہوگیا۔ کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر فرمایا، اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات عمر اور آل عمر سے زیادہ بہتر ہے۔ (حیات الصحابہ: ۶۴۴۱)

یہ باہمی اختلاف کے باوجود اُلفت و محبت کی چند مثالیں ہیں۔ رائیں اگرچہ مختلف ہیں مگر دل ملے ہوئے تھے۔ ان عظیم ہستیوں کے دلوں کو آسمانی رسیوں نے جکڑ رکھا تھا، اس لیے زمین کی مٹی ان پر اثر انداز نہ ہو سکی۔

حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اختلافات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اللہ کے سب سے زیادہ پڑھنے والے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جاننے والے صحابی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کی اتنی رفاقت نصیب رہتی تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو اہل بیت میں شمار کرتے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کو اہل بیت میں سے سمجھتے تھے کیونکہ ان کی آمدورفت نبی علیہ السلام کے گھر میں بہت زیادہ تھی۔ (مسلم الاحکام: ۶/۴۳)

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس آنے والے سے کوئی بڑا کتاب و سنت کا عالم چھوڑا ہو۔ ہم جب غیر حاضر رہتے تو وہ موجود رہتے۔ جب ہمیں روک دیا جاتا تب بھی انہیں اجازت رہتی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان اور تفقہ سب کو معلوم ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے اجتہادات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موافقت فرمائی۔ تشریع اسلامی کے اکثر تاریخ نگار لکھتے ہیں کہ ابن مسعود حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ اکثر ان حضرات کا اجتہاد یکساں ہوتا تھا وگرنہ ابن مسعود حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف رجوع کرلیا کرتے تھے۔ جیسے دادا کی موجودگی میں بھائیوں کو بھی تیسرے اور پھر چھٹے حصہ کی تقسیم کے مسئلے میں آپ نے کیا۔ اس علمی مناسبت کے باوجود کئی مسائل میں دونوں کا اختلاف تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کے درمیان سومسائل مختلف فیہ تھے۔ (اعلام الموقعین ۲/۲۱۸)

چند اختلافی مسائل درج ذیل ہیں: (۱)...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کے درمیان میں کرلیتے تھے اور گھٹنوں پر رکھنے سے روکتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس کے خلاف تھا۔

(۲)...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے "انت علی حرام" (تم مجھ پر حرام ہو) تو یہ قسم اورتاکید ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ طلاق کی ایک قسم ہے۔

(۳)...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر کسی مرد و عورت نے زنا کیا پھر شادی کرلی تو جب تک ایک ساتھ رہیں گے زناکار رہیں گے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ پہلے زنا اور بعد کا عمل نکاح ہوگا۔

حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی باہمی محبت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا "علم و تفقہ سے بھری ہوئی شخصیت" ایک دوسرے موقع پر فرمایا "علم سے ایسے بھرے ہوئے کہ میں اہل قادسیہ پر انہیں ترجیح دیتا ہوں۔" حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک روز دو آدمی آئے۔ ان میں سے ایک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید پڑھا تھا۔ اس نے عرض کیا، میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید پڑھا تھا، یہ سن کر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے حتیٰ کہ ان کا دامن آنسوؤں سے تر ہوگیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جس طرح قرآن مجید پڑھایا تھا، اسی طرح مجھے سناؤ۔ وہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں کوئی فتنہ باز داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ افسوس کہ آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال سے وہ قلعہ ٹوٹ کر

www.besturdubooks.net

بکھر گیا۔ اختلافات علمی کے باوجود محبت واُلفت اور ادب واحترام کے یہ غیر معمولی واقعات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان سے ہمیں اپنی زندگی کو مزین کرنے کی ضرورت ہے۔

عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا اختلاف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا علمی مقام کسی ذی علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وراثت کے مسئلے میں دونوں میں اختلاف رائے موجود تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے یہ تھی کہ دادا کی موجودگی میں باپ ہی کی طرح بھائی بہنوں کی وراثت ساقط ہو جاتی ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ بھائی دادا کی موجودگی میں بھی وراثت پائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس مسئلے پر اپنی صحت اجتہاد کا اتنا یقین تھا کہ ایک دن انہوں نے فرمایا زید رضی اللہ عنہ خدا سے ڈرتے نہیں کہ انہوں نے لڑکے کے لڑکے کو تو لڑکا بنا دیا مگر باپ کے باپ کو باپ نہیں بنایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید رضی اللہ عنہما میں باہمی محبت

اس قدر شدید علمی اختلاف کے باوجود دونوں حضرات میں ادب واحترام کے عجیب مناظر دیکھے گئے۔ ایک بار حضرت زید رضی اللہ عنہ کہیں سے تشریف لا رہے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی سواری کی رکاب تھام لی اور ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے فرزند عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رکاب چھوڑ دیں اور ایسا نہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہمیں یہی سکھایا گیا ہے کہ علماء اور بڑوں کی تعظیم کریں۔ اس پر زید رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہاتھ آگے بڑھایا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے چوم لیا اور فرمایا کہ ہمیں نبی کے اہل بیت رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم ہے۔ (کنز العمال: ۷/۳۷)

جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہایت افسردہ لہجے میں کہا "علم اس طرح رُخصت ہوتا ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ علم کا جانا اس طرح ہوتا ہے۔ آج علم کا بہت زیادہ حصہ دفن ہو گیا۔ (سنن بیہقی: ۶/۲۱۱)

www.besturdubooks.net

حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف

حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے مسئلے میں اختلاف تھا۔ یہ معاملہ اتنا بڑھا کہ جنگ جمل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں لڑے

دونوں حضرات کی باہمی محبت

دونوں حضرات میں اُلفت و محبت اس قدر تھی کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمران سے ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے گھر کی خیریت دریافت کی اور فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہارے باپ کو ان میں سے بنائے جن کے بارے میں کہا گیا:

"وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ"

"اور ان کے سینوں میں جو کینے تھے وہ سب ہم نے کھینچ لیے وہ تختوں پر روبرو بھائی بنے بیٹھے ہیں۔" (الحجر:۴۷) کچھ تابعین حضرات شریک محفل تھے انہیں تعجب ہوا۔ وہ کہنے لگے۔ اللہ معاف کرے یہ کل انہی سے جنگ کر رہے تھے اور پھر جنت میں ان کے بھائی ہو جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ خفا ہوئے اور فرمایا: "اُٹھ جاؤ اللہ کی زمین سے دوری اور بربادی رکھنے والو میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں اس طرح قریب نہ ہوں گے تو کون ہوگا؟" (طبقات ابن سعد ۲۲۴/۳)

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان قصاص عثمان رضی اللہ عنہ پر سخت اختلاف ہوا۔ حتیٰ کہ بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے آپس میں جنگ بھی ہوئی۔

دونوں حضرات کا باہمی تعلق

ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے مخالفین کے متعلق سوال کیا کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، نہیں وہ شرک سے دور ہیں۔ اس

www.besturdubooks.net

نے پوچھا، کیا وہ منافق ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، منافق اللہ کو کم یاد کرتے ہیں۔ سائل نے پوچھا، پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے اختلاف کیا۔'' (سنن بیہقی: ۱۷۷/۸)

ابو صالح نے کہا کہ ایک روز ضرار بن ضمرہ کنانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم سے علی رضی اللہ عنہ کے کچھ اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین مجھے معاف رکھیں۔ آپ نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا: ''بخدا! وہ ایک بلند نظر دور اندیش اور طاقتور انسان تھے۔ ان کی بات فیصلہ کن اور حکم عادلانہ ہوتا تھا۔ ان کے اطراف و جوانب سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ دُنیا کی رنگینیوں سے دور رہ کر رات کی تاریکیوں سے مانوس رہتے تھے۔ واللہ! وہ بہت گریہ وزاری کرنے والے تھے، ہر وقت سوچ میں غرق رہتے تھے۔ اپنی ہتھیلیاں اُلٹتے پلٹتے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ معمولی لباس اور معمولی کھانا پسند کرتے تھے۔ بخدا! وہ ہمیں اپنے جیسے آدمی نظر آتے۔ جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ ہمیں قریب رکھتے اور ہماری باتوں کا جواب دیتے لیکن اتنا قریب ہونے کے باوجود ان کا رُعب اتنا ہوتا تھا کہ ہم ان سے بات نہ کر سکتے تھے۔ وہ مسکراتے تو موتیوں جیسے دانت نظر آتے۔ وہ دین داروں کی تعظیم کرتے۔ فقراء و مساکین سے محبت کرتے تھے، کوئی طاقتور آدمی ان سے غلط کام کروانے کی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور کوئی کمزور آدمی ان کے عدل سے مایوس نہ ہوتا تھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ شب کی تاریکیوں میں انہیں میں نے دیکھا کہ محراب کے اندر اپنی داڑھی پکڑے ہوئے اس بے چینی سے تڑپ رہے ہیں جیسے انہیں کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو اور کسی غمزدہ اور ستم رسیدہ شخص کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ ان کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اے میرے پروردگار! اے میرے پالنہار! اللہ تعالیٰ کے حضور وہ گریہ کرتے تھے اور دُنیا سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے، تم میرے پاس آرہی ہو، تم مجھ سے نظریں جمارہی ہو۔ افسوس! افسوس! جاؤ کسی اور کو دھوکا دو۔ میں نے تمہیں تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اے دُنیا تمہاری عمر مختصر، تمہاری محفل ذلیل و حقیر اور تمہارا فائدہ بہت کم ہے۔ آہ! آہ! توشۂ راہ کتنا قلیل سفر کتنا طویل اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔''

www.besturdubooks.net

یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے۔ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ جسے وہ آستین سے پونچھتے رہے۔ حاضرین مجلس کی بھی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ابوالحسن، ایسے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ (الحلیہ از ابونعیم، ۸۴/۱)

دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور دورِ تابعین میں اسباب اختلاف

عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے۔ تاہم یہ اختلاف ضعف عقیدہ یا دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ان سب کا مقصود تلاش حق اور اصابت آراء واحکام ہی تھا۔ لہٰذا یہ سارے اختلاف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سمجھنے میں لغوی یا اجتہادی وجہ سے پیش آئے۔ ان اسباب کے پیچھے بدنیتی کا دخل ہرگز نہیں تھا۔ گو کہ منافقین ان میں اختلافات کے بیج اُگانے کے لیے ہر دم کوشاں رہتے تھے۔ اس نیک نیتی کا نتیجہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہی ان کے اختلافات ختم ہو جاتے۔ اگر انہیں کوئی نص مل جاتی جو بعض کو معلوم ہوتی تب بھی یہ اختلاف دم توڑ دیتے۔ فطرت سلیمہ جہاں حق بات پالیتی ہے بے چون وچرا اسے قبول کرلیتی ہے۔ پس صحابہ وتابعین کے دور میں علمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ محبت وہم آہنگی کی فضا برقرار رہی۔ صدق وصفا کی بارشیں ہوا وہوس کا میل دھوتی رہیں اور دل ایک دوسرے سے مربوط رہے۔

اختلاف آئمہ کرام اور اس کے آداب

اسباب اختلاف کا عہد بہ عہد منتقل ہونا فطری امر ہے۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بلاد اسلامیہ میں ایک طوفان برپا ہوگیا۔ اس کے نتیجے میں کچھ ایسے حادثات رونما ہوئے جنہوں نے دائرہ اسلام میں نئی نئی چیزوں کو داخل کر دیا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ ہر شہر اور ہر ملک کے مسلمان وضع وتلبیس کے خوف سے صرف اسی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے جو انہیں پہنچی، اس سے فقہ کے مختلف مکاتب فکر نے جنم لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا

www.besturdubooks.net

فضل و کرم ہی ہے کہ اس نے مجتہدین کے فقہی اختلافات کو دائرہ جواز ہی میں رکھا۔ آئمہ فقہاء نیک نیتی سے حکم صحیح تک پہنچنے کے لیے اپنی ساری ذہنی و عقلی صلاحیتیں استعمال کرتے تھے۔ ہر ملک کے اہل علم حضرات ان اصحاب فقہ وافتاء کی اقتداء کرتے رہے۔ ضرورت کے تحت قاضی حضرات کسی ایک قول یا مسلک پر اصرار کی بجائے دوسرے فقہی مسلک پر بھی عمل کر لیتے۔ ایک ہی چشمہ سے سب سیراب ہوتے۔ دلائل میں اگرچہ اختلاف ہوتا تاہم اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کر دیتے۔ "ھذا احوط. ھذا احسن. ھذا ما ینبغی" وغیرہ وغیرہ۔

اختلاف کی چند مثالیں

(۱) کچھ لوگ نماز میں بسم اللہ پڑھتے تھے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ کچھ جہر پڑھتے تھے کچھ خفی پڑھتے تھے۔ (۲) کچھ لوگ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ (۳) نکسیر پھوٹنے اور قے آنے سے بعض کے نزدیک وضو کی تجدید ضروری تھی بعض کے نزدیک نہیں۔ (۴) عورت کو صرف چھو لینا بعض کے نزدیک ناقض وضو تھا بعض کے نزدیک نہیں۔ (۵) براہِ راست آگ پر بھنے ہوئے اونٹ کا گوشت کھانے سے بعض کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا، بعض کے نزدیک نہیں۔

آئمہ کرام میں محبت واحترام کی مثالیں

(۱)......امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت میں آئمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اگرچہ وہ آہستہ یا زور سے بسم اللہ پڑھنے کا التزام نہیں کرتے تھے۔

(۲)......امام رشید رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پچھنے لگوانے کے بعد امامت کروائی۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی اور اس کا اعادہ بھی نہ کیا حالانکہ ان کے نزدیک پچھنے لگوانا ناقض وضو تھا۔

(۳)......امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ امام کے بدن سے خون نکلا اور اس نے وضو نہیں کیا۔ بتائیے کیا اس کے پیچھے نماز ہو گئی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے کیسے نماز نہ پڑھوں۔

www.besturdubooks.net

(۴)......امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار نماز فجر امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مقبرہ کے پاس ادا کی اور دُعائے قنوت نہ پڑھی جبکہ ان کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ جب اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اس کی بارگاہ میں ہوں کیسے اس کی مخالفت کرسکتا ہوں۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ۳۳۵)

(۵)......امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث وافتاء کی بیش بہا خدمت کی اور مؤطا امام مالک جیسی گراں قدر کتاب لکھی۔ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے اس کتاب کے چند نسخے بنوا کر دوسرے شہروں میں بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ لوگ ایک ہی فقہ پر عمل کریں اور اختلافات ختم ہو جائیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا ایسا نہ کریں لوگوں تک بہت سی احادیث اور روایات پہنچ چکی ہیں اور ہر جگہ کے لوگ ان میں سے کچھ اپنا چکے ہیں جو انہوں نے اختیار کرلیا اس پر انہیں چھوڑ دیں۔ آپ کے اس اقدام سے مزید اختلافات بڑھیں گے۔ خلیفہ منصور نے یہ سن کر کہا: ''ابوعبداللہ! آپ کو اللہ تعالیٰ اور توفیق دے۔''

حضرت لیث بن سعد کا مکتوب

آداب اختلاف کی وجہ کی ایک اور بہترین اور عمدہ مثال وہ مکتوب ہے جسے فقیہ مصر امام لیث بن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے نام بھیجا۔ امام لیث بن سعد امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کمال ادب کے ساتھ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی طرف تمام اختلافی مسائل کی تفصیل لکھی اور امام مالک کے متعلق اپنے جذبات کو بیان کرتے ہوئے لکھا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو خیر وصلاح عطا فرمائے۔ زیادہ دنوں تک باقی رکھے کیونکہ اسی میں لوگوں کی بھلائی ہے۔ آپ کے چلے جانے سے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہے۔ دوری کے باوجود آپ کے مقام ومرتبہ سے آشنا ہوں۔ آپ کے بارے میں یہ میری رائے اور قدر ومنزلت ہے۔''

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے فقہی مسائل میں کافی اختلاف تھا۔ اس کے باوجود دونوں ایک دوسرے کی علمی صلاحیتوں کے معترف رہتے تھے۔ قاضی عیاض

www.besturdubooks.net

المدارک میں فرماتے ہیں: ''امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک روز میں نے مدینہ طیبہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو کر کے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اے مصری! وہ واقعی فقیہ ہیں۔ اس کے بعد میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق کتنی اچھی بات کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح جواب اور بھرپور تنقید میں اس سے تیز خاطر آدمی میں نے نہیں دیکھا۔''

امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہما اللہ

(۱)...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ رحمہ اللہ نے ایک دن پوچھا، والد محترم! شافعی کون ہیں؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لیے بہت دُعائیں کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، بیٹا! شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ وہ اس دُنیا کے لیے آفتاب اور انسانوں کے لیے خیر و برکت تھے۔ کیا ان دونوں چیزوں کا کوئی عوض ہو سکتا ہے؟

(۲)...... محدث یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک ملاقات میں صالح بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا ''آپ کے والد شرماتے نہیں، میں نے انہیں دیکھا ہے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سواری پر ہیں اور یہ ان کی رکاب پکڑے ہوئے پیدل چل رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو تو کہنا کہ میرے والد کہہ رہے تھے، اگر فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ اور دوسری طرف کی رکاب تم تھام لو۔ (الانتقاء)

(۳)...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس میں کسی حدیث کا مجھے علم نہ ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ شافعی یہ کہتے ہیں کیونکہ وہ قریش کے امام و عالم تھے۔ (آداب الشافعی، ۸۶)

(۴)...... داؤد بن علی اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ مکہ مکرمہ میں میری ملاقات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا، آئیے میں آپ کو ایک ایسا آدمی دکھاؤں کہ آپ کی آنکھوں نے ویسا آدمی

www.besturdubooks.net

نہ دیکھا ہوگا۔اس کے بعد انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا۔

(۵)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت اور علمی شہرت کا اعتراف تھا۔ایک مرتبہ انہوں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا تم لوگ حدیث و رجال کے مجھ سے بڑے عالم ہو۔جب کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے بتاؤ خواہ وہ کوفی ہو، بصری ہو یا شامی ہو، جو بھی صحیح حدیث ہوگی میں اسے اختیار کر لوں گا۔

(۶)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تو تعظیماً ان کا نام نہ لیتے تھے بلکہ یوں کہتے تھے: "حَدَّثَنَا الثِّقَةُ مِنْ اَصْحَابِنَا"......"ہمارے احباب میں سے ثقہ نے یہ حدیث بیان کی)۔......"انبانا الثقۃ" (ہمیں ایک ثقہ آدمی نے خبر دی)۔......"اخبرنا الثقۃ" (ہمیں ایک ثقہ آدمی نے بیان کیا)۔ (مناقب الامام احمد بن جوزی، ۱۶۶)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقوال علماء

(۱)......امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں امیر المؤمنین کہلاتے تھے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت عزت و تکریم کرتے تھے۔ان کے مقام و مرتبہ کے مداح تھے۔جب انہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمایا "آپ کے ساتھ ہی فقہ بھی کوفہ سے رخصت ہوگئی۔اللہ تعالیٰ انہیں اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازے۔"

(۲)......ایک شخص نے حضرت یحییٰ بن سعید القطان سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "بخدا! ہم ان سے اچھی باتوں کو لیتے رہتے تھے۔"

(۳)......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی روایتیں ہیں۔ایک روز کسی شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ اشارہ کرنا چاہا تو انہوں نے فرمایا: "خاموش رہو اگر تم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو گے تو عقل و نجابت کو دیکھو گے۔"

(۴)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ ایک معتدل آدمی تھے۔پھر ابن ابی شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ معتدل شخص تھے۔

www.besturdubooks.net

اس کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''اگر وہ مسجد کے ان ستونوں کے بارے میں تم سے قیاس کی باتیں کرتے ہوئے کہیں کہ یہ لکڑی ہے تو تم سمجھو گے کہ لکڑی ہی ہے۔'' اس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس اور عقل وذہانت کا پتہ چلتا ہے۔

(۵)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی یہ مقولہ تو بہت مشہور ہے کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے محتاج ہیں۔ (الانتقاء:۱۳۶)

(۶)......فضل بن موسیٰ سینائی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تنقیدی باتیں کرتے رہتے ہیں تو فرمایا: جس علم سے یہ لوگ ناواقف وناآشنا تھے، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ سب پیش کر دیا اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ اس لیے لوگ ناسمجھی کی وجہ سے یا حسد کی وجہ سے ان پر تنقید کرنے لگ گئے۔

سلف صالحین کا محتاط رویہ

سلف صالحین علمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کی علمی کاوشوں کے معترف رہتے تھے۔ طنز وتعریض سے اجتناب کرتے اور دُنیا طلبی کی بجائے خدا طلبی میں اپنے اوقات کو خرچ کرتے تھے۔ سائل کا جواب دینے میں ان کا رویہ بہت محتاط تھا۔ ''لا ادری'' کہہ کر خوش ہوتے تھے۔ شہرت وناموری سے گھبرایا کرتے تھے۔ یہ گراں قدر آداب اسی لیے ظاہر ہوتے تھے کہ ان پر نفسانیت وانانیت کی بجائے عاجزی وانکساری کا غلبہ تھا۔ یہی آداب عالیہ اور اخلاق فاضلہ ان کا سرمایہ تھا جن سے آج تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

چوتھی صدی ہجری کے بعد کی حالت

چوتھی صدی ہجری کے بدلتے ہوئے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاکم وقت بھی تھے اور وارث علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ جب معاملہ قرون ثلاثہ سے آگے پہنچا تو نظام حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں آیا جو دُنیاوی معاملات میں تو ماہر تھے مگر دینی علوم کے حامل نہ

www.besturdubooks.net

تھے۔ چنانچہ انہیں اپنے قاضیوں سے دینی اُمور میں مدد لینا پڑتی۔ اس دور کے لوگوں نے دیکھا کہ خلفاء وامراء کس طرح علمائے دین کی عزت وتکریم کر رہے تھے تو بعض لوگ دُنیا طلبی کی غرض سے طالب علم بن گئے۔ افتاء کا علم حاصل کر کے اپنے آپ کو منصب کے لیے پیش کرنے لگے۔ ان میں سے کچھ محروم رہے اور کچھ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ حکمرانوں کے سامنے سرنگوں ہو کر ذلت طلب کے مرتکب ہوئے۔ پہلے یہی فقہاء مطلوب تھے اب طالب بن گئے۔ پہلے سلاطین سے دور رہ کر باعزت تھے اب خود تقرب حاصل کر کے ذلت برداشت کرنے لگے، سوائے ان علمائے کرام کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیوی آلائشوں سے بچائے رکھا۔"

وقت کے ساتھ ساتھ ایسے امراء ورؤسا پیدا ہوئے جو مباحثوں اور مناظروں میں دلچسپی لینے لگے۔ بس ہر طرف مناظروں کے فنوں اور طریقوں پر کتابیں مرتب ہونے لگیں۔ معمولی صلاحیت کے لوگ مسائل میں غور وخوض کرنے لگے اور تعصب وتشدد اور تباہ کن جنگ وجدال کی راہیں ہموار ہو گئیں۔ منصب قضاء پر بیٹھنے والے حضرات نے سلاطین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آسانی اور سہولت کی راہیں ڈھونڈنا شروع کر دیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱)......کوئی سائل پوچھتا کہ عورت کو یا عضو تناسل کو چھونے سے وضو کا کیا حکم ہے تو جواب ملتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲)......گھوڑے کا گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو جواب دیتے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔

(۳)......تعزیرات میں تجاوز حدود کے سوال کا جواب ملتا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اجازت دی ہے۔

(۴)......وقف کی جائیدادیں جب بے کار پڑی ہوں اور اس کا متولی اسے آباد اور مفید نہ بنا سکے تو اس کے بیچنے کا فتویٰ دیا جاتا کہ مسلک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں جائز ہے۔ پس اوقاف مسلمین سال بہ سال ملکیت خاص میں تبدیل ہونے لگے۔

تقلید کی ضرورت واہمیت

مشکوٰۃ نبوت اور خیر القرون سے جیسے جیسے بُعد ہوتا گیا زندگیوں میں تقویٰ وطہارت

www.besturdubooks.net

اور خشیت الٰہی میں بھی کمی آتی گئی۔ شریعت کے مسلمہ قواعد سے غفلت برتی جانے لگی۔ جب دین کی نصرت وحمایت کرنے والی شخصیتیں ہی پستی کا شکار ہونے لگیں تو کم فہم لوگ دین کو ہلکا سمجھنے لگے۔ افتاء کا کام وہ لوگ سرانجام دینے لگے جو سلاطین اور امراء کے زیر اثر پروان چڑھے اور نفسانی ہواؤں کے طوفان میں نصوص کی گردنیں مروڑنے لگے، کوئی سختی کو روا رکھنے لگا اور کوئی آسانی کی راہیں تلاش کرنے لگا۔

صلحائے اُمت نے جب افراط وتفریط کا معاملہ دیکھا تو انہیں اس مرض کا یہی علاج سمجھ میں آیا کہ لوگوں کو تقلید کی رسی سے جکڑ دیا جائے۔ اختلافی مسائل میں متقدمین کے اقوال وآراء کی طرف رجوع کیا جائے۔ پس جمہور مسلمین نے آئمہ اربعہ کی تقلید پر اعتماد کرلیا۔ اُمت مسلمہ کے عروج وزوال کی داستان میں یہ حقیقت چھپی نہیں رہ سکتی کہ تقلید آئمہ کی وجہ سے دین کی شکل مسخ ہونے سے بچ گئی ورنہ ہر دور میں نام نہاد مجتہد اپنی نفسانی خرابیوں اور بے زہد زندگیوں کی وجہ سے نہ جانے کیا کیا فتاویٰ جاری کرتے یا پھر سلاطین وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نہ معلوم کتنے ''دین الٰہی'' ترویج پاتے۔

ماضی قریب کے حالات وواقعات

مسلمان امراء وسلاطین کے دلوں میں جب دُنیا کی محبت غالب آگئی اور دارِ آخرت کی یاد دلوں سے نکلتی گئی تو ہر ایک پُرتعیش زندگی گزارنے کا عادی بن گیا۔ اس جلتی پر تیل کا کام ان درباری علماء نے کیا جو دُنیا طلبی اور جاہ طلبی کے مہلک مرض میں گرفتار تھے اور ان کا مقصود نام ونمود اور مال وجاہ تھا۔

پاک وہند کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو شہنشاہ اکبر نے ابوالفضل اور فیضی جیسے نام نہاد علماء کے ذریعے تعظیمی سجدہ جائز ہونے کے فتوے حاصل کیے۔ دین الٰہی کے نام پر ایک نئے دین کی بنیاد رکھی۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں حق پرست علماء کس طرح چین سے بیٹھ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ظلم وستم اور جبر واستبداد کے خلاف آواز بلند کرنا شروع کردی۔ طاقت کے نشے میں سرشار حکام وقت نے بعض کو پابند سلاسل کردیا اور بعض کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ احیائے دین کی کوششیں رنگ لائیں اور شیخ احمد سرہندی مجدد

www.besturdubooks.net

الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے دین اکبری کے تار پود بکھیر دیئے۔ بدعات کا قلع قمع کیا اور متروکہ سنتوں کو پھر سے تازہ کیا۔ رشد و ہدایت کی ایسی ہوا چلی کہ جہانگیر جیسے دین دار آدمی نے جگہ سنبھالی اور اس کا نتیجہ یادگار اسلاف اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اورنگزیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے علمائے حق کی ایک جماعت کو فتاویٰ کی تدوین کا حکم دیا۔ پس اُمت مسلمہ کو فتاویٰ عالمگیری کی شکل میں ایک تحفہ نصیب ہوا۔

علمائے حق کا یہ قافلہ صدق و صفا کے راستے پر گامزن رہا۔ انہیں کبھی تو دین دشمن دُنیا داروں سے لڑنا پڑا اور کبھی جاہل صوفیوں کی بیہودہ حرکتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم دیئے سے دیا جلتا رہا اور علم کا نور سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا رہا۔ جہاں نفسانیت کی بے شمار مثالیں سامنے آئیں وہاں خلوص وللٰہیت کے مناظر بھی دیکھے گئے۔

قاضی ضیاء الدین سنامی رحمتہ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ آپ حضرت خواجہ صاحب سے سماع کے متعلق ہمیشہ سختی سے باز پرس کرتے مگر خواجہ صاحب مسلسل معذرت کے ساتھ پیش آتے اور قاضی صاحب کی تعظیم و تکریم فرماتے۔ کچھ عرصے بعد قاضی صاحب بیمار ہو گئے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو آپ قاضی صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے، دروازے پر پہنچ کر کسی خادم کے ذریعے پیغام بھیجا کہ نظام الدین عیادت کے لیے حاضر ہوا ہے۔ قاضی صاحب نے جواب بھجوایا کہ یہ میرا آخری وقت ہے اس وقت میں کسی بدعتی کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ جب خادم نے آکر پیغام پہنچایا تو خواجہ صاحب نے کہا جاؤ اور قاضی صاحب سے کہہ دو کہ میں تمام بدعات سے توبہ تائب ہو کر آیا ہوں۔ جب قاضی صاحب کو یہ پیغام ملا تو فرط مسرت سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے اپنا عمامہ سر سے اُتارا اور خادم سے فرمایا کہ میرا عمامہ راستہ میں بچھا دو اور خواجہ صاحب سے کہو کہ اپنے جوتوں سمیت چل کر اندر تشریف لائیں۔

اس دور میں عوام الناس کی زندگیاں بہت سادہ تھیں مگر رنگین مزاج امراء و سلاطین نے قوم کی کشتی کو بیچ دریا ڈبو دیا۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا جب انگریز نے پاک و ہند پر قبضہ کر لیا۔ اب علمائے ربانی پر حاکم وقت نے جبر و استبداد کی انتہا کر دی جس کی داستانیں رنگون اور مالٹا کی جیلوں کی دیواریں زبان حال سے اب بھی سنا رہی ہیں۔ قربانیاں آخر

www.besturdubooks.net

رنگ لائیں اور پابند سلاسل ہونے کے باوجود تفسیریں لکھنے والے حضرات کی دعائیں قبولیت پاگئیں۔رب کائنات نے مسلمانوں کوآزادی کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔

ماوراء النہر کی مسلمان ریاستوں کو ستر سال کمیونزم کی چکی میں پسنے کے بعد آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا۔عرب ممالک میں تیل و معدنی ذخائر کی پیداوار نے دُنیا کو حیران کردیا۔صفحہ ہستی پر 80 کے قریب مسلمان ممالک موجود ہونے کے باوجود آج دُنیا میں مسلمانوں کی آواز کوئی وزن نہیں رکھتی۔دُنیا میں نام کے مسلمان تو کروڑوں ہیں مگر کام کے مسلمان ہزاروں بھی مشکل سے ہوں گے۔یورپ نے سائنسی میدان میں خوب ترقی کی اور مادی وسائل کی وجہ سے اپنا اثر ورسوخ پوری دُنیا پر جمالیا۔آج کے مسلمانوں کی حالت زار اگر آنسوؤں کی روشنائی سے لکھی جائے تو بے محل نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں اُمت مسلمہ کی حالت زار

آج اُمت مسلمہ داخلی انتشار واندرونی خلفشار پیدا کرنے والے فکری بحران کا شکار ہے۔گوکہ علم و دانش کی کوئی کمی نہیں مگر مفاد پرستی اور نفس پرستی نے اُمت مسلمہ کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔علم تو پالیا مگر آداب علم سے غافل رہے۔وسیلہ تو مل گیا مگر مقصد ہاتھ سے جاتا رہا۔ امر مباح ومندوب پر اختلافات نے اُمت سے بہت ساری چیزیں چھین لیں۔مسلمانوں کو ''فن اختلاف'' میں تو مہارت حاصل ہوگئی مگر ''رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ'' کے اُصول وآداب سے عملاً ناآشنا رہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ ہر میدان میں مسلمان اتنے زوال پذیر ہوئے کہ ہوا ہی اکھڑ گئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ'' (الانفال:۴۶)

''اور آپس میں نہ جھگڑو، پس تم ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔''

آج مسلمان مادی وسائل واسباب کے اعتبار سے خود کفیل ہیں مگر افکار ونظریات کے لحاظ سے کمزور قوم بن چکے ہیں، اپنی اعلیٰ اقدار وروایات سے عملی طور پر دستبردار ہو کر ''پدرم سلطان بود'' کے زبانی دعوؤں سے اپنا دل بہلا رہے ہیں۔

دورِ حاضر کا اختلاف

دورِ حاضر میں مسلم معاشرہ کئی حصوں میں منقسم ہو چکا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

www.besturdubooks.net

۱۔ دُنیا دار طبقہ

یہ وہ لوگ ہیں جو نام کے مسلمان ہیں مگر عملی زندگی میں من مرضی کے مالک ہیں۔ نفسانیت کی سواری پر بیٹھ کر اندھا دُھند فرنگی اقوام کی تقلید کر رہے ہیں۔ ان کے لباس، بود و باش، گفتار و کردار ہر چیز پر فرنگیت غالب آ چکی ہے۔ راگ تو یہ الاپتے ہیں دین و دُنیا برابر کا مگر عملاً یہ دُنیا کی محبت میں مستغرق ہیں۔ دین دار لوگوں سے اب انہیں وحشت اور دینی وضع قطع سے انہیں نفرت ہے۔ گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو انہیں اس بچے کو کلمہ یاد کروانے کی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی انگریزی کے الفاظ سکھانے کی فکر ہوتی ہے۔ ڈیڈی ممی انکل وغیرہ کے نام یاد کروا کر خوش ہوتے ہیں جس طرح کوئی مسلمان فرض و واجب کی ادائیگی سے خوش ہو۔ بچپن سے ہی بچے کی ذہن سازی کرتے ہیں کہ اسے بڑا ہو کر دُنیا کے بڑے عہدے حاصل کرنے ہیں۔ عصری علوم حاصل کرنے کے لیے اگر بچہ محنت نہ کرے تو اس پر سختی کرتے ہیں جبکہ دین کا معاملہ ہوتا ہے تو بچے کی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ بچہ نماز روزہ تو چلو کرے مگر دینی وضع قطع اپنا کر مولوی نہ بنے۔ گھروں کے ماحول میں آزاد خیالی اور عریانی غالب ہوتی ہے۔ ہر جائز و ناجائز طریقے سے مال سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام زندگی میں لہو و لعب اور شادی بیاہ کی تقریبات میں نمود و نمائش میں مشغول رہتے ہیں۔ گھر کے مردوں کو مال سمیٹنے سے فرصت نہیں ہوتی جبکہ گھر کی عورتوں کو فیشن پرستی سے فراغت نہیں ہوتی۔ گو دُنیا کی لذتیں دن رات لیتے ہیں مگر پریشان حالی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ ان کے دل سکون سے خالی اور ان کے ذہن تفکرات سے بھرے ہوتے ہیں۔ ان کا کام اپنی نجی مجالس میں دوسروں پر تنقید کرنا ہوتا ہے۔ جب بھی دیندار لوگوں کا تذکرہ آتا ہے تو نہ صرف ناک بھوں چڑھا کر اپنی ناگواری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ناپسندیدہ کلمات کے ذریعے اپنی دلی بیزاری کا اقرار کرتے ہیں۔ بات بات میں اُمت مسلمہ کی ہر ذلت و پستی کا ذمہ دار انہی دیندار لوگوں کو ٹھہراتے ہیں۔ علمائے دین کو موجودہ اقدار سے نابلد معاشرہ کے مسائل سے ناآشنا قومی تقاضوں سے غافل ملکی فلاح و بہبود سے بے پروا اور ترقی کی راہ میں سب سے

www.besturdubooks.net

بڑی رُکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ان کی سب سے وزنی دلیل یہ ہوتی ہے کہ علمائے کرام چونکہ انگریزی علوم سے ناواقف ہیں لہٰذا جاہل ہیں۔ یہ عجیب ذہنیت ہے کہ وکیل اگر علم طب سے ناواقف ہے تو قابل طعن نہیں۔ ڈاکٹر اگر دینی علوم سے بے بہرہ ہے تو لائق طنز نہیں۔ انجینئر اگر اخلاق عالیہ سے عاری ہے تو سزاوار تشنیع نہیں ہے۔ لیکن عالم ومفتی دینی میدان کا شہسوار بھی ہو تو سائنسی علوم نہ جاننے کی وجہ سے جاہل ٹھہرا۔

ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہئے

یہ عجیب المیہ ہے عجیب قسم کی ترازو ہے۔ دراصل ان لوگوں کی آنکھوں پر فرنگی چشمے لگے ہوتے ہیں۔ یہ ہر چیز کو اسی نظر سے دیکھنے اور ہر ایک کو اسی پیمانے پر تولنے کے عادی بن جاتے ہیں۔ یہی لوگ دین دشمن قوتوں کے لیے آلۂ کار بنتے ہیں۔ حصول دُنیا کے لیے یہ دین کے شجر پر ہر طرف سے کلہاڑی چلانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہی لوگ یہود ونصاریٰ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں۔ انہی کے ذریعے دشمنان اسلام اپنی خفیہ سازشوں کا جال پھیلاتے ہیں اور عالمی سطح پر بالواسطہ یا بلاواسطہ یہی لوگ اُمت مسلمہ کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ غرض یہ لوگ ''با مسلمان اللہ اللہ، با برہمن رام رام'' کا مصداق ہوتے ہیں۔

۲۔ عام دین دار طبقہ

یہ وہ لوگ ہیں جو دل میں دین کی محبت رکھتے ہیں۔ اگرچہ عصر حاضر کی ہوس پرستی اور زر پرستی کے ماحول میں دینی زندگی گزارنا ان کے لیے جوئے شیر لانے کی مانند ہوتا ہے۔ تاہم یہ کسی نہ کسی دینی تنظیم یا جماعت کے ساتھ منسلک ہو کر زندگی گزارتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً انہیں نامساعد حالات کی بادِ زمہریر کے تھپیڑے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ان کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو اپنی چونچ میں پانی لے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آگ بجھانے کی کوشش کر رہا ہو۔ احیائے دین اور ترویج شریعت وسنت کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مدارس اور مساجد انہی لوگوں کے دم قدم سے آباد ہیں۔ فرنگی سیلاب کے راستے میں یہی لوگ رُکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور ہر طرف سے جگ ہنسائی اور ہرزہ سرائی بھی انہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ مگر شاباش ہے ان لوگوں پر کہ پھر بھی دین کو سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں۔

www.besturdubooks.net

۳۔ علمائے کرام

یہ وہ حضرات ہیں جو دعوت الی اللہ تعلیم وتدریس تصنیف وتالیف اور امامت وخطابت کے کام کو مقصد زندگی بنا لیتے ہیں۔ اُمت مسلمہ کا بوجھ انہی کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ ان میں بعض حضرات کی قربانیوں سے دین کی بقا وابستہ ہوتی ہے، یہ حضرات دین کے محافظ ہیں۔ عموماً یہ اپنی اولاد کے لیے بھی دینی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ دُنیا میں معمولی رزق پر قناعت کر لینا اور اولاد کو بھی دین کا خادم بنانا انہی کی شان ہے۔ ان کے چٹائیوں پر بیٹھنے کی وجہ سے اُمت مسلمہ آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہے۔ دین کے خلاف ہونے والی ہر سازش اور بغاوت کا قلع قمع کرنا ان کا منصب ہوتا ہے۔ ہر بدعت وگمراہی کے خلاف یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ اُمت مسلمہ کو دین سے برگشتہ کرنے کی داخلی یا خارجی کوششوں کے خلاف جہاد کرنا ان کا نقد وقت ہوتا ہے۔ رشد وہدایت کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے انہی کے دم قدم سے ہوتے ہیں۔ یہی حضرات وارث انبیاء کہلانے کے حق دار ہیں۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ آج کے پُرفتن اور قحط الرجال کے دور میں کچھ دُنیا دار لوگ علماء کا لبادہ اوڑھ کر ان کی صفوں میں گھس آئے ہیں۔ دین اور مسلک ومذہب کے بارے میں ان کا کام اختلافی مسائل کو ہوا دینا اور عوام الناس کے سامنے عقائد ونظریات کے وہ نازک مسائل بیان کرنا جس پر بحث کرتے ہوئے علماء راسخین بھی کانپ اُٹھتے ہیں۔ ان کی تنگ نظری اور تنگ ظرفی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کھڑے ہوں تو سمجھتے ہیں کہ اسلام کھڑا ہے۔ اگر بیٹھے ہوں تو سمجھتے ہیں کہ اسلام بیٹھ گیا ہے۔ عوام الناس کو گروہوں میں تقسیم کرنا اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے متنفر کرنا انہی کا سیاہ کارنامہ ہے۔ کاش! یہ حضرات اُمت مسلمہ کو منتشر کرنے کی بجائے متحد کرتے اور باطل ادیان کے خلاف بنیان مرصوص بنا دیتے۔ برصغیر کی مثال لیجئے۔ یہاں کے علماء وصلحاء پانچ جماعتوں میں منقسم ہیں۔

ا۔ غیر مقلد حضرات

ان کا کام ہر عام وخاص کے ہاتھ میں بخاری شریف پکڑا کر اسے اجتہاد کی دعوت دینا

www.besturdubooks.net

ہے۔ سلف صالحین سے بدگمانی اور ان کے خلاف بدزبانی ان کا شیوہ ہے۔ جمہور کو زنبور کہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کا کام عامۃ الناس کو آئمہ اربعہ کی تقلید سے ہٹانا اور اپنی تقلید پر لانا ہوتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی ان کو چڑ ہوتی ہے۔ بے ادب اور گستاخ ہونا ان کے نزدیک مجاہد ہونے کے مترادف ہے۔ تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے میں خواہشات نفسانی کی خاطر آسانی اور سہولت کو ڈھونڈتے ہیں۔ فٹ بال میچ دیکھنے کی خاطر دو نمازوں کو جمع کرنا ان کے لیے معمولی بات ہے۔ ان کا دین فاتحہ خلف امام، اونچی آمین کہنا، رفع یدین کرنا، آٹھ تراویح وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ ان کے ہر فرد نے "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب" تو یاد کر رکھی ہوتی ہے مگر "لا صلوٰۃ الا بحضور القلب" کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوتی۔ اس گروہ کے لوگ تفسیر بالرائے، انکار حدیث گستاخی رسول اور قادیانیت وغیرہ کے فتنوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ نام کے سلفی اور در حقیقت ناخلفی کے زمرے میں آتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر شرک اور کفر کے فتوے لگانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ توحید کے راگ ہر وقت الاپتے ہیں مگر "اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ" (کیا تو نے دیکھا اسے جس نے خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا) کے مصداق ہوتے ہیں۔ اپنا علمی شجرۂ نسب یہ محدثین حضرات کے ساتھ ملانے کی کوششیں کرتے ہیں جبکہ معتزلہ سے خود بخود جا ملتا ہے۔

۲۔ اہل بدعت حضرات

یہ حضرات اُٹھتے بیٹھتے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کرتے ہیں مگر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا اسلام نبی علیہ السلام کو نور ثابت کرنا، حاضر ناظر ماننا، مختار کل سمجھنا اور عالم غیب ثابت کرنا ہوتا ہے۔ یہ محبت اولیاء کے مقدس جذبے میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ قبروں کا طواف کرنا اور سجدہ کرنا بھی عبادت سمجھتے ہیں۔ اپنے پیر کو چھوٹا خدا سمجھنا اور ادب کے نام پر بدعات کو رواج دینا ان کا کام ہے۔ ان کا اسلام اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا، نبی علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگانا، قوالی کے نام پر موسیقی سننا اور عید میلاد النبی کا جلوس

www.besturdubooks.net

نکالنا ہوتا ہے۔عموماً یہ حضرات جیتے جی کسی کو اتنا ولی نہیں سمجھتے جتنا کہ مرنے کے بعد سمجھتے ہیں۔قبروں کی اور مزاروں کی شادابی وآبادی انہیں کی مرہون منت ہے۔

مال دار ہوتے ہوئے کوئی زکوٰۃ نہ دے اسے کوئی ملامت نہیں کرتے۔نماز نہ پڑھے اس پر کوئی تنقید نہیں کرتے۔سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تارک ہو اس سے کوئی نفرت نہیں۔لوگوں کے حقوق غصب کرے اس پر کوئی طعن نہیں بلکہ ان سب کے ہوتے ہوئے کوئی گیارہویں چالیسواں نذر و نیاز کے کھانے وغیرہ تقسیم کرے تو اسے پکا محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محب اولیاء سمجھتے ہیں۔رسوم و بدعات کا منکر ان کے نزدیک گستاخ رسول سمجھا جاتا ہے۔خواہ متبع سنت ہو، ذاکر شاغل ہو، حقیقی اہل اللہ سے بیعت ہو، متقی و پرہیز گار ہو۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

۳۔اہل حق حضرات

یہ حضرات اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔افراط و تفریط سے بچ کر ایک ہاتھ میں توحید کی شمع اور دوسرے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ لیے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔نہ تو یہ غیر مقلدین کی طرح بے ادب ہوتے ہیں نہ اہل بدعت کی طرح قبروں کے پجاری ہوتے ہیں۔ان کا معاملہ درج ذیل شعر کے مصداق ہے:

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

(ایک ہاتھ میں شریعت کا جام اور دوسرے میں عشق کی اہرن۔ ہر ہوس پرست اس جام اہرن سے کھیلنا نہیں جانتا)۔

ان حضرات کو ایک طرف غیر مقلدین کی مخالفت اور دوسری طرف اہل بدعت کی مخاصمت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ترویج و اشاعت دین کے لیے ان کے مدارس دین کے قلعے ہیں اور تبلیغی جماعت کے نام سے ان کی قربانیاں قابل تعریف ہیں۔

۴۔صوفیائے کرام

آج کے دور میں اکثر خانقاہیں مال و دولت کمانے کا ذریعہ بن چکی ہیں۔جانشینی کو

www.besturdubooks.net

اہلیت کی بنیاد پر متعین کرنے کی بجائے نسلی وخاندانی بنیادوں پر فروغ دیا جاتا ہے۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

نام نہاد پیر حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ پیری مریدی رسمی رواجی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ دین کو نقصان پہنچانے میں ایسے جاہل صوفیاء کا بڑا ہاتھ ہے۔

جس طرح پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اس طرح تمام خانقاہیں بھی بدحالی کا شکار نہیں ہوتی ہیں۔ بعض ایسی خانقاہیں آج بھی موجود ہیں جہاں اولیاء کاملین سالکین طریقت کو راہ معرفت کی راہنمائی کرنے میں مشغول ہیں۔ ان کا کام محبت الٰہی سے دلوں کو لبریز کرنا اور کمینی دُنیا سے متنفر کر کے اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگنا ہے۔ ان حضرات کی شب زندہ داریوں اور صفا کیشیوں کی بناء پر اُمت مسلمہ کی ہچکولے کھاتے کشتی چل رہی ہے۔ یہ حضرات اندھیری رات میں ٹمٹماتے چراغ کی مانند ہیں۔ بعید نہیں کہ ان کی دُعائے نیم شبی سے حالات پلٹا کھائیں اور ان کی نظر کیمیا اثر سے کوئی ایسا فرد فرید پیدا ہو جو سوئی ہوئی اُمت کو جگا دے اور تسبیح کے بکھرے دانوں کو ایک دھاگے میں پرو دے۔

۵۔ اہل سیاست علماء

یہ وہ حضرات ہیں جو حکومتی ایوانوں میں بیٹھ کر دین کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ ماضی قریب تک اس جماعت میں ایسے اکابرین رہے ہیں جنہوں نے قدم قدم پر بعض دینی احکام کی نگہبانی کی اور اہل دُنیا سے اپنی دید و دانش کا لوہا منوایا۔ گزشتہ چند سالوں سے حالات نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ آج یہ حضرات ایک سے دو اور دو سے چار میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ "فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ" کی مثال ان پر صادق آتی ہے۔ ان حضرات کا مقصد جس قدر ارفع و اعلیٰ تھا نتائج اتنے ہی مایوس کن ہیں۔ مفاد پرستی عام ہونے کی وجہ سے ان میں سے بعض حضرات اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ پس ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرنے والی حالت ہو چکی ہے۔ آج ان حضرات کی آواز کا کوئی وزن نہیں رہا۔ ان میں سے کوئی جماعت شریعت بل پیش کرتی ہے تو دوسری اسلامی جماعتیں ہی اس میں نقص

www.besturdubooks.net

نکالنے میں پیش پیش رہتی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ان میں سے بعض لوگ شریعت وسنت کی بالادستی نہیں چاہتے بلکہ اس نظام کی بالادستی چاہتے ہیں جو ان کے ہاتھوں سے پیش ہو۔ کاش کہ وہ حضرات حضرت مجددالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول دل ودماغ میں بسالیتے کہ...... ''دین کا احیاء جب بھی ہو جہاں کہیں ہو جس کسی کے ہاتھوں سے ہو وہی زیبا ہے۔''

عوام الناس اس بات سے سخت بیزار ہیں کہ یہ دین کا راگ الاپنے والے حضرات ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑتے ہیں۔ عامۃ الناس کی طرح ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالتے ہیں تو کسی اور سے کیا گلہ۔ ان حضرات کے قول وفعل کا تضاد دین دشمن قوتوں کے لیے تقویت کا سبب بنتا ہے۔ یہود ونصاریٰ انہی کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس وہ قریب ہونے کی بجائے دور سے دور تر ہوتے جارہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ یہ حضرات سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آداب اختلاف کا خیال رکھیں۔

دورِ حاضر میں یورپی اقوام کا کردار

آج سائنسی علوم کی ترقی اپنے عروج پر ہے۔ یورپی اقوام میں اتنی بالغ نظری آچکی ہے کہ وہ اپنے پہاڑوں جیسے بڑے بڑے مسائل کو مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر حل کرلیتے ہیں۔ ماضی قریب ہی میں ہانگ کانگ کا مسئلہ کھڑا ہوا۔ برطانیہ نے سوسال پہلے چین سے یہ علاقہ کرائے پر حاصل کیا تھا۔ سوسال گزرنے کے بعد اب واپسی کا وقت آگیا ظاہراً یہ ناممکن اور لاینحل مسئلہ نظر آتا تھا مگر دونوں ممالک نے میز پر بیٹھ کر مسئلے کا حل نکال لیا۔ یورپی اقوام کا یہ تاریخی قدم ہمارے لیے باعث عبرت ہے۔ اُمت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر میں کتنی باتیں یکساں ہیں۔ خدا ایک، رسول ایک، دین ایک، قرآن ایک، کعبہ ایک، کلمہ ایک، ارکان اسلام ایک جیسے، اتنا سب کچھ ایک جیسا ہونے کے باوجود ہم ایک نہیں ہو پارہے ہیں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

یورپی اقوام نے دیوار برلن توڑ کر یہ ثابت کردیا کہ لوگ نسلی بنیادوں پر اکٹھا ہوسکتے ہیں۔ کیا ہم اپنے اندر نفسانیت وانانیت کی بنی ہوئی دیوار کو توڑ کر اللہ کے لیے ایک نہیں

www.besturdubooks.net

ہو سکتے۔ یورپی اقوام مادی ترقی اس قدر حاصل کر چکی ہیں کہ دُنیا کے ممالک ان کے لیے محلے بن چکے ہیں۔ یورپ کی کرنسی (DOLLAR, EURA) ایک ہو چکی ہے۔ وہاں کے باشندوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لیے ویزوں کے حصول کی ضرورت نہیں ہے۔ افہام وتفہیم کے لیے آپس کی راہیں ہر وقت کھلی ہیں۔ بڑے بڑے اختلافی مسائل پر وہ گفت وشنید کے ذریعے قابو پانے کے عادی بن چکے ہیں۔ کاش! کوئی ایسی صورت ہوتی کہ مسلمان ممالک کے لوگ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتے۔ ہمارا حال ابتر اور بد سے بدتر ہوتا جارہا ہے، ہم قریب آنے کی بجائے ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں　　　کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یہ بات بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ یورپی ممالک کی خفیہ تنظیمیں مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کی فضا ہموار کرنے میں رُکاوٹ بن رہی ہیں۔ گلہ ان سے نہیں وہ تو غیر مسلم ہیں۔ گلہ اپنوں سے ہے جو ان کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکے ہیں۔ سائنسی ترقی نے ظاہری فاصلوں کو اتنا سمیٹ دیا ہے کہ اب لوگ دُنیا کو عالمی گاؤں (GLOBAL VILLAGE) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دلوں کے فاصلوں کو سمیٹ کر ایک اور نیک بن جائیں۔ یہود ونصاریٰ اگر دنیوی مفاد کے لیے اکٹھے ہو سکتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اخروی مفاد کی خاطر ایک ہو جائیں۔ آپس کے اختلافات کو مجادلہ اور شقاق نہ بننے دیں۔

ذیل میں آدابِ اختلاف کے چند سنہری اُصول قلمبند کیے جاتے ہیں۔

آدابِ اختلاف (اُصول وضوابط)

(۱) سب مسلمانوں کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آپس میں "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کا مصداق بن کر رہیں۔

(۲) فروعی اختلافات کو اپنی جگہ پر رکھنا چاہیے اور اُصولی اختلاف نہیں بنالینا چاہیے۔

(۳) اختلاف سے بچنے کی کوششوں کے باوجود اگر کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہو جائے تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لے کر مسئلے کو حل کر لیا کریں۔

www.besturdubooks.net

(۴) جب بھی حکم الٰہی یا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے تو ہم اپنی گردنوں کو فوراً جھکا دیا کریں۔ یعنی دل و جان سے تسلیم کرلیا کریں۔

(۵) ہمیں ہر وقت یہ احساس رہنا چاہیے کہ ہمارے بھائی کی رائے بھی اس طرح درست ہو سکتی ہے جس طرح ہماری نظر میں اپنی رائے درست ہے۔ کسی بھی کام کے بیک وقت دو مختلف حل ہو سکتے ہیں۔ (۶) ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے حسن ظن رکھے اور تعصب رائے سے دور رہیں۔ (۷) نفسانیت و انانیت سے دور رہ کر تقویٰ و طہارت کی راہ اختیار کریں۔ (۸) آپس کی گفتگو میں حسن اخلاق کا خیال رکھیں، جارحانہ الفاظ اور طرز تخاطب سے اجتناب کریں۔ (۹) دوسرے بھائی کی بات نیک نیتی اور دل جمعی سے سنیں۔

(۱۰) گفتگو کی تلخی سے پرہیز کریں کہ ہر ایک کی رائے میں سنجیدگی اور احترام کا پہلو غالب رہے۔

(۱۱) اگر کبھی تلخ کلامی کی نوبت آ بھی جائے تو ایک دوسرے سے معذرت کرنے میں پہل کریں۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنا سیکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ“

”غصے کو پی جانے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔“ (آل عمران: ۱۳۴) (۱۲) نبی علیہ السلام کا یہ فرمان ہر وقت پیش نظر رہے:

”صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاعْفُ عَنْ مَنْ ظَلَمَکَ وَاَحْسِنْ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْکَ“

”تو جوڑ اس سے جو تجھ سے توڑے، جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردے اور جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے بھلائی کرے۔“ (۱۳) بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے آداب اختلاف سکھاتے ہوئے فرمایا: ”اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَاائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَقُوْمُوْا“ ”قرآن مجید پڑھو جب تک اس پر تمہارے دل ملے رہیں۔ جب اختلاف ہو جائیں تو کھڑے ہو جاؤ۔“

اگر ہم ان اُصول و ضوابط کا خیال رکھیں تو ہمارا اختلاف فقط اختلاف رائے کی حد تک رہے گا۔ یہاں حدیث پاک میں ”دل ملے رہیں“ کا پیغام بہت معنی خیز ہے۔ پس اُمت کی بقا اسی میں ہے کہ محبت خداوندی کے سائے میں دل آپس میں ملے رہیں۔ یاد رکھیں اگر دل بچھڑ گئے تو

www.besturdubooks.net

یہی روحانی موت ہے، اختلاف کے بیج پنپنے سے پہلے ہی اس پودے کو جڑ سے اُکھاڑ دیا کریں۔

ہم کسی طور بھی باہم نہیں ہونے پاتے　　ایسے بکھرے کہ منظم نہیں ہونے پاتے
ایک ہی پیڑ کی شاخوں پہ کھلے پھول ہیں ہم　　اور تعجب ہے کہ باہم نہیں ہونے پاتے

سلف صالحین سے منقول ہے کہ دوست کا لفظ چار حروف سے مل کر بنا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ "د" سے درد یعنی جو دُکھ درد کو بانٹنے والے ہوں۔

"و" سے وفا یعنی جن کی آپس میں وفا ایسی ہو کہ ساتھ زندگی بھر نبھائیں۔

"س" سے سچائی یعنی ایک دوسرے کے ساتھ سچائی کا معاملہ کریں۔

"ت" سے تابعداری یعنی ہر ایک دوسرے کی بات ماننے کے لیے تیار رہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا مانگتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَيٰوةَ الْجَمْعِ وَجَنِّبْنَا مَوْتَ التَّفَرُّقَةِ"......

"اے اللہ! ہمیں اجتماعی زندگی عطا فرما اور تفرقہ کی موت سے بچا۔"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف جیسے ظالم کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ خلوت میں اس نماز کا اعادہ بھی کر لیتے۔ کسی نے اس عمل کی حکمت معلوم کی تو فرمایا کہ اُمت ایک جسم کی مانند ہے، میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کوفہ آتے تو وتر میں تین رکعتیں ایک سلام سے ادا کرتے اور فاتحہ خلف امام بھی نہ پڑھتے۔ فرماتے تھے کہ مجھے صاحب مزار (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے شرم آتی ہے۔ شہد کی مکھیاں اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کرتی ہیں۔ انسان کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

زاتفاق مگس شہد میشود　　خدا چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد

"شہد کی مکھیوں کے اتفاق سے شہد بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں کتنی لذت رکھی ہے۔"

بحمد اللہ تمّ

www.besturdubooks.net